DATE LABEL

سائکی

بار اول ۱۹۵۴ء

قیمت عـ۸ر

وہائٹ پرنٹنگ ۲۸ پونڈ انٹیک

اسرار کریمی پریس الٰہ آباد میں باہتمام کے۔ یو۔ صدیقی برائے مکتبہ جاوید کھیکر الٰہ آباد ۲
سے شائع ہوا

سائکل

کلیم عرفی

مکتبہ جاوید
الہ آباد ۔۔۔ ۳

سنگ میل سیریز

ہماری مطبوعات

کلیم عرفی	(ناول)	نقش ناتمام	-/۴
"	"	ازل سے ابد تک	-/۴
"	"	غم خانۂ ہستی	-/۵
"	"	ظلمات شبِ غم	-/۶
"	"	سارے چراغ بجھ گئے	-/۲
"	"	صنم خانوں میں	-/۴

مکتبہ جاوید نور اللہ روڈ ــــــ الہ آباد ۳

اپنی والدہ کے نام........

عرفی

"دیوتاؤں کے بربط کا آتشیں نغمہ"...

DATE LABEL

ہومر اور ورجل سے متاثر ہو کر

DATE LABEL

کیوپڈ
سائکی
جیوپیٹر
وینس
نارسی سس
ہرکولس
اپالو
اشماش
پنچون
اور
دیگر

اگامینن
ملکہ
اگسٹس
سلمائینسر
شاعر
میریا
اڈلیس
ھیلن
پارس
اور
دیگر

سائکی

..اور علوم قدیمہ کے مفکروں اور دورِ جدیدہ کے رہنماؤں نے کہا -

"انسان ایک معاشرتی حیوان ہے اس لئے وہ انفرادی طور پر کوئی اخلاق حیثیت نہیں رکھتا - اُسے ہمیشہ جماعت کا ایک فرد سمجھنا چاہئے - کُل کا جُز ہونے کی حیثیت سے اُسے کچھ اہمیت حاصل ہوتو ہو ورنہ انفرادی طور پر کسی ایک فرد کی کوئی حقیقت و حیثیت نہیں - یہ وہ اُصول ہے جس سے جماعت میں توازن قائم رہتا ہے' اِس توازن کو ہم قانون کہتے ہیں اور قانون انسان نے علمُ الاساطیر سے سیکھا"

ارسطو

"اساطیری شاعری اخلاق و مذہب کی داستان ہے" ... افلاطون

"اساطیر میں گم دیوتا مظاہرِ قدرت اور تمثیل و مجاز کے پردے میں اخلاقی مسائل کے حل ہیں' جو انتہائی خوبی اور صناعانہ تکمیل کے ساتھ ہم تک پہونچے ہیں" ... ٹکینٹیس

"دیوتاؤں کی کہانیوں میں انسان کی تاریخ پوشیدہ ہے" ... یومرس

"اساطیری شاعری میں اخلاق و مذہب کے رموز پنہاں ہیں" ... تھامپنیس

"اگر ہم لسانیات' بشریات' انسان کی ارتقا اور اداروں کی تاریخ کا گہرا مطالعہ کرکے اتحادِ لسانی کا راز معلوم کریں تو پھر ہم اساطیر کے اصلی مفہوم سے باخبر ہوجائینگے" ... سینٹ اگسٹن

"اساطیری شاعری زبان کی عدالت ہے اور اُن الفاظ کا ذخیرہ جو معدوم ہوچکنے کے بعد بھی زندہ ہیں" ... میکس مُلر

....اور یہ کہانی قدیم اساطیر نگار' ہومر' ورجل' اووڈ اور اولیس کے پارینہ اور شکستہ ارضہ زدہ اوراق سے استفادہ ہے -



....اور شہیدِ وقت کے جلوت و خلوت کے ہنگامِ طرب سے افسردہ و شکستہ' پرانی عظمتوں کا غبارِ تحیّر' کاروانِ ہستی کا یہ رقصِ بے معنی ازمنۂ قدیمہ کے علمُ الاصنام سے منسوب ہے - جب دنیا نئی نئی اور اربعۂ عناصر کا انسان دنیاؤں کی وسعت' آسمانوں کی رفعت اور قطبِ سماویہ کی مقناطیسی قوتوں سے واقف نہ تھا - آفتاب و ماہتاب کی روپوشی و نموداری' حیات و ممات کے طلوع و غروب اور روز و شب کے کشمکش و مجادلہ سے بے خبر جہانِ آب و گِل کے پوشیدہ خزانوں میں سکونِ دل کے لئے نشان ڈھونڈ رہا تھا اور ضمیرِ تقدیر نیلگوں دنیاؤں میں جلتے ہوئے لاکھوں چراغوں کی بیکراں خلاؤں میں گم تھی تو وہم و خیال میں آباد صنم خانوں کے خواب آلود محرابوں تلے کہکشاں' تاروں اور سیاروں کا پاسباں' بادلوں' طوفانوں اور بجلیوں کا حکمراں' دیوتاؤں کا دیوتا' جہنم' اعراف اور بہشت کا نگراں' اجلال و اظلام کا جالب' زحل کا بیٹا' یونانی زیوس اور رومی جوپیٹر' تخلیقِ عالم کی تمام ذمہ داریوں سے بری' ماضی سے بے خبر' حال سے وابستہ' نظام کے قیام و لقا' تغیر و تبدل کے لئے احساس کے زنداں میں دل کے شعلوں کو ہوا دے رہا تھا -

.... اور آج جب درماندہ و غمزدہ انسان صدیوں کی محبوس تمناؤں کا ہیجان لئے جبر و تشدد کے ستونوں کو ڈھاتا' اپنے اجداد کے قدموں کو روندتا' مرکزِ حیات پر طاری جمود و سکوت منتشر کرتا' پلکوں میں سکوتِ نیم شب کا خمار اور رگوں میں کائنات کا آزردہ لہو لئے غبارِ زیست کے دھندلکوں میں وقت کے ایک شکستہ اور گمگشتہ نشانِ راہ پر ساغرِ حیات بھرتا ہوا زندگی کو آواز دے رہا ہے تو ذہنِ یخ بستہ کے محراب و طاق میں جگمگاتے ہوئے عظیم صنم خانے تاریک ہوچکے ہیں -



خداوندانِ اولمپس کی بے مہر خواب گاہوں پر ازلی سنّاٹا چھا چکا ہے تو جرابس غمِ رفتہ کے ساز و رنگ میں تو ہم پرستی اور اسلاف پرستی کے سوا کچھ اور نظر نہ آئیگا لیکن وقت کی انگلیت ہمّت شکن گردشوں سے تھکا ہارا اکتایا ہوا جستجو حیراں کے لئے سرگرداں و پریشاں' ظلمتِ شب' رفعتِ بیکراں اور نورِ سحر سے لرزاں' خود اپنے سیلابِ عظیم سے خائف' اپنے جرس سے گزیدہ اور شوریدہ' صدیوں کی افسردہ شاہراہ پر گامزن' روزِ ازل کا ابدی انسان گریزِ حیات کے لئے زُلفِ فردا تلے موت کی مدہوش کُن نیند میں سوئے ہوئے عہدِ عظمت کے رنگین تخیّل میں حُسن و دلکشی ضرور محسوس کریگا -

کلیم عزمی
۵ دسمبر ۱۹۸۲ء







سائکی

DATE LABEL

(۱)

مقام کسی ویرانے میں ــــ وقت شام

کردار

اگامینن۔ اگسٹس۔ شاعر۔ ایک بڑی فوج

(۲)

مقام کسی ویرانے میں ــــ وقت رات

کردار

اگامینن۔ شاعر۔ اگسٹس۔ اور خون نچوڑنے والے

(۳)

مقام مائیسین ــــ وقت صبح

کردار

اگامینن ــــ فوج ــــ اور رعایا

ب

مقام شاہی باغ   وقت صبح

کردار

ملکہ ـــــ اگسٹس ـــــ اگائین

(۴)

مقام شاہی باغ   وقت شام

کردار

شمع ۔ سائکی

(۵)

مقام اگسٹس کا محل   وقت رات

کردار

اگسٹس ۔ دوست

(۶)

مقام سائکی کی خوابگاہ   وقت رات

کردار

سائکی

(۷)

مقام شاہی محل　　　وقت دن

کردار

شمع۔ سائکی۔ اگامینن۔ ملکہ

(۸)

مقام کسی امیر کا مکان　　　وقت رات

کردار

دو شہری

(۹)

مقام حمام۔ دربار۔ خوابگاہ　　وقت دن

کردار

شمع۔ سائکی۔ اگامینن۔ ملکہ۔ اگسٹس۔ اُمرا۔ وزراء۔ پجاری۔ عام شہری

(۱۰)

مقام باغ　　　وقت دن

کردار

اگسٹس۔ ملکہ

(۱۱)

مقام محل　　　وقت دن

کردار　اگامینن۔ ملکہ۔ اگسٹس۔ مینلس۔ خادم۔ اڈیسس

(۱۲)

مقام سائکی کی خوابگاہ باغ وقت رات سے صبح تک

کردار

سائکی - شمع - کنیزیں

(۱۳)

مقام محل وقت صبح

کردار

ملکہ - سائکی - شمع

(۱۴)

مقام ہیکل وقت دن

کردار

پجاری

(۱۵)

مقام کرۂ ہوا وقت دن

کردار وینس - ارسطو - کنیزیں

(۱۶)

مقام کرۂ ہوا وقت دن

کردار

جیوپیٹر - منروا - آپالو - آشتری یمل - پان بولینیا - تالیا - کالیوب - ترپوری - اُدرنیا - کلیو - آرنی

(۱۷)

مقام کرۂ ہوا۔ باغ وقت دن

کردار

وینس۔ ارسطو۔ کیوپڈ

(۱۸)

مقام۔ یونان وقت رات

کردار

کئی شہری

(۱۹)

مقام۔ یونان کا باغ وقت صبح

کردار

کیوپڈ ۔ سائکی ۔ شمع ۔ کنیزیں

(۲۰)

مقام۔ شبستان کیوپڈ وقت رات

کردار

کیوپڈ۔ وینس ــــ اور آواز

(۲۱)

مقام۔ شاہی باغ۔ محل وقت دن

کردار ملکہ۔ اگسٹس۔ اگاسین

(۲۲)

مقام پہاڑی راستہ۔ ہیکل وقت دن

کردار

پجاری۔ اگامینن۔ اگسٹس۔ فوج

(۲۳)

مقام پہاڑ پر وقت دن

کردار

وینس۔ اراطو۔ مہندر

(۲۴)

مقام۔ محل وقت دن

کردار

شمع۔ سائکی۔ کنیزیں

(۲۵)

مقام۔ شیش محل وقت دن

کردار

کیوپڈ۔ سائکی۔ کنیزیں

(۲۶)

مقام۔ فضا۔ سمندر۔ نبیتون کا محل

وقت ــــــ دن

کردار

وینس۔ اراطو۔ ھندر۔ نبتیون۔ کیوپڈ

(۲۷)

مقام۔ شبستان کیوپڈ وقت رات

کردار

کیوپڈ۔ ہرکوس

(۲۸)

مقام۔ شبستان سائکی وقت رات سے دن

کردار

سائکی۔ کیوپڈ۔ کنیزیں

(۲۹)

مقام۔ پارس کا محل وقت دن

کردار

سپہ سالار۔ پارس۔ ہیلن

(۳۰)

مقام۔ قلعہ کے پاس میدان جنگ۔ قلعہ کے پاس

وقت دن

کردار

پارس۔ اگامینن۔ مینالس۔ اگسٹس یلمائیکسز۔ ملکہ۔ ہیلن اور فوجیں

(۳۱)

(ا)

مقام سمندر وقت چاندنی رات

کردار وینس

(ب)

مقام سپارٹا کا قلعہ وقت دن

(۳۲)

مقام شبستان کیوپڈ وقت دن

کردار

ہرکولس۔ کیوپڈ۔ چاند

(۳۳)

مقام دیولوک وقت رات

کردار

اشاش۔ آپالو۔ جیوپیٹر

(۳۴)

مقام دیولوک

وقت صبح

کردار

کیوپڈ۔ آپالو۔ ہرکولس۔ اور دوسرے دیوتا

(۳۵)

مقام محل　　وقت دن

کردار
شمع - سائکی

(۳۶)

مقام کاشانۂ کیوپڈ　　وقت دن

کردار
ہرکولس - کیوپڈ

(۳۷)

مقام سمندر کا کنارہ　　وقت صبح

کردار
سائکی - شمع - صنوبر اور کنیزیں

(۳۸)

مقام جنگ کا میدان　　وقت رات

کردار
اگسٹس - ملکہ

(۳۹)

مقام جنگ کا میدان　　وقت دن

کردار　اگامینن - ملکہ - سلمائیسز - اگسٹس اور فوجی

(۴۰)

مقام جنگل
وقت رات

کردار

اگامینن۔ ملکہ

(۴۱)

مقام جنگل
وقت چاندنی رات

کردار

اگامینن۔ اگستس۔ ملکہ۔ دیگر سپاہی و مزدور

(۴۲)

مقام جنگل
وقت دن

کردار

اگامینن۔ ملکہ۔ اگستس اور دیگر لوگ

(۴۳)

مقام کوئی ہیکل میں
وقت دن

کردار

پجاری

(۴۴)

مقام دیولوک
وقت دن

کردار اپالو۔ آشماشش۔ جیوپیٹر

(۴۵)

مقام۔ سپارٹا کے پاس شہر میں　　وقت دن

کردار

کئی شہری اور لڑکیاں

(۴۶)

مقام۔ سپارٹا کے قریب شہر میں　　وقت دن

کردار

اگامینن۔ ایستھس، کچھ سپاہی

(۴۷)

مقام۔ سپارٹا کے پاس شہر میں　　وقت صبح

کردار

کئی شہری

(۴۸)

مقام۔ ایک مکان　　وقت دن

کردار

سپاہی۔ شہری۔ اگامینن۔ میریا۔

(۴۹)

مقام۔ شاعر کا مکان　　وقت دن

کردار　میریا۔ شاعر

(۵۰)

مقام گھر میں
وقت دن

کردار
اگامین۔ میریا۔ اگسٹس

(۵۱)

مقام دیولوک
وقت دن

کردار
آپالو۔ آشماش۔ جیوپیٹر

(۵۲)

مقام کاشانۂ سائکی
وقت دن

کردار
کیوپڈ۔ سائکی۔ اگامین

(۵۳)

مقام باغ
وقت دن

کردار
اگسٹس۔ ملکہ

(۵۴)

مقام محل
وقت رات

کردار سائکی۔ اگامین

(۵۵)

مقام۔ محل وقت دن

کردار

ملکہ۔ اگسٹس

(۵۶)

مقام۔ کال کوٹھری وقت رات

کردار

سائکی

(۵۷)

مقام۔ محل وقت رات

کردار

اگامینن۔ ملکہ۔ اگسٹس

(۵۸)

مقام۔ کال کوٹھری وقت رات

کردار

سائکی

(۵۹)

مقام۔ کئی جگہ وقت رات

کردار، اگسٹس۔ شمع۔ کنیز

(۶۰)

مقام محل وقت رات

کردار

اگسٹس - اگامینن

(۶۱)

مقام کال کوٹھری وقت رات

کردار

سائکی

(۶۲)

مقام اگامینن کی خوابگاہ وقت رات

کردار

ملکہ - اگامینن

(۶۳)

مقام سائکی کی خوابگاہ وقت رات سے سویرا

کردار

سائکی

(۶۴)

مقام محل وقت دن

کردار اگامینن - اگسٹس - کئی پجاری

(۶۵)

مقام ہیکل میں وقت دن

کردار

درباری۔ اگامینن۔ پجاری۔ اگسٹس۔ غمگین شہری

(۶۶)

مقام سائکی کی خوابگاہ وقت صبح

کردار

سائکی۔ شمع

(۶۷)

مقام کاشانۂ کیوپڈ وقت صبح

کردار

ہرکولس۔ کیوپڈ

(۶۸)

مقام محل و مختلف مقام وقت صبح

کردار

سائکی۔ اگامینن

(۶۹)

مقام یونان وقت دن

کردار شہری

(۷۰)

مقام۔ کئی ہیکل میں وقت دن

کردار

شہری

(۷۱)

مقام۔ کاشانۂ سائکی وقت دن

کردار

شمع۔ سائکی

(۷۲)

مقام۔ پہاڑی راستے پر وقت دن

کردار

ہجوم

(۷۳)

مقام۔ کاشانۂ کیوپڈ وقت صبح

کردار

ہرکولس۔ کیوپڈ

(۷۴)

مقام۔ دیولوک وقت دن

کردار آپالو۔ اشماش۔ دیگر دیوتا

(۷۵)

مقام پہاڑ پر　　　وقت دن

کردار

اگامینن۔ شمع۔ سائکی۔ اگسٹس۔ ہجوم

(۷۶)

مقام کاشانۂ کیوپڈ　　　وقت دن

کردار

کیوپڈ ۔ ہرکولس

(۷۷)

مقام پہاڑ　　　وقت دن

کردار

کنکال ۔ دیویاں

(۷۸)

مقام دیولوک　　　وقت دن

کردار

جیوپیٹر۔ نارسی لس

(۷۹)

مقام دیولوک　　　وقت صبح

کردار ―――――― کیوپڈ

(۸۰)

مقام: کاشانۂ جیوپیٹر   وقت: دن

کردار

نارسی سس - جیوپیٹر

(۸۱)

مقام: دیولوک   وقت: دن

کردار

کیوپڈ - نارسی سس

(۸۲)

مقام: پہاڑ   وقت: دن

کردار

کنکال - کیوپڈ - سائکی

(۸۳)

مقام: فضا سمندر   وقت: دن

کردار

کنکال - سائکی

(۸۴)

مقام: سمندر - پہاڑ - وادیاں - ریگستان - آسمان

وقت: دن

کردار

وینس۔ سائکی۔ کنکال۔ جیوپیٹر

(۸۵)

مقام دیولوک   وقت دن

کردار

جیوپیٹر۔ کئی دیوتا۔ دیویاں

(۸۶)

مقام محل   وقت دن

کردار

اگامینن۔ پجاری

(۸۷)

مقام کاشانۂ کیوپڈ   وقت دن

کردار

کیوپڈ۔ سائکی

(۸۸)

مقام ——— محل

وقت ——— دن

کردار

اگامینن۔ ملکہ

(۸۹)

مقام۔ کاشانۂ کیوپڈ وقت رات

کورس

سائکی۔ کیوپڈ۔ کنیزیں

(۹۰)

مقام۔ کاشانۂ کیوپڈ وقت صبح

کورس

سائکی۔ کیوپڈ۔ کنیز

(۹۱)

مقام۔ محل وقت دن

کورس

اگامیمنن۔ وزیر۔ درباری

(۹۲)

مقام۔ سمندر وقت دن

کورس

یونانی سردار اور نئے غلام

(۹۳)

مقام۔ بازار وقت دن

کورس کئی آدمی

(۹۴)

مقام ایک گھر　　وقت رات

کردار

بڈھا۔ جوان

(۹۵)

مقام کاشانۂ کیوپڈ　　وقت دن

کردار

کیوپڈ۔ سائکی

(۹۶)

مقام باغ　　وقت دن

کردار

ملکہ۔ اگسٹس

(۹۷)

مقام محل کا حصہ　　وقت رات

کردار

اگسٹس۔ ایک آدمی

(۹۸)

مقام کوہ کزناس

وقت دن

کردار

اگامینن۔ ملکہ۔ اگسٹس۔ اوڈیسس۔ شاعر اور ہزاروں لوگ

(۹۹)

مقام پہاڑ

وقت دن

کردار

پجاری۔ اوڈیسس۔ اگسٹس ملکہ کی لاشیں

(۱۰۰)

مقام پہاڑی راستہ ہیکل

وقت دن

کردار

اوڈیسس۔ پجاری۔ ہزاروں لوگ

(۱۰۱)

مقام آسمان

وقت دن

کردار

جیومیٹر۔ نارسی سس

(۱۰۲)

مقام ساری دنیا

وقت دن

کردار

نارسی سس

(۱۰۳)

مقام آسمان وقت دن

کردار

جیوپیٹر۔ نارسی سس ہرکولس

(۱۰۴)

مقام کاشانہ کیوپڈ وقت رات

کردار

کیوپڈ۔ سائکی

(۱۰۵)

مقام فضا وقت چاندنی رات۔ رات دن

کردار

ہرکولس

(۱۰۶)

مقام سمندر وقت دن

کردار

کردار نیپتون۔ اورینا۔ جیوپیٹر۔ ہرکولس

(۱۰۷)

مقام آسمان وقت دن

کردار سائکی۔ کیوپڈ۔ جیوپیٹر۔ رُوح دیگر دیوتا دیویاں

(۱۰۸)

مقام درمیانی فضا　　وقت دن

کردار

ایک دیوتا

(۱۰۹)

مقام آسمان　　وقت دن

کردار

وقت کا پرندہ

(۱۱۰)

مقام سمندر　　وقت رات

کردار

جیوپیٹر

(۱۱۱)

مقام ریگستان　　وقت دن

کردار

جیوپیٹر

(۱۱۲)

مقام کوہ آتش فشاں　　وقت شام

کردار جیوپیٹر

(۱۱۳)

مقام وادی دلپائی   وقت رات

کردار

جوپیٹر

اب سے بہت پہلے جب دُنیا بن رہی تھی، دیوتاؤں کا
دیوتا جیوپیٹر کوہ المپس کی بلند ترین چوٹی
سے اُتر کر وادیٔ دلپائی میں آیا

(جیوپیٹر طلسمی رتھ میں بیٹھا ہوا ہوا میں پرواز کرتا ہوا وادی دلپائی میں اُترتا ہے

جہاں سورج کا دیوتا اپالو آگے بڑھ کر استقبال کرتا ہے جھکتا ہے ——— جیوپیٹر مسکراتا ہوا وادی پر اُترتا ہے۔ اُترتے ہی ہوا میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے۔ نیلوفر کی ساری کلیاں جھومنے لگتی ہیں۔ چاند کی روشنی تیز ہو جاتی ہے۔ اور برف کی بیلیں چمکنے لگتی ہیں۔ اچانک بیشمار چھوٹی چھوٹی مچھلیاں برف پر رینگتی ہوئی آگے بڑھتی ہیں جیوپیٹر چاند کی طرف دیکھتا ہے اور چاند سے نکلتی ہوئی کرنیں سمٹنا شروع ہو جاتی ہیں۔ تمام کرنیں سمٹتے سمٹتے ایک جا ہو جاتی ہیں اور پھر وہ کرنیں ایک نورانی مجسمہ بن جاتی ہیں۔ جیوپیٹر کچھ پھونکتا ہے اور وہ جسم چمکتے ہوئے ذرے بنجاتا ہے جیوپیٹر مسکراتا ہے اور برف پر رینگتی ہوئی مچھلیوں کی طرف دیکھتا ہے اور دو بڑی مچھلیاں ایک ایک سیپی جیوپیٹر کے پاؤں کے پاس اُگل دیتی ہیں ——— دیوتا کی نگاہ کی گرمی سے سیپیوں کے منہ کھل جاتے ہیں اور اُن میں بجائے موتیوں کے ایک پانی کی طرح چیز نظر آتی ہے جو سمندر کے نیلگوں پانی سے بھی زیادہ خوش آب ہے جیوپیٹر اُس پانی جیسی چیز کو چمکتے ہوئے ذرات پر چھڑکتا ہے ——— پھر وہ اپالو کے سر پر دیکھتا ہے اور اُس کے سر پر چمکتا ہوا چھوٹا سورج دور چلا جاتا ہے اور آسمان پر پوری تیزی سے چمکنے لگتا ہے، اتنا تیز کہ دور سمندر کے پانی میں طوفان اُٹھتا ہے اور سمندر کا پانی بہت تیزی سے چڑھتا ہوا دلپائی کی بلندیوں پر چڑھنے لگتا ہے ——— جیوپیٹر بڑھ کر کفِ سمندر کو لیتا ہے اور پھر سمندر کا پانی نیچے اُتر جاتا ہے سورج کی تیزی ختم ہو جاتی ہے چاند پھر چمکنے لگتا ہے۔ کفِ سمندر میں وہ سیپی کے منہ کا پانی اور چاند کے ذرات ملاتا ہے اور مٹھی میں بھر کر ایک ستارے کی شکل میں آسمان کی طرف پھینک دیتا ہے اپالو کی طرف اشارہ کرتا ہے اپالو اُسے روشن کر دیتا ہے۔)

اس طرح جیوپیٹر نے ومینس کو پیدا کیا اور وہ ایک ستارے کی شکل میں کرۂ ہوا میں ہزاروں سال "جوسماں" پر چمکتی رہی پھر اُسے آشتری نے قوت منوانے حکمت اور اپالو نے عشرت بخشی تو جیوپیٹر نے حسن و جمال کی دیوی بنا کر آسمان پر بلا لیا اور اپنی برکتوں سے اُسے ایک بیٹا دیا —— کیوپڈ جسے دیوتاؤں نے محبت کا دیوتا مان کر اُس کی پرستش کی اور ہماری یہ کہانی اسی محور پر گردش کرتی ہوئی کیوپڈ کی پیدائش کے ہزاروں سال بعد شروع ہوتی ہے۔ جب یونان میں کئی حکومتیں قائم ہو چکی تھیں انھیں حکومتوں میں ایک حکومت مائی۔ سی۔ ناس کی تھی۔ جس کا رئیس اگامینن دنیا کے لئے بربادی کا خونی طوفان حیوانیت کا جنونی سیلاب بن کر اُٹھا، جس نے علم و ہنر کے چراغوں کو بجھا دیا انسانیت و مروّت کو کچل ڈالا، تہذیب و تمدن کے ایوانوں کو ڈھا دیا —— اور آج وہی خونِ انسانی کا گاہک یونان۔ روم۔ انطاکیہ کے میدانوں میں سیکڑوں انسانوں کو پچھاڑنے کے بعد واپس ہو رہا ہے۔

۱

(اگامینن شہروں کو تباہ و برباد کر کے معہ اپنے ظالم سپاہیوں کے واپس ہو رہا ہے)

اگامینن ۔ آخرکار سارے یونان میں مائی۔سی۔ناس والوں کی دھاک بیٹھ ہی گئی۔

فوجی افسر ۔ ہاں سرکار۔

اگامینن ۔ اب میں چاہتا ہوں کہ مصر کو بھی فتح کر لوں —— مصر دنیا کا عجیب و غریب ملک ہے وہاں مجھے ایک حسین عورت نے جبال القمر بادشاہ کا قصہ سنایا تھا جو بالکل آبنوس کی طرح سیاہ تھا اور ایک جام کی پوجا کرتا تھا۔

اگسٹس ۔ اور سرکار نے اہرام مصر نہیں دیکھا۔ فرعون نے چار سو بیاسی فیٹ اونچا اہرام بنا کر کمال کیا ہے۔

اگامینن ۔ کیا کمال کیا ہے میرے دوست رئیس بغداد نے اپنی محبوب ملکہ کو خوش کرنے کے

لئے ہوائی باغ بنوایا ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے بابل کا وہ باغ بغیر ستونوں کے سہارے آسمان کی طرح قائم ہے۔

(خاموشی)

کھنڈرات میں وحشی جانور بول رہے ہیں یہ لوگ ایسی جگہ پہونچتے ہیں جہاں ویرانی بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔

اگا میمنن۔ آج ہمارا فلسفی ہمارے دربار کا شاعر خاموش کیوں ہے اور ویرانی اور سکوت کو دور کرنے کے لئے وہ کوئی نغمہ کیوں نہیں گاتا ——

شاعر۔ اِس وقت بھی اور اُس وقت جب حضور سپہ سالار سے گفتگو فرما رہے تھے میں سوچ رہا تھا ——

اگا میمنن۔ کیا سوچ رہے تھے۔

شاعر۔ سرکار یہ تو جانتے ہی ہیں کہ میں جانوروں کی بولی سمجھتا ہوں۔

اگا میمنن۔ ہاں۔

شاعر۔ اور اسوقت بھی کھنڈرات میں بولتے ہوئے الوؤں کی باتیں سُن رہا تھا۔

اگا میمنن۔ کیا مذاق ہے ذرا ہم بھی تو سُنیں کیا باتیں ہو رہی تھیں۔

شاعر۔ کیا بتاؤں سرکار اگر بتاتا ہوں تو حضور ناراض ہوتے ہیں اور اگر نہیں بتاتا تو حکم عدولی ہے۔

اگا میمنن۔ ہمیں تمھاری باتوں نے پریشان کر دیا ہے۔

شاعر۔ حضور پریشان نہ ہوں، بات یہ ہے یہ دونوں آپس میں رشتہ کرنا چاہتے ہیں۔

اگا میمنن۔ رشتہ۔ کیا مطلب۔

شاعر:۔ شادی ۔۔۔ یہ سمجھ لیجئے کہ ایک کے پاس لڑکی ہے اور ایک کے پاس لڑکا۔

اگامینن:۔ (قہقہہ لگاکر) خوب ۔ خوب ۔ تو پھر

شاعر۔ لڑکے والا کہتا ہے میں جہیز میں بیس گاؤں لونگا۔

اگامینن۔ بیس گاؤں کیا مطلب۔

شاعر۔ بیس ویران گاؤں ۔ یہ تو سرکار جانتے ہی ہیں اس جانور کی عادت ہے ویرانے میں بولتا ہے ویرانے میں بستا ہے اور تباہی و بربادی کے لئے دعا مانگتا ہے۔

اگامینن۔ کیا منحوس جانور ہے۔

شاعر۔ دوسرا اُلو کہتا ہے ہمارا رئیس اگامینن سلامت رہے بیس کیا ہزار گاؤں ویران دونگا۔

اگامینن۔ مطلب۔

(اُلو بولتا ہے)

شاعر۔ یہ کہتا ہے جس طرف ہمارے والی نعمت و برکت جاتے ہیں اپنے ساتھ تباہی و بربادی لیکر۔۔۔

اگامینن۔ بدتمیز گستاخ۔

شاعر۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا سرکار ویرانوں میں بولتے ہوئے یہ وحشی پرندے گستاخی کر رہے ہیں۔ (اُلو کی آواز)

اگامینن۔ ان وحشی پرندوں کو مار ڈالو ان کے آشیانے جلا ڈالو۔

شاعر۔ حضور یہ آشیانہ نہیں بناتے ویران کھنڈروں میں خوشی اور مسرت کا گیت گاتے ہیں۔

اگامینن ۔گستاخ یہ سب تیری ہی کہانی ہے ۔۔۔۔۔۔

شاعر۔ والی نعمت فتوحات کا یہ لباس رنج و غم کے کرگھے میں بنایا گیا ہے اور درد و کرب کے کمزور بیمار ہاتھوں نے تیار کیا ہے اور تاج میں چمکتا ہوا رنگ اور آب و تاب میں

سُرخ گلاب سے بھی زیادہ دلکش لعل کے قلب میں خون اور سمندر کے نیلگوں پانی سے بھی زیادہ خوش آب نیلم کے جگر میں کسی کی موت ہے۔

(ہنٹر مارتا ہے)

یہ گستاخی نہیں والی نعمت یہ گستاخی نہیں۔ حضور نے اپنی طاقت سے کمزوروں کو غلام بنایا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں سرکار نے غلاموں کی کھوپڑیوں پر محلات تعمیر کرائے ہیں غم زدوں کی لاشوں پر خونی قہقہہ لگایا ہے اور آج ریگ زارِ صحرا پر قدموں کے نشان کھنڈرات میں بولتے ہوئے وحشی جانور اور مظلوموں کی سسکتی روحیں کہہ رہی ہیں۔

(اور ہنٹر مارتا ہے)

آج بھی جب تیرے تاج میں موتی چمک رہا ہے اور اُسوقت بھی جب تو مسالوں میں بس کر زرد کتابوں میں لپٹ کر اپنے رنگین تابوت میں ہمیشہ کے لئے سو جائیگا۔ انسانیت کے حافظے میں خاک اور خون میں لتھڑی ہوئی لاش ہی رہے گا ——

اگامینن۔ لے جاؤ اور اس کے خون کو اس کے جسم سے نچوڑ لو اور اسکی لاش کو اسی ویرانے میں پھینک دو۔

(سپاہی شاعر کو پکڑ کرلے جا رہے ہیں)

شاعر۔ یہ عیش و عشرت یہ نام و نمود یہ شان و شوکت دھویں کے ستونوں کی طرح بلند ہوتے ہیں اور پھر انکا پتہ بھی نہیں لگتا —— اور تم میرا کیا کرسکتے ہو۔ میں شاعر ہوں اور محبت کی روشنی میں زندہ رہنے آیا ہوں اور محبت کی روشنی میں مر جاؤں گا۔

اگامینن۔ خاموش

شاعر۔ جھجکتے کیوں ہو آؤ ہم اپنے غم کے کارنامے دنیا کے سامنے رکھیں اور تم اپنی مسرت کے

ہاں تم قوت ہو اور ہم محبت ———

(سپاہی کھینچتے ہیں شاعر جوش میں آگے بڑھتا ہے)

قوت نے کیا کیا۔ غلاموں کی کھوپڑیوں پر اہرام تعمیر کئے۔ اور اہرام ریگ زار میں بیٹھے قوموں کو تمہاری فنا اور بقا کی داستان سنا رہے ہیں۔ لیکن ہم نے آزاد بازوؤں کی قوت سے باستیل کو پاش پاش کیا۔ انسانوں کو غلامی سے آزاد کیا اور تم نے انسانوں کو غلام بنا کر کمزور جسموں پر بابل کے باغ تعمیر کرائے اور غمزدہ کی قبروں پر محلوں کی بنیادیں رکھیں اور ہم نے خداوند عشرت کی سورتی بنائی اور اس طرح سنگ مرمر جامد ہوتے ہوئے حس میں آ گیا ساکت جھوتے ہوئے بولنے لگا ہم نے محبت کا راگ چھیڑا اور فضا میں اڑنے والی پاک روحیں اس کی طرف کھنچ آئیں اور تم نے اپنے خونخوار پنجوں کو بڑھایا اور انسان کو پھاڑ ڈالا۔

(اگامینن قہقہہ لگاتا ہے)

اگامینن۔ پاگل محبت کو قوت سے ٹکرا رہا ہے۔

شاعر۔ تم ہنستے ہو اس لئے کہ تمہارے جسم راحت اور اطمینان کے ساتھ خاک سے چمٹے ہوئے ہیں۔ ہم روتے ہیں اسلئے کہ ہماری روح دیوتاؤں سے الگ ہو کر قید ہو گئی ہم روتے ہیں اسلئے کہ بیواؤں کی مظلومی بیچارگی اور یتیموں کی بدبختی دبے دست و پائی دیکھتے ہیں اور تم ہنستے ہو کہ سونے کی چمک کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتے جام و ساغر کی کھنک کے سوا کچھ نہیں سنتے۔ اے رئیس یہ تیری خطا نہیں۔ تم ابنائے مسرت ہو اور ہم ابنائے غم تم قوت ہو اور ہم محبت ہیں۔

اگامینن۔ پہلے اس کی آنکھیں نکال لو اور پھر اسکے بدن سے لہو کا ایک ایک قطرہ نچوڑ لو ———

(قہقہہ)

۲

(شاعر کا لہو نچوڑا جا رہا ہے)

شاعر۔ آہ ——— آہ ——— آہ

ایک درباری۔ رحم فرمایئے آقائے محترم یہ شاعر حضور جاسون کے زمانے سے سعادت و کامرانی فرحت و خوشی آرام و راحت کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔

اگامینن۔ خاموش (قہقہہ لگاکر) اب بول نادان ہم محبت ہیں تم قوت ہو۔

(خون نچوڑنے والے کو اشارے سے روکتا ہے)

شاعر۔ تم میرے اوپر ظلم کر رہے ہو مگر میں محبت کرتا ہوں اسلئے کہ تم اور ہم ایک ہی مٹی سے بنے ہوئے ہیں ہم دونوں ایک ہی مقدس روح کے بیٹے ہیں ——— میں تم سے محبت کرتا ہوں ——— میں اپنی جنم بھومی سے محبت کرتا ہوں اور میری یہ محبت ملک کی محبت کا ایک جزو ہے۔ میں اپنے ملک سے محبت کرتا ہوں اور میری یہ محبت ارض وطن کی محبت کی ایک قسم ہے ——— میں خطہ زمین سے محبت کرتا ہوں اور میری یہ محبت ———

اگامینن۔ (ہنٹر مار کر) خاموش ایک قطرۂ خون اور نچوڑا جائے۔

شاعر۔ میں ——— میں ازل میں تھا اب بھی ہوں اور ابد تک رہونگا ——— میں ہمیشہ زندہ ہوں اور تم ———

(خون نچوڑا جاتا ہے اگامینن قہقہے لگا رہا ہے)

اگامینن۔ اب بولو کون قوت ہے اور کون محبت ہے۔

شاعر۔ تم قوت ہو اور ہم محبت ہیں ——— تم میرا کچھ نہیں کر سکتے۔

اگامینن۔ کچھ نہیں کر سکتا ایک قطرہ خون اور نچوڑا جائے۔

شاعر۔ تیرا جو جی چاہے میرے ساتھ کر مگر تو میری حقیقت کو مس کرنے پر قادر نہیں۔ میرا خون بہا دے، میرے جسم کو آگ میں جھونک دے۔ پھر بھی میرے نفس کو تکلیف نہ پہونچا سکے گا۔ میرے ہاتھ پاؤں زنجیر میں جکڑ کر مجھے قید خانے کی تاریکی میں ڈالدے پھر بھی میری فکر کو قید نہیں کرسکتا۔ اسلئے کہ وہ بے کراں فضا میں پرواز کرنے والی روح کی طرح آزاد ہے۔

(خون کے قطرے نکلے جاتے ہیں)

شاعر۔ پانی ــــــ پانی

اگامینن پانی کی طرف اشارہ کرتا ہے جب پانی اُس کے منہ کے پاس پہونچتا ہے تو پانی کا برتن گرا دیتا ہے۔

اگامینن۔ (قہقہہ لگاکر) نہیں ــ تم میرے پرانے درباری شاعر ہو اگر معافی مانگ لو تو میں تمھیں دوبارہ وہی عزت وعظمت دے سکتا ہوں۔

شاعر۔ نہیں۔ نہیں تم انسانیت کے حافظے میں زندہ لاش ہو اور ہمیشہ رہوگے ــــ وہ بات جو آج میں ایک زبان سے کہہ رہا ہوں وہ آنے والا زمانہ ہزار زبانوں سے کہے گا۔

اگامینن۔ اچھا مجھے بھی تمھارا غرور دیکھنا ہے۔ اگسٹس اسے ابھی نہ مارو ــــ اسے ایک اندھیری کوٹھری میں ڈالدو۔ میں سارا یونان فتح کرنے کے بعد جشن فتح کے دن اس کے خون سے اپنے ماتھے پر تلک لگاؤں گا۔

۳

فوجیں دارالسلطنت میں داخل ہو رہی ہیں اور وہاں کے لوگ اپنے خونی بادشاہ کا استقبال کر رہے ہیں۔

نعرے۔ رئیس اگامینن زندہ باد
رئیس اگامینن زندہ باد
بادشاہوں کا بادشاہ اگامینن زندہ باد

اگامینن گھوڑے سے اُترتا ہے

اگامینن۔ ہم اپنے کو دوبارہ اپنے وطن میں پاکر (ادھر اُدھر دیکھ کر) خوش اور اپنی رعایا کو دیکھ کر مسرور ہوئے (پھر ادھر ادھر دیکھ کر) پر ہماری بہن سائگی اور ملکہ کہاں ہیں۔ ہم نے یہ سلام کو اسی لئے پہلے بھیج دیا تھا کہ ہم چاہتے تھے۔ ہماری ملکہ اور ہماری بہن سائگی ہنستے ہوئے ہمارا استقبال کریں۔

اگامینن سنگ مرمر کی سیڑھیوں کو طے کرتا ہوا تیزی سے محل میں داخل ہوتا ہے

متوازی

اگسٹس اور ملکہ باغ میں ہم آغوش ہیں

اگسٹس۔ پیاری میں تمھارے لئے کتنا بے قرار تھا۔

ملکہ۔ اور میں بھی تمھارے لئے ——— تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ میں تمھارے لئے کتنا بیقرار تھی ——— تم اندازہ نہیں کر سکتے آؤ میرے قریب آؤ ——— میرے بے قرار لبوں پر ———

اگامینن کی آواز۔ ملکہ ---- ملکہ تم کہاں ہو ہم خداوند کی قدمبوسی کو جا رہے ہیں۔

(اگسٹس جلدی سے الگ ہوتا ہے اور جھاڑیوں میں چھپ جاتا ہے)

ملکہ۔ (دوڑ کر) پیارے تم آگئے (دوڑ کر لپٹ جاتی ہے)

---

(۴)

شمع۔ سائکی ------ ارے سائکی تم کہاں ہو۔

سائکی کی آواز۔ یہاں ------ پھولوں کے گوشے میں

شمع سائکی کے پاس پہونچتی ہے جو اداس بیٹھی ہوئی ہے

شمع۔ یہاں اکیلے کیا کر رہی ہو۔

سائکی۔ دیکھ رہی ہوں ان محرابوں کے نیچے کیا پانی ہمیشہ یونہی سکون سے بہتا رہیگا ---- نہ جانے کتنے لوگ ٹولیاں بنا بنا کر قہقہہ لگاتے ہوئے گزر گئے ہونگے۔ جن کے قدموں کے نشان بھی آج نہیں ملتے۔

شمع۔ سائکی یہ بیزاری اور یہ افسردگی کیوں، میں اپنی سائکی کو غمگین اور پریشان نہیں دیکھ سکتی ------ آج یہ آنکھیں بھاری بھاری اُداس کیوں ہیں جن کی گہری جھیلوں میں جذبات کی موجوں کے زیر و بم سے اُمنگوں کی جھلملاہٹ میں نغمے ڈھلتے ہیں۔

سائکی۔ آج میں اُداس ہوں ------ اور یہ مجھے نہیں معلوم پر ایسا لگتا ہے جیسے میری کوئی چیز کھو گئی ہے اور میری آنکھیں اُسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک سی گئی ہیں۔

شمع۔ ایسامت کہو ابھی تو تمھیں زندگی کی صبح و شام میں قدم رکھنا ہے۔

سائکی۔ مجھے یہ زندگی عزیز نہیں ——— خواب دیکھو تو ایک نکہتوں۔ نغموں اور قہقہوں کا ذخیرہ اور آنکھ کھولو تو ایک افسردہ سا غبار۔

شمع۔ کیسی حساس باتیں۔ اگر یہ سب سوچی گئیں تو ہونٹوں کا تبسم بجھ جائیگا آنکھوں کا خمار ختم ہو جائیگا۔ اور جس کے بعد زندگی کی راہ میں ایک سانس بھی نہ لے سکوگی۔

(سائکی کچھ سوچنے لگتی ہے)

شمع۔ چلو تمھیں حضور رئیس کئی بار پوچھ چکے ہیں۔

۵

اگسٹس۔ سائکی ——— سائکی صرف یونان کی سرزمین ہی نہیں عورتوں کی دنیا میں نہیں سارے جہان میں اس کا شباب ایک زہرہ ہے۔

دوست۔ ہاں، ہاں۔ بہترین شاعرانہ تخیل کے زیر اثر بھی کوئی شاعر ایسی تصویر نہیں پیش کر سکتا جسے سائکی کے حسن عالم افروز سے کوئی نسبت دی جا سکتی ہو۔

دوست۔ سنئے تو میں نے جو غزل کہی ہے اسمیں سائکی کے حسن و جمال کی سچی تصویر ہے۔

اگسٹس۔ نہیں، نہیں۔ وہ سائکی کی تصویر نہیں ہو سکتی۔ سائکی کا حسن و جمال الفاظ کی قید و بند سے آزاد ہے۔

۶

سائکی اُداس و غمگین اپنی خوابگاہ میں بستر راحت پر بیقرار دیوانہ وار کروٹیں لے رہی ہے شمعدان میں قدآدم مومی شمع روشن ہے۔ سائکی قوس قزح کا منظر پیش کرکے قبا کا بند توڑ دینے والی بھرپور انگڑائی لیتی ہے اور بیقرار ہو کر بیٹھ جاتی ہے۔ شمع کے قریب پہنچتی ہے ــــ غور سے دیکھتی ہے اور اُسکی آنکھوں کو دھوکا ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے شمع کی لو میں ایک نیم برہنہ عورت جل رہی ہے اور اُس عورت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

سائکی۔ (مسکرا کر خیال میں) کیوں روتی ہے۔ تیرے لئے تو کوئی جلتا ہے جان دیتا ہے اور میرے لئے ــــ کوئی نہیں تو اُس لذت سے آشنا ہے جس سے میں نہیں تیری ایک رات میں ہزار راتوں کی داستان ہے اور میری ہزار راتوں میں کوئی داستان نہیں ــــــ

۷

سائکی باغ میں فوارے کے پاس بیٹھی ہوئی ہے پاس ہی بھونرے کلیوں کا منہ چوم رہے ہیں

(شمع بھاگتی ہوئی آتی ہے)

شمع۔ (پھولتی ہوئی سانس کے ساتھ) سائکی سائکی

سائکی۔ کیا ہے۔

شمع۔ بتاتی ہوں ذرا دم تو لینے دو۔

سائکی۔ ہاتھ میں کیا ہے۔

شمع۔ تصویریں۔
سانگی۔ کس کی۔
شمع۔ دیکھو یہ روم کا بادشاہ زادہ ہے اور یہ فارس کا ——— یہ قاف کا۔ بتاؤ کون پسند ہے۔
سانگی۔ بدتمیز
شمع۔ اچھا بدتمیز سہی ——— پر بتاؤ کون پسند ہے۔
سانگی۔ مجھے نہیں معلوم۔
شمع۔ کوئی بچہ نہیں جو طبیعت کے میلان کی تمیز نہ ہو اب تو پورے شباب پر ہو۔
سانگی۔ مجھے یہ چھیڑ چھاڑ پسند نہیں۔
شمع۔ تو کیا یہ جھوٹ ہے کہ سارا یونان تمہارے حسن اور جوانی کے گیت گا رہا ہے۔

(سانگی اٹھ کر دوسری جگہ بیٹھ جاتی ہے اور شمع بھی پہونچ جاتی ہے)

شمع۔ شریک زندگی کی حس عورت کی جوانی کی سب سے بڑی حس ہے۔ مجھ سے بتاؤ میں سب کچھ جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں، اگر کسی لڑکی کو معلوم ہو جائے کہ دنیا کے ہر گوشے میں اس کے حسن کے پرستار موجود ہیں تو اسکی زندگی میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا ہو جائیگا۔ اور ایک فکر ایک خیال ایک تصور کے سوا اسکی زندگی میں کچھ نہ ہوگا۔
سانگی۔ مجھے کوئی فکر نہیں، کوئی آرزو نہیں۔
شمع۔ پھر وہ کونسا جذبہ ہے جو ہر وقت ہر ساعت ہر گھڑی بیقرار رکھتا ہے۔ پھول کو دیکھ کر کس کا چہرہ سرخ سے سرخ تر ہو جاتا ہے۔ چکور جب اپنے کمزور بازوؤں اور مضبوط ارادوں سے اپنے محبوب کی دور دراز منزل کی طرف پرواز کرتا ہے۔ تو کون کس کے خیال میں تصور میں غرق ہو جاتا ہے اور جب پروانہ اپنی ننھی سی جان شمع

کے حسن پر قربان کر دیتاہے۔ تو کس کے دل و دماغ میں ایک آرزو پیدا ہو جاتی ہے۔

سائکی۔ کیا بکواس ہے۔

شمع۔ اچھا تو تم بتاؤ تمھارا کونسا ایسا تخیّل ہے جو شرم و حجاب پر نہ ختم ہوتا ہو۔

سائکی۔ شمع میرے اوپر الزام نہ تراش۔ میں زمانے سے ڈرتی ہوں۔

شمع۔ کیوں!

سائکی۔ زمانہ دیوانہ ہے اور میں ——————

شمع۔ تم بھی دیوانی ہو۔ تمھیں یہ نہیں معلوم ہر لڑکی کس عمر تک نصف عورت اور نصف آرزو اور جستجو رہتی ہے۔

سائکی۔ مجھے ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں یہ انسان نہیں کوئی دوسری مخلوق ہیں۔

شمع۔ یہ تمھارا غرور ہے تمھیں اپنے حُسن پر ناز ہے۔

سائکی۔ ہو سکتا ہے۔

شمع۔ پھر تمھاری یہ جستجو یونہی جائے گی انسانوں میں تمھارے حُسن و شباب کا جواب ملنا مشکل ہے۔ اور دیوتاؤں کو کیا پڑی ہے تمھیں بیاہنے آسمان کی بادشاہت چھوڑ کر آویں —— تمھارے دن یونہی گزرتے رہیں گے اور تمھارا شباب سرشاریت کی حد تک پہونچکر دم توڑ دیگا۔

(شمع تیزی سے سائکی کو اُداس اور غمگین چھوڑ کر رئیس یونان کے پاس جاتی ہے)

(اگامینن جو اپنی ملکہ کے ساتھ سائکی کا منتظر ہے)

اگامینن۔ کیا ہوا۔

شمع۔ کوئی پسند نہیں ——————

اگامینن۔ دیوتا میری مدد کریں۔ کیا میں ساگی کے لئے آسمان سے جیوپیٹر کے بیٹے کو لاؤں گا۔
ملکہ۔ اتنی جلدی ہی کیا؟ ابھی ساگی کی عمر اٹھارہ سال بھی تو نہیں۔
اگامینن۔ آج نہیں ہے کل ہو جائے گی۔

۸

آدمی۔ اٹھارہ برس ——— کل ساگی کی اٹھارویں سالگرہ ہے۔ پانچ سال سے اسکا حسن و شباب ساری دنیا کو پاگل بنا رہا ہے یاد ہے آج سے پانچ سال پہلے وہ نقاب اُلٹ کر دربارِ عام میں آتی تھی۔
دوسرا آدمی۔ ہاں۔ یاد ہے پانچ سال پہلے کا وہ دن یاد ہے اور ساری زندگی یاد رہیگا۔
آدمی۔ کتنی بیقرار اور بیتاب راتوں کے بعد کل وہ صبح آئے گی جب میری آنکھیں ساگی کے حسن و جمال کو جذب کر کے دوبارہ ایک سال کے لئے روشن ہو جائینگی۔
دوسرا آدمی۔ ہاں ——— دوست ——— اور میری بھی۔
آدمی۔ خادم سے کہو غسل کا سامان کرے اور میری قیمتی پوشاک کے ہیرے اور جواہرات کو دیکھ لے کہیں ٹوٹے ہوئے تو نہیں۔
دوسرا آدمی۔ ابھی تو صبح ہونے میں بہت دیر ہے۔
آدمی۔ ہاں ابھی تو شمع میرے دل کی طرح جل رہی ہے۔
دوسرا آدمی۔ ابھی تھوڑی دیر آرام کر لیجئے۔

(دوسری جگہ)

آدمی۔ کہیں ایسا تو نہیں صبح کی دیوی سو گئی ہو اور رات ہمیشہ یونہی رات رہے۔

دوسرا آدمی۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

۹

امراء اور وزراء اور دوسرے اراکین سلطنت جشن سالگرہ کے لئے دربار میں جمع ہیں۔ سب کی نگاہیں سانگی کے لئے بیقرار ہیں۔ دن نکل چکا ہے مگر سانگی اپنی خوابگاہ میں آرام کر رہی ہے آنکھیں کھوئے ہوئے کھوئے کھوئے، نین جن میں ایک جادو ہے۔

(شمع کنیزوں کے ساتھ آتی ہے)

شمع۔ اٹھو سانگی صبح ہو چکی ہے دربار عام سج چکا ہے۔

سانگی۔ تو میں کیا کروں۔

شمع۔ آج تمھاری اٹھارویں سالگرہ ہے۔ آج تمھیں نقاب الٹ کر اپنی رعایا کے سامنے آنا ہے۔

(سانگی انگڑائی لیکر اٹھ بیٹھتی ہے)

سانگی۔ مجھے نیند معلوم ہو رہی ہے ——— آج کیا جلدی صبح ہو گئی ———

شمع۔ نیند۔ کون جانے یہ خمار رات کی بے خوابی سے ہے یا خواب کی زیادتی سے

سانگی۔ تو کیا مجھے اٹھنا ہی پڑے گا ———

کنیزیں آگے بڑھتی ہیں اور سہارا دیکر سانگی کو حمام لے جاتی ہیں جہاں سانگی گلاب کے پانی سے غسل کرتی ہے۔ لباس تبدیل کر کے آئینہ خانے میں داخل ہوتی ہے۔

(کنیزیں بناؤ سنگھار کرتی ہیں)

ایک کنیز۔ دیر ہو گئی دربار میں بڑا ہجوم ہے دنیا کے تمام سفیر۔ شہزادے سبھی موجود ہیں۔

(باہر سے آواز آتی ہے)

آواز۔ دربار میں شہزادی صاحبہ کا انتظار بے چینی سے کیا جا رہا ہے۔

سانگی۔ (آہستہ سے) معلوم ہے (کنیز بہ آواز بلند)

کنیز۔ معلوم ہے۔ (سنگھار کرنے میں پھر مشغول ہو جاتی ہے)

(پھر آواز آتی ہے)

آواز۔ والی یونان یاد کر رہے ہیں۔ دربار میں لوگوں کا شوق دیدار بڑھتا جا رہا ہے۔

سانگی۔ (آہستہ سے) سُن لیا۔

کنیز۔ (بہ آواز بلند) سُن لیا۔

سانگی اپنی نوعمر خوبصورت نیم برہنہ کنیزوں کے ساتھ سیاہ رنگ کی چادر میں اپنا گداز بدن چھپائے چہرے پر ہلکا نقاب ڈالے ہوئے ڈگمگاتے ہوئے قدموں سے چلتی ہے۔

شمع۔ (ایک کنیز سے) قدموں کے نشانات ہاتھوں سے مٹا دو کہیں کوئی والی یونان کی بہن کی لغزش رفتار نہ پہچان لے۔

کنیزیں قدموں کے نشانات مٹاتی ہوئی چلتی ہیں۔

(ایک کنیز شراب کا ایک جام پیش کرتی ہے)

سانگی۔ نہیں۔

شمع۔ رئیس یونان کی بہن کو عرق انگور کی ضرورت نہیں اُسکا شباب خود شراب ہے۔

خراماں خراماں دربار میں پہونچتی ہے۔ رئیس یونان کے علاوہ سارا دربار کھڑا ہو جاتا ہے

اور سائگی ایک جڑاؤ نقش دنگار والے تخت پر بیٹھ جاتی ہے۔ شاہ یونان کے اشارے پر نیم عریاں کنیزیں رقص سالگرہ پیش کرتی ہیں ایسا رقص جو قوس قزح کا منظر پیش کر کے آنکھوں میں جذب ہو جائے۔ شاہ یونان سے یونان کا وزیر اعظم جھک کر کچھ پوچھتا ہے۔ شاہ اجازت دیتا ہے۔

وزیر۔ شاہ یونان کی اجازت سے رسم نذر شروع کی جاتی ہے ——— سب سے پہلے شاہ یونان کی طرف سے یہ نذر پیش کی جاتی ہے (ایک ہار)

اس کے بعد وزیر اعظم ایک ہار ایک پھولوں کا گچھا لیکر آگے بڑھتا ہے پھولوں کو سائگی کے قدموں پر ڈال دیتا ہے اور ہار کو جھک کر پیش کرتا ہے سائگی ہار کو چھو لیتی ہے اور وہ ہار کو ایک خوان میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے بعد سارا دربار ایک ایک کرکے آگے بڑھتا ہے۔ تھوڑی دیر میں سائگی کے پیروں پر موسم بہار کی بہترین پیداوار اور خوان میں نازک اور لطیف شے کا انبار لگ جاتا ہے۔ کئی شاعر قصیدے پیش کرتے ہیں اور مغنی اپنے سازوں سے نغمے بکھیرتے ہیں۔ سائگی عجیب شان سے شرمائی لجائی نقاب پہنے پھولوں کے انبار میں دیوی یونان کی طرح بیٹھی رہتی ہے۔ ٹھیک اسی وقت ایک پری آسمان سے اُترتی ہے اور انسانی بھیس میں شریک ہو جاتی ہے۔

وزیر۔ اب آخری رسم شروع ہوتی ہے۔ ہم حضور شہزادی صاحبہ سے گزارش کریں گے کہ وہ اپنے چہرے سے نقاب الٹ کر ہمیں پرستش کا موقع دیں۔

سائگی اپنے چہرے سے نقاب اُلٹ دیتی ہے اور کنیزوں کے حلقے میں چلی جاتی ہے مگر برق پاش رسم کا یہ اثر ہوتا ہے۔ تمام دربار میں سکتے کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ مجمع میں کوئی حرکت کوئی صدا اثر حیات کا پتہ دینے والی نہیں باقی رہ جاتی۔ لب

باہم وصل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ آنکھیں جھپکنا ترک کر دیتی ہیں۔

(اندر)

شمع۔ یقیناً سائکی تمھارے حسن کی آگ دنیا میں پھیل چکی ہے۔ اُف آج کتنا ہجوم تھا شاید سرزمین یونان نے اتنا ہجوم کبھی نہ دیکھا ہوگا۔

کنیز۔ ہاں۔

کنیز۔ ہر ایک مستقل اضطراب ایک نمایاں بے چینی بنا ہوا تھا۔ لیکن جب وقت آیا، اور نقاب سے حسن عالم تاب باہر آیا تو اتنے بڑے مجمع میں کوئی حرکت کوئی صدا اثر حیات کا پتہ دینے والی باقی نہ رہ گئی —— سائکی یہ تمھارے حسن کا جادو ہے۔ جو لب باہم وصل ہو کر رہ گئے اور آنکھوں نے جھپکنا چھوڑ دیا تھا۔

سائکی۔ شمع خاموش میرا جی گھبرا رہا ہے۔

شمع۔ تمھارا جی گھبرا رہا ہے۔ اور وہاں تمھارے حسن نے لوگوں کو پتھر بنا دیا ہے۔

(دریا پر)

لوگ آہستہ آہستہ سنبھلتے ہیں اور بھاری بھاری قدموں سے جانے لگتے ہیں۔

---

(۱۰)

اگسٹس۔ میری محبوبہ آخر کب تک یونہی دنیا کی نگاہوں سے چھپ کر ملتے رہیں گے۔

ملکہ۔ وہ وقت بھی آجائے گا پیارے جب ہم کسی سے نہیں چھپیں گے۔

اگسٹس۔ مگر کب۔
ملکہ۔ اُسوقت جب میرا اگسٹس بادشاہ ہوگا اور میں اُس کے پہلو میں ملکہ بن کر بیٹھونگی۔
اگسٹس۔ تم اب بھی ملکہ ہو مگر میں بادشاہ نہیں۔
ملکہ۔ وقت کا انتظار کرو۔

(دونوں قریب ہوتے ہیں)

۱۱

رئیس یونان بیٹھا ہوا ملکہ کے ساتھ شطرنج کھیل رہا ہے اور اگسٹس کھڑا ہوا ہے

(خادم آتا ہے)

خادم۔ رئیس یونان کا اقبال بلند ہو سپارٹا کے رئیس مینیلس عالیجاہ کی زیارت کو آئے ہوئے ہیں۔

اگامین۔ کون مینیلس میرا دوست ——— کہاں ہو تم۔

تیزی سے باہر جاتا ہے جہاں مینیلس کھڑا ہوا ہے اگامین اُسے لپٹا لیتا ہے اور کندھے پر ہاتھ رکھ کر اندر لے جاتا ہے۔

اگامین۔ بغیر اطلاع کیسے آنا ہوا ——— تم بہت اُداس اور پریشان معلوم ہو رہے ہو ——— جلدی بتاؤ کیا بات ہے۔ تم اُداس و پریشان کیوں ہو ——— تمھیں تو ہر وقت خوش رہنا چاہیے ——— اگامین دنیا کی سب سے بڑی قوّت تمھارا دوست ہے۔

منیلس۔ میں اسی قوت سے آج کچھ مانگنے آیا ہوں۔

اگامینن۔ (اگسٹس کی طرف دیکھ کر) سپاہیوں کو تیار ہونے کا حکم دو (وزیر کی طرف دیکھ کر) خزانے میں رکھی ہوئی تھیلیوں کا منہ کھول دو ——— اب بتاؤ میرے دوست، دولت و قوت دونوں تمھارے ساتھ ہیں۔

منیلس۔ پارس کو تو تم جانتے ہی ہو۔

اگامینن۔ کون پارس۔ پیریم کا بیٹا۔

منیلس۔ ہاں ہاں وہی پیریم کا بیٹا۔

اگامینن۔ کیا کیا اُس نے۔

منیلس۔ ہمارے یہاں دو ہفتہ مہمان رہا اور ایک رات خاموشی سے میری ملکہ ہیلن کو لیکر بھاگ گیا۔

اگامینن۔ ہیلن کو لیکر۔

منیلس۔ ہاں۔ عورت بڑی بے وفا ہوتی ہے۔

(اگسٹس اور ملکہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں)

اگامینن۔ بے وفا عورت کا کیا۔

منیلس۔ اُس کے بھاگنے کا تو افسوس نہیں مگر اپنی بے عزّتی کا خیال ہے۔

اگامینن۔ تم خوش ہو جاؤ اور سمجھ لو کہ میں نے تمھارا بدلہ لے لیا ——— اب اگامینن ٹاری کی اینٹ سے اینٹ بجا دیگا اور سارے شہر کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیگا ——— خوش ہو جاؤ اور پاس ہی کھڑی ہوئی کسی حسینہ کے بازوئے سیمیں کا سہارا لیکر خواب آلود ہو جاؤ۔

(ایک لڑکا آتا ہے)

اگامینن۔ میرے دربار کی حسین نازنینیں کہاں ہیں وہ کیوں نہیں اپنے جسم کی لچک اور اپنے قدموں کی لغزش سے ہمارے دوست کا دل خوش کریں۔

مینیلس۔ اس وقت نہیں۔

اگامینن۔ طبیعت بہل جائے گی۔

(لڑکیاں آتی ہیں)

اگامینن۔ آج ہمارا دوست ہمارا مہمان ہے آج تم اپنے فتنۂ سرکش سحر خوش قامت کی ہر جنبش پر شباب و شراب بہادو اپنے نغموں میں میرے دوست کی تمام تنہائیاں ڈبو دو۔

(ناچ شروع ہوتا ہے ناچ ختم ہوتا ہے)

۱۲

سائکی اپنی خوابگاہ میں لیٹی ہے شمع جل رہی ہے پتنگے آرہے ہیں سائکی ایک پتنگے کو جلتے ہوئے دیکھتی ہے۔

سائکی۔ کوئی ہے۔

(کنیز آتی ہے جھکتی ہے)

سائکی۔ چراغ کی طرف پتنگا بیتاب ہوکر کیوں آتا ہے اور جل کر مجھے ایک سوچ میں غرق کردیتا ہے۔

(شمع کی آواز کانوں میں گونج جاتی ہے)

آواز۔ جب پروانہ ننھی سی جان شمع پر قربان کردیتا ہے تو کس کے دل و دماغ میں اک

آرزو پیدا ہو جاتی ہے۔

سائکی۔ اس شمع کو میری خوابگاہ سے ہٹا دیا جائے جب شمع نہ ہوگی تو پتنگے کیا کریں گے۔

(کنیز شمع اٹھائے جاتی ہے)

کنیز۔ شہزادی صاحبہ یہاں بالکل اندھیرا ہے باہر چلیے چاندنی رات ہے اور چاندنی بھی موسم بہار کی اور موسم بہار بھی سرزمین یونان کا۔

(سائکی غیرارادی طور سے اٹھ کر باغ میں پہونچتی ہے)

کنیز۔ کیسی اچھی جگہ ہے۔

سائکی باغ کے ایک گوشے میں بیٹھ جاتی ہے جو نسبتاً درختوں کی چھاؤں کی وجہ سے کم روشن ہے۔

کنیز۔ یہاں تاریکی ہے شہزادی صاحبہ۔

سائکی۔ مجھے تاریک جگہ پسند ہے مگر مجبوری تو یہ ہے۔ تاریکی روشنی بن جاتی ہے اور روشنی تاریکی۔ کسی چیز کو ایک جگہ قرار نہیں۔

سائکی کسی عالم خیال میں لیٹ جاتی ہے کنیز نغمہ سناتی ہے جب نغمہ ختم ہو جاتا ہے تو دوبارہ کہتی ہے اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔

(صبح کی موسیقی بجتی ہے)

سائکی۔ صبح ہو گئی۔

کنیز۔ ہاں۔

سائکی۔ تو کیا ساری رات اسی کنج میں گزر گئی —— تعجب ہے آج کی رات ایسی خوشگوار کیوں رہی۔

مسکراتی ہے اور اُس کی نظر پھولوں پر پہونچتی ہے سامنے بھونرا کلی کا مُنہ چوم رہا ہے۔

(سائکی شرما جاتی ہے)

سائکی۔ یہاں بھی وہی داستان ——— تمام کلیوں کو شاخ سے جُدا کردیا جائے۔
کلیاں نہ ہونگی تو بھونرے کیا کرینگے۔

(کنیزیں کلیاں توڑنے لگتی ہیں شمع آتی ہے)

شمع۔ ارے آج صبح صبح یہاں کیسے آگئیں کیا تمھیں رات بھر نیند نہیں آئی میں نے تو
پہلے ہی کہدیا تھا تمھیں یوں نیند نہ آئے گی۔ (کنیزوں کو دیکھ کر) یہ کیا۔

کنیز۔ کلیاں شاخوں سے الگ کی جارہی ہیں تاکہ بھونرے نہ آئیں۔

شمع۔ (قہقہہ لگاکر) بھونرے نہ آئیں ——— ارے پگلی یہ حُسن کے متوالے ہیں ———
کون ہے جو نور کی تصویر بنا سکے سمندر کو لکھ سکے نکہت کو گلا سکے اور عشق کو
حُسن سے جُدا کرسکے۔

سائکی۔ شمع میری شمع سچ تو یہ ہے سائکی اپنے وجود سے دنیا سائکی کے وجود سے بیزار ہے۔

شمع۔ یہ نہیں بلکہ دیوتاؤں نے تمام حُسن دیکر دو غلطیاں کی ہیں۔ پہلی یہ جو تمھیں غرور
دیدیا ہے اور دوسری یہ تمھیں لطیف الخیال شاعرہ نازک دست مصوّرہ بنا دیا ہے
اور اب یہ بڑا مشکل ہے کہ تمھاری طرح شاعرانہ مزاج رکھنے والا بے مثل نقّاش
تمھاری زندگی کا ہمدم ہے۔

سائکی ایک کنیز کے ہاتھ سے بربط لیتی ہے اور ہلکے سُروں سے بجانے لگتی ہے عالم مدہوشی اور
مستی میں بربط کے تار پر انگلیوں کی چوٹ تیز ہوجاتی ہے دیر تک بجاتی رہتی ہے یہانتک کہ وہ
خستہ سی ہوجاتی ہے اور انگلیاں زخمی پھر آخری ضرب کے ساتھ بربط پھینک دیتی ہے ایک

جمہائی لیتی ہوئی انگڑائی لیکر سبزے پر لیٹ جاتی ہے۔

شمع۔ نیند آرہی ہے۔

سائکی۔ نہیں۔

شمع۔ پر تمھاری نیم خواب آنکھیں سو جانا چاہتی ہیں۔

سائکی۔ نہیں۔

شمع۔ سو جاؤ ابھی کافی صبح ہے۔

سائکی۔ نہیں۔

شمع۔ یہ خوش نصیب کنج جو تمھارے حسن کو آغوش میں لئے مُسکرا رہا ہے تمھارے ساتھ سو جانا چاہتا ہے۔

سائکی کروٹ لیتی ہے آنچل سرک جاتا ہے۔ شباب نمایاں ہو جاتا ہے اور ساری فضا میں سائکی کا گداز جسم چھا جاتا ہے۔

۱۳

ملکہ۔ کیسی طبیعت ہے میں نے سُنا ہے تم رات بھر باغ میں ٹہلتی رہیں۔

سائکی۔ ہاں بھابی۔ دراصل وہاں سونے تو نہیں گئی پر نہ جانے کیوں سو گئی۔

شمع۔ بھابی یہ سائکی بیچاری کیا کرے اس سے تو نزاکت حسن و موسیقی کا بار بھی نہیں اُٹھایا جاتا ـــــ تھک جاتی ہے بیچاری۔

(مُسکراہٹ)

سانکی۔ کیا بیہودگی ہے۔

شمع۔ کیا یہ حقیقت نہیں تمہارے ہر اُتار چڑھاؤ کے ساتھ تمہارا شباب صرف ہوتا ہے تم وہاں سو گئیں اور تمہیں یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ تمہاری پیاری پیاری آنکھوں نے کون سے خواب دیکھے ہیں۔

سانکی۔ شمع۔

شمع۔ بیچاری سانکی کو خود نہیں معلوم اُس میں کیا لذت ہے۔

(بھابی بھی چلی جاتی ہیں)

سانکی۔ شمع میری زندگی تو ایک ایسی صدا ہے جس میں صحرا کی وسعت گم ہو جائے۔

شمع۔ ہاں مگر یہ مت بھولو پھول اپنی خوشبو سے آپ فائدہ نہیں اُٹھا سکتا شمع اپنی روشنی سے اپنے کو روشن نہیں کر پاتی ——— بھگی کلی اپنی رعنائی پر اگر خود فریفتہ ہو جائے تو کیا ہوگا۔

(شمع چلی جاتی ہے)

سانکی۔ غسل کا سامان ٹھیک کرو میرے سارے اعضاء دکھ رہے ہیں سارا بدن خستگی سے چور ہو رہا ہے۔

اپنے بھرے ہوئے گداز صحت مند بازو کو ایک ہاتھ سے پکڑ کر بل دیتی ہے پھر جھٹکے سے سمندر کے جھاگ جیسے بالوں کو منتشر کرتے ہوئے اُٹھتی ہے آنچل ڈھلک جاتے ہیں ——— باریک لباس ——— کنیزیں قبا کا بند ڈھیلا کرتی ہیں ——— دوسری کنیزیں لباس اُتارنے کے لئے آگے بڑھتی ہے۔

۱۴

ہیکل میں (وینس) زہرہ کے بت کے سامنے اہل یونان عود و لوبان سلگا کر پرستش
کر رہے ہیں ایک پجاری آگے بڑھتا ہے پھول چڑھاتا ہے اور دو زانو ہو کر بیٹھتا ہے
پھر منہ کے بل لیٹ جاتا ہے ــــ

پجاری۔ اے حسن و جمال کی دیوی تیرے بت کو ملک کے بہترین نقاشوں کے دماغوں نے اپنی بہت سی راتیں جاگ کر بنایا ہے پر یہ ناقص ہیں۔ ہمارے قصائد جو ہم تیرے حضور میں پیش کرتے ہیں نامکمل ہیں۔ ہمارے تمام راگ جو مرتبۂ بزرگی الاپتے ہیں کچھ نہیں ــــ جب تک تو جلوہ نہ دکھائے ہمارا ترانۂ عبودیت تیرے آستانۂ جمال تک نہیں پہونچ سکتا ــــ اے جلیل القدر دیوی ہمیں اپنے حسن و جمال سے نواز ہم تیری بزرگ روح کے پرستار ہیں۔

زور زور سے گھنٹہ بجتا ہے سب سجدے میں گر جاتے ہیں۔ بُت۔

۱۵

وینس اپنے کاشانۂ بلوریں میں بیٹھی ہوئی کنیزوں کا حسن و شباب دیکھ رہی ہے اور نہایت مسرور ہے۔ ایک بلوریں حوض ہے جس کی دیواریں چمکتی ہوئی آئینہ کی طرح ہیں نہایت شفاف نگین پانی بھرا ہوا ہے اور اس میں کنیزیں نیم عریاں ہو کر نہا رہی ہیں۔ بھیگے ہوئے باریک لباس ان کے گداز جسم پر چپک رہے ہیں۔ ایک کنیز آتی ہے کچھ عرض کرتی ہے ذھرہ اٹھ کر رے میں چلی جاتی ہے جہاں ایک خوبصورت عورت بیٹھی ہے عورت زہرہ کو دیکھ کر سجدے میں گرتی ہے۔

وینس۔ میں اپنی جوان صحت مند کنیزوں کا تماشۂ غسل دیکھ رہی تھی۔

ارا طو۔ ارا طو معافی کی خواستگار ہے دیوی اگر یہ ضروری بات نہ ہوتی تو میں دیوی کے محبوب ترین تماشے میں دخل نہ دیتی۔

وینس۔ کوئی بات نہیں مجھے عشق کی دیوی ارا طو کو دیکھ کر خوشی ہوئی بتاؤ تم نے اس بار دنیا میں کیا کیا دیکھا۔

آرا طو۔ دیوی کو معلوم ہے یہ ہزاردیں بار ہے جو میں نے دنیا کا سفر مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک ختم کیا مگر اس بار میں نے ایک ایسی چیز دیکھی جو دیوی کی افسردگی کا باعث ہے۔

وینس۔ پگلی ___ میں بھی تو سنوں وہ کون سی چیز ہے جو وینس کو تکلیف پہونچا سکتی ہے۔

ارا طو۔ دیویوں کی دیوی میں ڈرتی ہوں۔

وینس۔ بے خوف و خطر کہو۔

ارا طو۔ دیوی ______ (پھر رک جاتی ہے)

وینیس۔ مجھے یقین ہے دنیا کے اُن ذلیل باشندوں میں جنھیں ہوا اور زمین کی کشش نہ سنبھالے تو منہ کے بل گر پڑیں کوئی ایسی بات نہیں ہو سکتی جسکو سن کر دیوتیں کو تکلیف ہو۔

ارسطو۔ مگر دیوی ——

وینیس۔ کیا ارسطو تو نے وہاں کے حالات اس سے قبل نہیں کہے اور ہیں سنکر ہنستے ہنستے بیتاب نہیں ہوگئی کہ انسان اپنے جسم کو جانوروں کی طرح ناخن سے کھجاتا ہے اور اُسکے جسم پر لکیریں بن جاتی ہیں۔

ارسطو۔ مگر دیوی سوچتی ہوں کہوں تو کیسے کہوں۔

وینیس۔ آزادی سے کہہ —— میں دیکھتی ہوں آج تو اپنی ملکہ سے خلاف معمول کچھ مذاق کرنا چاہتی ہے۔ حالانکہ تو تمام دیوی اور دیوتاؤں میں نہایت سنجیدہ ہے اسی لئے تجھے دیوتاؤں کے دیوتا جیوپیٹر نے مقام عشق دیا ہے۔

ارسطو۔ اچھا ملکہ کہکشاں —— دنیا کے رہنے والے جنکی ساخت مٹی سے ہوئی ہے ذلیل ہیں وہ ہماری طرح کف سمندر کی پیداوار نہیں لیکن اے دیوی کیا کیا جائے دنیا میں ایک جگہ یونان بھی ہے۔

وینیس۔ یونان ——

ارسطو۔ ہاں یونان —— جہاں کے رئیس نے منروا اپالو کی پرستش چھوڑ کر جیوپیٹر کے ساتھ دیوی کی بھی پرستش شروع کر دی ہے۔

وینیس۔ (خوش ہوکر) اچھا

ارسطو۔ میں اُسی یونان کا ذکر نہیں کرنا چاہتی۔

وینیس۔ مجھے گھمنڈ نہ ہو جائے کہ میں منروا۔ اپالو اور مشتری سے زیادہ قوی ہوں مجھے

پہلے سے معلوم تھا کہ میں اُن سے قوی ہوں۔

ارسطو۔ دیوی یہ بات نہیں ـــــ والی یونان کی چھوٹی بہن جسکا نام سائکی ہے ایسی حسین ہے اگر اُس کی خاک پامال جائے تو دیوتاؤں کو چاہیے اُس کا غازہ بنا کر اپنے چہرے پر نکھار پیدا کریں۔

(وینس کے چہرے کا رنگ اُڑ جاتا ہے)

ارسطو۔ اے دیوی یقین کریئے جب سائکی نے چہرے سے نقاب جدا کیا تو میں تاب حسن نہ لا سکی۔

وینس۔ خاموش بدتمیز کیا بکواس ہے ـــ تاب نہ لا سکی ـــ تو نے چہرہ کو بے نقاب دیکھا ہے مٹی سے بنی ہوئی ایک پتلی کے حسن کی تاب نہ لا سکی۔

ارسطو۔ ہاں دیوی۔ میں اُس لمحہ تاب نہ لا سکی جب سائکی نے اپنا نقاب چہرے سے جدا کیا۔

وینس۔ خاموش۔

ارسطو۔ میں افسوس کرتی ہوں اور ساتھ ہی ساتھ رشک بھی کہ انسان کیوں نہ ہوئی کہ اُسکی آرزو تو اپنے دل میں پیدا کر سکتی۔

وینس۔ میں تیرے اس جھوٹ کی سزا دونگی ـــ اور وہ بھی تمام دیوی دیوتاؤں کے سامنے اور اسی وقت ـــ کوئی ہے ـــ تمام دیوی دیوتاؤں کو میرے کاشانے میں جمع ہونے کو کہو۔

۱۶

تمام دیوتا اور دیویاں جمع ہو رہی ہیں۔ جیوپیٹر۔ منروا۔ آپالو۔ آشتری۔ ہبل۔ پان۔ اور دیویوں میں شعر و غنا کی دیوی۔ بولنیا۔ ہزار داستان کی دیوی تالیا۔ فصاحت کی دیوی کالیوب۔ ناچ کی دیوی تبرسوری۔ آسمانی حکمت کی دیوی اورنیا علم کی دیوی کلیو۔ نغموں کی دیوی اُترلی اور جیوپیٹر کی بیٹی حسن و جمال کی دیوی موجود ہے۔ صرف کیوپڈ نہیں ہے۔

وینیس۔ میں نے اسلئے آپ لوگوں کو جمع کیا ہے اس بدتمیز اراطو کو سزا دوں۔

(اراطو زنجیروں میں جکڑی کھڑی ہے)

وینیس۔ اور اس کے کام کو جیوپیٹر کی بیٹی ملپومین کو دیدوں۔

آپالو۔ (پیشانی سے نکالکر سورج کو گھماتے ہوئے) پر اس کی خطا کیا ہے۔

ہبل۔ (اپنی پیشانی سے چاند نکالکر دنیا کی طرف پھینکتے ہوئے) ہاں اس کی خطا کیا ہے۔

وینیس۔ اسکا کہنا ہے کہ اس نے دنیا میں مجھ سے بھی زیادہ حسین عورت دیکھی ہے۔

(سب اُچک پڑتے ہیں)

ہرکولس۔ جھوٹ۔

منروا۔ جھوٹ۔

آپالو۔ یقیناً یہ سزا کے لائق ہے۔

مشتری۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ دیوی وینس سے زیادہ کوئی حسین ہو اور وہ بھی زمین پر۔

ہبل۔ اراطو کو گستاخی اور جھوٹ کی سزا دینی چاہیے کہ دیوی و دیوتا کبھی جھوٹ نہ بولیں

کئی دیوتا۔ ہاں۔ ہاں ————

اپالو۔ (جیوپیٹر کی طرف دیکھ کر جو سب سے اونچی کرسی پر بیٹھا مسکرا رہا ہے) جیوپیٹر کو چاہئے اراطو کو اپنے قہر و غضب سے جلادے۔

منروا۔ اراطو اگر تو جلنے سے پہلے جرم کا اقرار کرلے تو میں تجھے دوبارہ پیدا کر دونگا۔

اراطو۔ نہیں نہیں میں نے جھوٹ نہیں کہا۔ میں نے جو کچھ کہا سچ ہے ———— تعجب ہے ہمارے دیوتاؤں کو سائکی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم اگر یقین نہیں تو میں دیوتا پان سے کہونگی۔ وہ اپنے ہاتھ کے طلسمی آیئنے میں اُس شراب و شباب حسن کا عکس دکھلائے۔

اپالو۔ ہاں۔

منروا۔ منظور۔

پان آگے بڑھتا ہے اور طلسمی آئینے میں سائکی کا عکس پیدا کرتا ہے سائکی اپنی خوابگاہ میں باریک لباس میں لیٹی ہے آئینے کو بڑھاتے ہوئے قد آدم کر دیتا ہے۔ سب دیوی اور دیوتا دیکھتے ہیں اور حیرت کے عالم میں آجاتے ہیں۔

کئی دیوتا۔ (ایک ساتھ) اراطو نے جھوٹ نہیں کہا۔

پان۔ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا وینس سے زیادہ حسین کوئی ہو سکتا ہے۔

(دزھرا) وینس تیزی سے پریشان ہوتے ہوئے چلی جاتی ہے)

جیوپیٹر۔ یقیناً یہ لڑکی وینس سے زیادہ حسین ہے اراطو کو چھوڑ دیا جائے۔

۱۷

(زھرہ) وینس پریشان و مضمحل اپنے کاشانۂ زریں میں ٹہل رہی ہے ارسطو آتی ہے

ارسطو۔ دیوی (وینس ارسطو کو قہر آلود نظروں سے دیکھتی ہے) دیوی میں نے پہلے ہی کہا تھا نہ پوچھئے گر گھبرائیے نہیں اس زہر کا اُتار بھی میں ہی بتاؤنگی ——— ہاں ایک تدبیر سمجھ میں آتی ہے۔

وینس۔ کیا۔

ارسطو۔ یہ تو معلوم ہے سائکی کے حسن کا قیام خطرناک ہے اور مجھے تو ڈر ہے کہیں کوئی دیوتا لے آسمان پر نہ لے آئے اور سارے دیوتا اور دیوی اُسے دیوی مان لیں۔

وینس۔ پھر کیا کیا جائے سارا زہر تو تو نے ہی پھیلایا ہے۔

ارسطو۔ ایسی چیز کی تلاش کی جائے جو اس کے حسن کو جلد از جلد زائل کر کے اُسکی تمام رعنائیوں کو تباہ و برباد کر دے۔

وینس۔ مگر وہ کون چیز ہے اور کہاں مل سکتی ہے۔

ارسطو۔ عشق ——— اُس کے رگ و ریشہ میں عشق کا زہر چڑھا دیا جائے۔

وینس۔ عشق کا زہر (چہرہ مُسکرا اُٹھتا ہے) تو جا اے ارسطو جا اُسے عشق سے تباہ و برباد کر دے۔

ارسطو۔ یہ میرے بس کے باہر ہے میں تو خود اُس کے حسن کی تاب نہیں لا سکی۔

وینس۔ پھر کس طرح۔

ارسطو۔ یہ کام صرف عشق کا دیوتا کر سکتا ہے وہی اُسے عشق دے سکتا ہے اور عشق بھی ناکام اور مایوس۔

وینس کیوپڈ، کیوپڈ چلاتی ہوئی باغ میں پہونچتی ہے جہاں کیوپڈ شانہ پر کمان ترکش میں تیر

لئے اپنے دراز بازوؤں کو سمیٹے بیر سے پر ٹہل رہا ہے اور پھولوں کو توڑ توڑ کر انہیں اپنے
پیروں سے روند رہا ہے۔

(پھولوں کی شکل میں معصوم لڑکیاں)

وینس۔ کیوپڈ۔ کیوپڈ۔

کیوپڈ۔ کیا ہے۔

وینس (ڈھونڈ کر) قریب پہونچتی ہے اور اپنے بیٹے کیوپڈ کا منہ چوم لیتی ہے۔

وینس۔ کیا کر رہے ہو۔

کیوپڈ۔ کچھ نہیں۔

وینس۔ میں نے سنا ہے جب تو تیر و کمان لیکر باہر نکلتا ہے تو دیویاں تک تیرے ہاتھ جوڑتی ہیں
کہ انھیں محبت میں نہ ڈال کیا واقعی دیوتاؤں کے دیوتا نے تجھے عشق کا دیوتا بنا کر دنیا
کی سب سے بڑی قوت دیدی ہے۔

کیوپڈ۔ ہاں۔

وینس۔ اور کیا یہ سچ ہے تیرے تیروں کے زخم سے کوئی نہیں بچتا۔

کیوپڈ۔ ہاں۔

وینس۔ تو زمین پر جا کر رئیس یونان کی بہن سائکی کو بتا دے کہ وینس کا بیٹا تیر انداز اور غرور
شکن ہے۔

کیوپڈ۔ کیا ہوا۔

وینس۔ یہ مت پوچھ کیا ہوا یہ پوچھ کہ کیا نہیں ہوا اُس نے میری بے عزتی
کی ہے۔

کیوپڈ سُن کر بپھر اٹھتا ہے اُس کی جھکیاں تیراندازی کے لیے بیچین ہو جاتی ہیں کمان شانے سے اُتر کر ہاتھ میں آجاتی ہے اور تیر ترکش سے نکل کر کمان میں پروں کی سنگنیں کھلتی ہیں وہ پرواز کرتا ہوا سورج کی سنہری کرنوں میں کھو جاتا ہے۔

۱۸

ایک آدمی۔ سارا عالم اس لمحہ عریاں کے انتظار میں تڑپ رہا ہے۔

دوسرا آدمی۔ سائکی ـــــ سائکی ـــــ کہا جاتا ہے دنیا میں اس سے زیادہ حسین گداز جسم کی کوئی لڑکی نہیں۔

تیسرا آدمی۔ اب تو یہ عالم ہے سائکی کا نام لیا جائے تو لوگ سجدے میں گر پڑتے ہیں واسطہ دلایا جائے تو ظالم سے ظالم لٹیرا اپنا ہاتھ روک لیتا ہے اور خونخوار قاتل کی تلوار جہاں تک اُٹھ چکی ہے وہیں تک اُٹھ کر رہ جاتی ہے۔

پہلا آدمی۔ اب تو یقین ہوتا جا رہا ہے۔ سائکی انسانوں کی طرح مٹی سے نہیں دیوتاؤں کی طرح جھاگ سمندر سے بنی ہے۔

دوسرا آدمی۔ میں نے کہا ـــ تم کو معلوم نہیں نہ جانے کتنی جگہ اُس کے بُت بن چکے ہیں اور لوگ اس کی پوجا کرتے ہیں۔

تیسرا آدمی۔ خوب ـــ یعنی محبت کرنے کا مفہوم اب پرستش بن گیا ہے۔

چوتھا آدمی۔ اُسکے حسن نے لوگوں کے دلمیں عجیب غریب عظمت کیصورت اختیار کر لی ہے ـــ مگر بیچاری سائکی۔

۱۹

کنیز۔ اب یقین ہوگیا ہے سائکی کی شادی کسی طرح بھی نہیں ہوسکتی کون ہے جسکی آغوش میں سائکی دیدی جائے اور وہ اُس کے حسن کے شعلوں میں جل نہ جائے۔

دوسری کنیز۔ آہ ـــــ وہ بیچاری کا اُبلتا اور چھلکتا ہوا شراب شباب ـــــ معلوم نہیں کس طرح اپنے شباب کو خلوت و مہجوری میں کاٹے گی۔

کنیز۔ لو وہ شہزادی صاحبہ آرہی ہیں۔

سائکی آکر رنگین پانی کے حوض کے کنارے بیٹھ جاتی ہے اور مچھلیوں کو بیقراری سے تیرتے ہوئے دیکھتی ہے۔

سائکی۔ مجھے کوئی نغمہ سناؤ جس میں ان مچھلیوں کی بیقراری ہو۔

(نغمہ)

تم نہیں گا سکتیں تمھارے ساز کے تاروں میں ایک تار کی کمی ہے ـــــ کیسی لذّت ـــــ
کون سا جذبہ جو سینے میں ہلچل پیدا کر دیتا ـــــ کون کہتا ہے گانا سکون ہے ـــــ یہ تو
دل کو بیقرار کر دیتا ہے ـــــ

کنیز۔ شہزادی صاحبہ ـــــ گانا مسرت کے وجود کی ترجمانی کرتا ہے۔

سائکی۔ مسرت ـــــ میرے خیال میں دنیا میں مسرت نام کی کوئی چیز نہیں اور دنیا صرف مبتلائے فریب ہے۔

(شمع آتی ہے)

شمع۔ فریب ہے ـــــ کیا فریب ہے؟

سائکی۔ مسرت اور سکون ـــــ

شمع۔ مسرت اور سکون فریب نہیں ——— عورت اور ایک حسین عورت ہونا ضرور غضب ہے۔

ساگی۔ کیا مطلب۔

شمع۔ مطلب وطلب کچھ نہیں، یہ بتاؤ کہ تم آج پھر کیوں اُداس ہو۔

ساگی۔ معلوم نہیں۔

ساگی کنیزوں کی طرف دیکھتی ہے اور کنیزیں چلی جاتی ہیں

شمع۔ پگلی ——— عورت کا شباب عورت کی زندگی سے جدا کوئی الگ چیز نہیں۔ اُف ——— یہ بناؤ سنگھار مات کیوں پڑ گئے، یہ بامراد پھولوں کے گچھے شباب سے ہم کنار ہوتے ہوئے افسردہ کیوں۔

ساگی۔ شمع بیکار جب حیات شباب کا کوئی جواب نہ ہو۔

شمع۔ اُف۔ یہ خواہش یہ آرزو، نزاکت اور دوشیزگی کے دشمن کے لئے یہ تڑپ۔

ساگی۔ گجروں کو کوئی اپنے لئے نہیں پہنتا ہار اس لئے نہیں ہوتے کہ اُن کی خوشبو صرف ہوا اُڑا لے اور سینے کی گرمی سے سوکھ جائیں۔

شمع۔ ہاں۔ پھول اس لئے نہیں کہ افسردہ سینے پر پڑے پڑے سوکھ جائیں ——— ساگی آج تو نے پہلی بار اقرار کیا میری بہن پر کیا کیا جائے کوئی معیار زندگی نہیں ملتا ——— پھول اسی لئے ہوتے ہیں کوئی انکی نکہت سے بیقرار ہو جائے اُس کی جنبش دھڑکتے ہوئے بیقرار دل کی جانب سے اپنی بیقراری اور آرزوؤں کا جواب دے۔

ساگی۔ ہاں شمع ورنہ ناکام سینہ تو ایک نامراد شکستہ دل کا مزار ہے اور وہ پھول جو مزار پر چڑھائے جاتے ہیں اپنی قسمت پر آنسو بہاتے ہیں۔

سامنے طاؤس مستی میں ناچنے لگتا ہے

یہ طاؤس کس خوشی میں ناچ رہا ہے ــــــ یہ ہنس اس طرح گردن اُٹھائے مغرور کیوں

اور یہ تیرتی ہوئی مچھلیاں اتنی بیقرار کیوں۔

سائکی پھولوں پر لیٹ جاتی ہے کنیزیں دوڑ کر آتی ہیں اور پھولوں کی نرم نازک پنکھڑیوں سے ہوا کرنے لگتی ہیں۔

سائکی طاؤس کا ناچ دیکھتے دیکھتے جوش میں آتی ہے اور بیتاب ہو کر کھڑی ہو جاتی ہے ٹہلنے لگتی ہے۔ سیاہ ریشمی چادر جو اُسکی رانوں سے لپٹی ہوئی ہے کمر کی نزاکت کو نمایاں کر رہی ہے۔ سرک جاتی ہے گداز شانے کھل جاتے ہیں ــــــ بیاض گردن سینے کی عریاں سفیدی سے مل جاتی ہے۔ سیاہ ریشمی بال پیٹھ پر گھوم گھوم کر چھلے بن جاتے ہیں اَبرُوئیں تن جاتی ہیں ست آنکھیں متوالی ہو جاتی ہیں وہ طاؤس کو رقص کرتے ہوئے دیکھتی ہے ٹھیک اسی وقت اسی عالم میں کیوپڈ اپنا تیر و کمان لئے چہرے پر نقاب ڈالے کنجوں میں سے نکلتا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ اپنے ترکش میں سے ایک تیر خالی کر کے سائکی کو عمر بھر کے لئے تڑپتا چھوڑ دے ــــ نشانہ پیش نظر رکھنے کے لئے کیوپڈ سائکی کو نگاہ بھر کے دیکھتا ہے اور دیکھتے ہی تیر چٹکی سے چھوٹ جاتا ہے کمان ہاتھ سے گر پڑتی ہے چلاّ اُتر جاتا ہے اور کیوپڈ سنبھلتے سنبھلتے گر پڑتا ہے اور پس پردہ سنائی دیتا ہے ــــــ

آواز۔ سائکی جس محبت کی جستجو میں تھی وہ خود اُسکا آرزومند ــــ جس عشق کی تمنا تھی وہ خود اُسکا تمنائی ــــــ صیاد خود اس کا شکار ــــــ عشق خود اُس کا دیوانہ اور تیر خود اُسکی نگاہ کا زخمی۔

کیوپڈ سنبھلتا ہے پروں میں جنبش ہوتی ہے اور بھاگ نکلتا ہے۔

۲۰

کیوپڈ اپنی شبستان میں دیوانہ وار ٹہل رہا ہے موی شمع روشن ہے اور وہ دیکھتا ہے۔ شمع کی شکل میں سائکی اور پروانوں کی شکل میں وہ خود جل رہا ہے۔ پھر وہ دیکھتا ہے۔ چاروں طرف حسین اور خوبصورت لڑکیاں اُسکا مذاق اُڑا رہی ہیں۔

پھلی آواز۔ (قہقہہ کے ساتھ) آج عشق حسن سے ہار گیا —— آج عشق کا دیوتا کیوپڈ سائکی سے ہار گیا۔

دوسری آواز۔ عشق کا دیوتا کیوپڈ حسن کی تاب نہ لا سکا۔

تیسری آواز۔ اے کیوپڈ تو نے لاکھوں دلوں پر تیر چلائے ہیں لیکن وہ تیر —— اے دیوتا عشق وہ تیر جو حسن کے ترکش میں تھا تیرے تیر سے ہزار گنا قاتل اور لاکھوں تیروں پر حاوی ہے۔

چوتھی آواز۔ تیرے پاس وہ تیر نہیں جو ایک حسین دوشیزہ اپنی نیم باز آنکھوں سے چلاتی ہے۔

پانچویں آواز۔ تو رئیس یونان کی بہن کو بتانے گیا تھا کہ وینس کا بیٹا تیر انداز اور غرور شکن ہے۔

دوسری آواز۔ جا جا کیوپڈ اب تیرے تیروں میں کچھ نہیں رہا —— تیرا غرور اب ختم ہو چکا اب جا اور سائکی سے رو رو کر اپنی زندگی مانگ۔

کیوپڈ اپنے ہاتھوں سے کانوں کو بند کر لیتا ہے اور چاروں طرف قہقہے گونج رہے ہیں

پھلی آواز۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ دیوتاؤں اور دیویوں نے اپنے اپنے کاشانوں میں سن لیا کہ وینس کا بیٹا آج سائکی کے باغ میں بیہوش ہو گیا —— وینس کا بیٹا آج سائکی کے باغ میں بیہوش ہو گیا تھا —— وینس کا بیٹا آج سائکی کے باغ میں بیہوش ہو گیا تھا۔

ہا — ہا — ہا کام دیو ہار گیا۔
دیوتاؤں کو اس سے پہلے نہ معلوم تھا کہ کسی کے پاس ایک تیر اور ہے جو تیرے تیروں
کی طرح بدنام تو نہیں مگر زیادہ کارگر ہے۔
ہا —————— ہا —————— ہا
کیوپڈ بھاگتا ہوا باغ میں پہونچتا ہے اور وہ آوازیں اُس کا پیچھا کرتی رہتی ہیں وینس بہت
تیزی سے آتی ہے۔
وینس۔ جھوٹ — جھوٹ۔ کیوپڈ مجھے اپنا ترکش دکھا۔ میں اُسے خالی دیکھ کر خوش ہو جاؤں
اور مجھ سے شکایت کر آج تیر چلاتے چلاتے تیری چٹکیاں دکھ گئیں — بولتا کیوں
نہیں — جلدی دکھا میں دیوتاؤں سے کہہ دوں کہ تم لوگوں نے جو کچھ سُنا جھوٹ
ہے — وہ تو اس لئے رنجیدہ ہے اُس نے سائکی ایسی حسین لڑکی کو کیوں زخمی کیا۔
کیوپڈ۔ ماں۔
وینس۔ ہاں بیٹا وہ بہت حسین تھی تو نے اچھا کیا جو تباہ و برباد کر دیا۔
کیوپڈ۔ ماں۔
وینس۔ جلدی بتا — پھر میں طلسمی آئینہ میں دیکھوں اور دیوتاؤں کو دکھاؤں کہ وہ دیوانہ
وار دیواروں سے سر ٹکرا رہی ہے۔
کیوپڈ۔ کتنی نشیلی اور شرابی آنکھیں جو دل کو پاش پاش کر دیتی ہیں اور روح کو زخمی —
ماں میری یہ سب سے بڑی بھول تھی جو میں اُس پر تیر چلانے گیا اور خود زخمی ہو گیا۔
وینس۔ کاش تیرا ترکش خالی ہوتا — انگلیاں زخمی ہو گئیں ہوتیں — مگر نہیں تیرا تو دل
زخمی ہو گیا — میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ تو ناکام اور مایوس واپس آسکتا ہے۔

کیوپڈ کمان اور تیروں کو پھینک دیتا ہے

وینس۔ یہ کیا۔

کیوپڈ۔ اب میری زندگی کا مقصد سائکی کی پرستش ہے۔

وینس۔ بیٹا گھبرا گیا۔ جا اور اس بار اُسے زخمی کر دے۔

کیوپڈ۔ نہیں، نہیں میں ہار گیا وہ فن تیر اندازی میں مجھ سے زیادہ ہوشیار ہے ـــ اور آج معلوم ہوا تیر چلانے سے تیر کھانے میں زیادہ مزا ہے۔

وینس (ڈانٹ کر) کیوپڈ شرم نہیں آتی۔

کیوپڈ (جذبات میں) جی چاہتا ہے اُس تیر کو جو میرے خون کے قطرات میں رنگین ہے اولمپس کی سب سے اونچی چوٹی پر گاڑ دوں اور وہ رہتی دنیا تک زمین اور آسمان کی بے مثل یادگار رہے کہ وینس اور جیوپیٹر کا بیٹا زمین کی ایک عورت سے ہار گیا ـــ دیوتا انسان سے ہار گیا۔

وینس۔ (ڈانٹ کر) کیوپڈ کیا بکواس ہے۔

کیوپڈ۔ نہیں میں ایسا نہیں کرونگا۔ مجھے ڈر ہے دنیا والے میرے ساتھ پرستش کرنے لگیں گے ـــ وہ میرے دل میں رہیگا اور ہمیشہ رہیگا۔ چاہے جیوپیٹر میرے دل کے ٹکڑے کیوں نہ کر دے۔

زہرہ انتہائی غیض و غضب کی حالت میں اپنے قصر ایوان میں جاتی ہے۔

وینس۔ میرا سامان سفر درست کیا جائے میں زمین پر جاؤنگی

وینس کنواریوں کے جلو میں چلنے لگتی ہے پر دار گھوڑے ساز و سامان براق جواہرات کا ہے جن کی دُم میں نہایت آبدار موتی گندھے ہوئے ہیں وینس کے زریں رتھ میں جُتے ہیں وینس

معہ اپنی چار کنیز پریوں کے رتھ پر سوار ہوتی ہے۔ دیوتا دیکھ کر آپس میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں
اور وہ رتھ ہوا میں اڑتا ہوا آفتاب کی روشنی میں تحلیل ہو کر غائب ہو جاتا ہے۔

۲۱

ملٹس۔ کل تم جا رہے ہو۔

اگسٹس۔ ہاں کیا کروں ہمارے رئیس کو محلوں میں نہیں جنگ کے میدان میں سکون ملتا ہے۔

ملٹس۔ پھر یہ تنہائی تو کاٹے نہیں کٹے گی۔

اگسٹس۔ اور میں بھی کسی وقت تمہارے خیال اور تمہارے تصور سے آزاد نہیں رہوں گا۔

ملٹس۔ ہائے یہ تنہائی کیسے کٹے گی۔

اگسٹس۔ تم بھی چلو۔

ملٹس۔ کس طرح چل سکتی ہوں، اگسٹس پیارے کس طرح۔

اگسٹس۔ اگامینن سے کہو وہ تمہاری بات نہیں ٹالتا۔

ملٹس۔ اچھا (آنکھوں میں چمک پیدا ہو جاتی ہے) اسی وقت کہتی ہوں۔

(جانے لگتی ہے)

اگسٹس۔ جاتے ہوئے میرے آغوش میرے کانپتے ہوئے آغوش میں ایک بار آ جاؤ معلوم نہیں یہ آخری ملاقات ہو۔

ملٹس۔ نہیں اگسٹس نہیں ایسا نہ کہو دل ڈوب جاتا ہے ——— میں ابھی آتی ہوں۔

اگامینن کے پاس جاتی ہے۔ اگامینن جوان اور حسین لڑکیوں کے جھرمٹ میں بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے۔

ملٹما۔ اگامینن پیارے۔

اگامینن۔ آؤ میں تمھیں یاد ہی کر رہا تھا۔

ملٹما۔ فوج تیار ہو رہی ہے۔

اگامینن۔ کیا یہی کہنے آئیں تھیں۔

ملٹما۔ نہیں۔ میرا دل ڈوب رہا ہے۔

اگامینن۔ اور میں تمھاری آنکھوں کی شراب میں ڈوب رہا ہوں ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے۔

ملٹما۔ پیارے مذاق نہیں تنہائی کے احساس سے مجھے ہول ہو رہا ہے۔ نہ جانے تمھارے جانے کے بعد غمگین اداس اور تنہا راتیں کس طرح کٹیں گی۔ اتنی جلدی تم دوبارہ جنگ کو چلے جاؤ گے میں نے یہ سوچا بھی نہ تھا۔

اگامینن۔ تو کیا تم چاہتی ہو جنگ ملتوی کر دی جائے مگر تم جانتی ہو پیاری جنگ میرے لئے ایک کھیل ہے۔

ملٹما۔ تو میں یہ کب کہہ رہی ہوں پیارے تم جنگ پر مت جاؤ میں تو چاہتی ہوں کہ میں بھی ساتھ چلوں۔

اگامینن۔ ملکہ ــ تم بھی چلوگی ـــــ مجھے بڑی خوشی ہوگی دیوتاؤں کی قسم اس بار جنگ میں مزہ آجائیگا میں سارے شہر کو جلا کر وہاں کے تمام لوگوں کے جسم سے ایک ایک قطرہ خون نچوڑ لونگا ـــــ مگر تم خوف تو نہ کھاؤ گی؟

ملٹما۔ نہیں پیارے میں بھی تلوار اٹھا سکتی ہوں۔

اگامینن۔ کیوں نہیں میری ملکہ کے بازوؤں میں بجلی کا جوش اور آنکھوں میں ـــــ

ملکہ کے بازو سہلانے لگتا ہے

۲۶

رئیس یونان جیوپیٹر کی پوجا کرنے کے لئے شان و شوکت سے سونے کے رتھ پر معہ اپنی فوج کے کوہ المپس کی بلندیوں پر چڑھ رہا ہے جہاں پیڈیاس کی بنائی ہوئی غیر فانی فلک بوس پتھر کا بت رکھا ہے دیوتا کے چہرے سے نقاب اُٹھایا جاتا ہے اور سب دو زانو ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔

پجاری۔ رئیس اگامینن تیری قدم بوسی کو آیا ہے خداوند وہ جنگ کو جا رہا ہے اُسے فتح اور کامرانی عطا فرما اپنی برکتوں سے نواز زندگی کی تمام مسرتیں بخش دے وہ اپنے صبح و شام سے بیزار نہ ہو۔ امارت کے غرور سے بچا۔

(سب سجدے میں گر جاتے ہیں۔)

سونے اور چاندی کے تھالوں میں ہدیۂ خلوص پیش کیا جاتا ہے عود و لوبان سلگایا جاتا ہے۔

اے خداوندا سے قبول کر

جھنڈا بلند کیا جاتا ہے اور کچھ ہی دیر بعد جھنڈے پر منڈلاتی ہوئی ایک چیل بیٹھ جاتی ہے۔

پجاری۔ یہ کیا۔

بڑا پجاری۔ رئیس یونان! جھنڈے پر چیل کا بیٹھ جانا بدشگونی ہے معلوم ہوتا ہے خداوند کی یہ مرضی نہیں ــــ کہ حضور جنگ پر جائیں۔

اگامینن۔ جنگ ملتوی کر دی جائے ــــ ایک چیل کے بیٹھ جانے سے جنگ ملتوی کر دی جائے ــــ ہوں ــــ

پجاری۔ ہاں حضور یہ پرانی روائت ہے دیوتاؤں کی مرضی و ناراضگی کا اظہار انھیں طریقوں سے ہوتا ہے۔

اگامینن۔ روائت ہے ـــــــ مگر جانتے ہو اگر ایک بار خداوند جوپیٹر بھی مجھے تباہ کرنا چاہے تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں آسانی سے نہیں کر سکتا ہاں۔ ہاں میرا کوئی کچھ نہیں کر سکتا میرے جھنڈے کے نیچے ہر وقت اسی ہزار بہادر جمع رہتے ہیں اور تم ـــــ میرے بہادر سپاہیوں کو بزدل بنانا چاہتے ہو۔

اگامینن ایک سپاہی سے ہنٹر لے کر پجاری کو مارتا ہے۔

اگامینن۔ تم اس قابل نہیں کہ یہاں کے پجاری رہو تم انسانوں میں جوش کردار نہیں پیدا کر سکتے۔

مارتا ہے اور پجاری بیہوش ہو کر دیوتا کے پیروں پر گر پڑتا ہے۔ دوسرا ہنٹر پاس کھڑے ہوئے ایک سپاہی کو مارتا ہے اور بجلی کی تیزی سے گھوڑے پر بیٹھ جاتا ہے گھوڑے کو اڑ لگاتا ہے اور اس کے پیچھے اس کے سپاہی روانہ ہو جاتے ہیں۔

۲۳

وینس۔ اب کیا کرنا چاہئے میں تو بغیر سوچے ہوئے انتقام لینے کے لئے زمین پر آگئی ہوں کیا کروں ـــــ جوپیٹر کو خوش کر کے دنیا کو جلوا دوں مگر نہیں اس طرح میرے دل کی آگ نہیں بجھے گی وہ تو جب بجھے گی جب اُس میں ساکی جلکر خاک ہو جائے اور ساری دنیا یونہی مسکراتی رہے ـــــ کاش دیوتاؤں نے مجھے یہ قوت بھی دی ہوتی کہ میں انسان کو جلا سکتی۔

اراطو۔ جب تک عشق کا دیوتا ہماری مدد نہ کرے ہم اُس سے انتقام نہیں لے سکتے۔

ویلیس (سوچ کر غصہ میں) اُس کا نام نہ لو ـــــ میں یوں بھی سائکی کو جلا سکتی ہوں اگر وہ تعویذ مل جائے۔

ارسطو۔ کون سی تعویذ۔

ویلیس۔ جسے جوپیٹر نے کوہ الپس کی سب سے بلند چوٹی پر برف کے نیچے دفن کر دیا ہے اور جب دنیا کا آخیر ہوگا تب تمام دیوتا ملکر نغمہ "ساری دنیا کے نام" کے بوڑھوت کے تاروں پہ گائیں گے ـــ مگر میں صرف سائکی کے نام سے گاؤنگی ـــ

ارسطو۔ تو چلئے دیوی اُس کو ڈھونڈیں اور سائکی کو جلا کر خاک کر دیں۔

ویلیس۔ چلو۔

دونوں پرواز کرتی ہوئی پہاڑ کی بلندی پر چڑھتی ہیں۔ اور ایک طلسماتی غار کے اندر گھس جاتی ہیں اور بہت سی عجیب وغریب چیزوں کے دیکھنے کے بعد تعویذ ملتا ہے۔

ارسطو۔ یہ رہا اب سائکی کا وجود ختم ہو جائیگا۔

ویلیس۔ ہاں سائکی کا وجود ختم ہو جائیگا وہ جل کر خاک ہو جائے گی اور دیوتاؤں میں وہ قوت نہ رہے گی کہ وہ دوبارہ پیدا کر سکیں ـــ مگر ایک بات ہے ـــ

ارسطو۔ کیا۔

ویلیس۔ اس نغمے کو کوئی دیوی نہیں گا سکتی اسکو کوئی دیوتا ہی گا سکتا ہے۔

ارسطو۔ پھر کیا کیا جائے۔

ویلیس۔ دیوتا مہندار میرے حسن کا پجاری ہے اور میں اُس سے یہ کام لے سکتی ہوں۔

کچھ پڑھتی ہے اور پڑھ کر پھونکتی ہے ایک دھواں اُٹھتا ہے جب دھواں صاف ہوتا ہے تو بہت بدشکل اور خوفناک قسم کا دیوتا ظاہر ہوتا ہے۔

دیوتا۔ کیا ہے دیوی۔

وینس۔ مجھے ایک کام لینا ہے۔

دیوتا۔ حکم دو دیوی جیوپیٹر کی قسم اگر انکار کروں تو قہر و غضب سے جلکر خاک ہو جاؤں۔

وینس (تعویذ دیکر) رئیس یونان کے محل میں جاؤ اور تعویذ میں لکھے ہوئے اس نغمے کو بربط کے تاروں پر رئیس یونان کی بہن کو سُنادو۔

دیوتا (گھبراکر پیچھے ہٹتا ہے) دیوی قیامت آجائے گی اور جیوپیٹر مجھے سزا دیگا — مگر دیوی میں قسم کھا چکا ہوں اور مجھے آپ کا حکم جان دیکر پورا کرنا ہی پڑیگا۔

(جانے لگتا ہے)

وینس۔ اس طرح نہیں ایک خوبصورت شاعر کی طرح انسانی بھیس میں جاؤ —

---

(۲۴)

شمع۔ یہ حسین اور قاتل آنکھیں اس انداز سے کس کو دیکھ رہی ہیں اور یہ سینہ ہانپ رہا ہے۔ یہ لطیف جنبش ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے آج تمھارا قیامت خیز شباب چھلک جائے گا۔

سائکی۔ چپ بھی رہو میں کچھ سوچ رہی ہوں۔

شمع۔ کیا سوچ رہی ہو۔

(کنیزیں آتی ہیں)

ایک کنیز۔ شہزادی صاحبہ محل کے دروازے پر ایک نوجوان شاعر آیا ہے اور اپنی کویتا سنانا

چاہتا ہے۔

شمع۔ کیسا ہے۔

کنیز۔ قد سرو کی طرح آنکھیں رسیلی اور جوانی کے مدھ سے بھری ہوئی شانوں پر گھنگریالے بال ماتھے پر دیوتاؤں کی چمک۔

دوسری کنیز۔ شہزادی صاحبہ یہ آن بان ہم نے کسی شہزادے میں نہیں دیکھی۔

پہلی کنیز۔ کہتا ہے شہزادی صاحبہ کے حسن وجمال کو اُس نے ساری عمر کی محنت کے بعد الفاظ کے دائرے میں قید کیا ہے۔

سانگی۔ سچ۔

دوسری کنیز۔ ہاں اُس نے ساری رعایا کل فوج اور تمام درباریوں کو اپنے سنگیت سے سکتے میں ڈالدیا ہے۔

پہلی کنیز۔ کہتا ہے اُس کی زندگی کی پہلی اور آخری آرزو یہ ہے کہ شہزادی صاحبہ اُس کی کویتا کو سُن لیں۔

سانگی۔ اجازت ہے شاعر کو عزت واحترام کے ساتھ شیش محل میں لایا جائے۔

۲۵

شیش محل میں شاعر دیوتا کی طرح آتا ہے اور ایک تخت پر بیٹھ جاتا ہے۔ کچھ دیر کے بعد شہزادی آتی ہے۔ شاعر کھڑا ہو کر احترام کرتا ہے سانگی سے اُس کی آنکھیں چار ہوتی ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی نشیلی آنکھوں میں کھو جاتے ہیں۔

سائکی۔ تم مجھے کوئی نغمہ سنانا چاہتے ہو۔

شاعر۔ ہاں۔ میری کویتا کیا ہے —— شاعر کا دل۔

سائکی۔ اجازت ہے۔

شاعر بربط پر نغمے کو گاتا ہے ساری فضا میں ایک مستی اور بیہوشی چھا جاتی ہے تمام کنیزوں اور سائکی کے جوڑے کھل کر شانوں پر گر پڑتے ہیں۔ فضا میں نغموں کی بکھیرے نورس برسنے لگتا ہے کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا سب کی نگاہیں شاعر کی نشیلی آنکھوں میں اُلجھ کر رہ جاتی ہیں۔ نغمہ ختم ہوتا ہے تب آہستہ آہستہ سب کے حواس ٹھیک ہوتے ہیں۔

سائکی۔ بہت خوب یقیناً تم ایک باکمال شاعر ہو بتاؤ تمھیں کیا انعام دیا جائے۔

کنیزیں چاندی اور سونے کے خوان میں جواہرات لیکر آگے بڑھتی ہیں۔

شاعر۔ مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں میں صرف یہ چاہتا ہوں شہزادی صاحبہ اپنے چہرے کا نقاب اُلٹ کر ایک بار پرستش کا موقع دیں۔

محل میں ایک سناٹا چھا جاتا ہے کنیزیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتی ہیں "دیکھیے کیا ہوتا ہے" مگر سائکی کے چہرے پر بجائے غصہ کے مسکراہٹ پیدا ہوجاتی ہے اور سائکی نقاب پلٹ دیتی ہے۔

سائکی۔ شاعر تم ہمارے یہاں روز آیا کرو تمھاری آواز کے سوز و گداز میں کھو جانا چاہتی ہوں تمھارے نغمے میرے بےچین دل کو سکون دیتے ہیں۔

شاعر احترام سے جھکتا ہے دونوں کی آنکھیں ایک بار پھر ملتی ہیں اور سائکی اُٹھ کر اندر چلی جاتی ہے۔

۲۶

ونیس اراطو کے ساتھ برف کی سلوں پر ٹہل رہی ہے

وینس۔ ابھی تک وہ نہیں آیا۔

اراطو۔ آتا ہی ہوگا۔

وینس۔ بہت دیر کردی۔

اراطو۔ ابھی تک ممکن ہے سائکی خواب دیکھ رہی ہو اور وہ انتظار میں ہو کہ وہ بیدار ہو
تو نغمہ سنا کر اُسے خاک کردے (آسمان پر کوئی پرواز کرتا ہوا دکھائی پڑتا ہے) یہ کون آرہا ہے۔

وینس۔ یہ تو کیوپڈ ہے ضرور کوئی بات ہے آؤ دیکھیں کیا بات ہے۔

کیوپڈ پرواز کرتا ہوا سمندر کے اوپر پہونچتا ہے اور بلندی سے دیوتا اور تعویذ کو پھینکتا ہے۔

وینس۔ دیکھا تم نے کیوپڈ نے سائکی کو جلنے سے بچالیا اور ممندار کو سمندر میں پھینک
رہا ہے اور ساتھ ہی اُس اسم کو بھی۔

اراطو۔ ہاں دیوی۔

وینس۔ چلو جلدی سے چلکر اُسے ڈوبنے سے بچالیں۔

وہ اسم سمندر میں گرتا ہے اور گرتے ہی سمندر میں آگ لگ جاتی ہے اور جانوروں کی
چیخ پکار بلند ہوتی ہے۔

اراطو۔ ڈوب گیا۔

وینس۔ آؤ سمندر دیو سے پوچھیں کہ سب کیا ہوا۔

دونوں سمندر کی تہہ میں جاتی ہیں۔ سمندر کا دیوتا ان کا استقبال کرکے اپنے محل میں لیجاتا ہے۔

سمندر دیوتا۔ دیوی میں نے کیوپڈ کا کیا بگاڑا تھا۔ اُس نے میرے پانی میں آگ لگادی دیکھو نہ میری ایک آنکھ جل گئی اب میں اسکا بدلہ لونگا اور اپنے پانی میں اُسے ایسا غرق کرونگا کہ اُسکا پتہ نہ لگے گا۔

وینس۔ میں بھی اُس سے بدلہ لینا چاہتی ہوں اُس نے مجھے بھی بہت تکلیف پہونچائی ہے مگر اب یہ بتاؤ وہ اسم اب مجھے کیسے مل سکتا ہے۔

سمندر دیوتا۔ دیوی تم نے اُسے پڑھا۔

وینس۔ نہیں۔

سمندر دیوتا۔ پھر تو بڑا مشکل ہے قیامت کے دن جیوپیٹر کیا کریگا اس طرح تو دنیا ختم ہی نہ ہوگی۔

وینس۔ اب بتاؤ میں کیا کروں۔

سمندر دیوتا۔ اس کا جلال تو ٹھنڈا ہوگیا۔

وینس۔ پھر کیا کیا جائے کچھ تو بتاؤ۔

سمندر دیوتا۔ صرف ایک صورت ہے — اگر ایک ہزار رات اور ایک ہزار دن آسمان کے نیچے سمندر کے پانی میں گلے تک ڈوب کر اشماش دیوی کی پرستش کی جائے تو وہ تعویذ ایک مچھلی کے پیٹ سے نکلے گا۔

وینس۔ میں یہ بھی کرونگی۔ مجھے سائکی سے انتقام لینا ہے۔ ایک ہزار دن اور ایک ہزار راتیں کیا اگر مجھے ایک ہزار سال تک اشماش دیوی کی پوجا کرنی پڑے تو بھی میں کرونگی۔

۲۷

کیوپڈ۔ سائکی سے میں محبت نہیں عشق نہیں پیار نہیں کرتا یہ تو اظہار جذبات کا ایک ناقص طریقہ ہے۔ میں اسکی عظمت کرتا ہوں اُسکی پرستش کرتا ہوں اسکا احترام کرتا ہوں۔

ھرکولس۔ سو بھی رہو رات ہوگئی ہے ——— ابھی رات ہے صبح ہونے میں بہت دیر ہے ——— صبح اُٹھ کر جتنا جی چاہے بکواس کرنا۔

کیوپڈ۔ میری بیقراری بڑھتی جا رہی ہے ——— میرا ایک کام کردگے۔

ھرکولس۔ کیا۔

کیوپڈ۔ میں تمھیں اس کے صلے میں جیوپیٹر سے کہہ کر بے پناہ قوت دلوادونگا اتنی قوت کہ کسی دیوتا میں نہ ہوگی۔

ھرکولس۔ کیا چاہتے ہو۔

کیوپڈ۔ صبح کی دیوی کو کسی طرح جگادو۔

۲۸

سائکی۔ ابھی وہ شاعر نہیں آیا۔

کنیز۔ نہیں ——— صبح آئیگا۔

سائکی۔ صبح کب ہوگی۔

کنیز۔ ابھی تو آدھی رات ہے۔

سانکی۔ وہ شاعر ضرور کوئی جادوگر ہے۔ میں اُس کے لئے تڑپ رہی ہوں میرے دل کے اندر شعلے بھڑک رہے ہیں (جوپیٹر کے بت کی طرف دیکھ کر) اے دیوتاؤں کے دیوتا تجھے اپنے بیٹے کیوپڈ کا واسطہ مجھے سکون دے میری آگ کو ٹھنڈا کر ورنہ میں جل کر خاک ہو جاؤنگی۔

(شمع پر نظر پڑتی ہے)

سانکی۔ (کنیز سے) اس شمع کو بجھا دو جو میرے بیقراری کی تماشائی ہے۔

(کنیز شمع بجھاتی ہے اور ساتھ ہی صبح ہو جاتی ہے)

کنیز۔ ارے صبح ہوگئی۔

سانکی۔ صبح ہوگئی تو تو کہہ رہی تھی ابھی آدھی رات باقی ہے۔

(خوش ہوکر آنکھیں بند کرکے لیٹ جاتی ہے)

آواز۔ شاعر آگیا۔

سانکی۔ (خوش ہوکر) کیا کہا شاعر آگیا ــــ اُسے احترام سے شیش محل میں لے آؤ ــــ نہیں باغ میں ــــ نہیں نہیں اُسے شبستان ناز میں لے آؤ۔

کنیز۔ شہزادی صاحبہ۔

سانکی۔ ہاں۔ ہاں اُسے اسی جگہ لے آؤ۔

(لیٹی ہوئی مسکراتی رہتی ہے)

سانکی۔ (لیٹے ہوئے) شاعر تم آگئے میں تمھارا رات بھر انتظار کرتی رہی آج صبح بھی تو بہت دیر میں ہوئی ہے۔

سڈول بازو اور گوری کلائیوں میں جوش پیدا ہو جاتا ہے انگڑائیوں میں جوش اُبل آتا ہے وہ اُٹھ کر بیٹھتی ہے۔ اسطرح کہ جسم کا وہ حصہ اور نمایاں ہو جاتا ہے۔ جسکو یوں بھی کوئی پردہ کوئی حجاب

نہیں چھپا سکتا آنکھوں میں ایک مصنوعی نیند پیدا ہو جاتی ہے پھر دوبارہ مست انگڑائی کے ساتھ

آہستہ آہستہ آنکھیں کھول کر نگاہوں کو منتشر کر دیتی ہے ـــــ جسم عریاں ہو جاتا ہے۔

سائکی۔ تم تو رات کو الفاظ کی قید و بند میں گرفتار کر کے سو گئے ہو گے مگر میرے شب کی قیمت کیا ہے۔ دیکھو میری آنکھیں کیا کہہ رہی ہیں۔ ساری دنیا تھک کر سو گئی مگر میں جاگتی رہی۔ تم بولتے کیوں نہیں ـــــ تم نے یہ بھی نہ کہا کہ میری آنکھوں میں لذت شب کی مستی اور سرشاری ہے ـــــ مگر تم یقین مانو تاریک رات ایک مسلسل بےچینی تھی۔

ڈھلکا ہوا آنچل اور ڈھلک جاتا ہے حریص اور جذباتی آنکھیں شاعر کو دیکھتی رہتی ہیں کچھ

دیر خاموشی رہتی ہے۔

سائکی۔ تمھارے نغموں میں میرے دل کی رگ ڈوب جاتی ہے ـــــ ہاں شاعر تم باکمال شاعر ہو تمھاری سوز و ساز میں ڈوبی ہوئی آواز ایسی ہے معلوم نہیں ہوتا تمھاری آواز صدائے ساز ہے یا صدائے ساز تمھاری آواز ـــــ ہاں شاعر کوئی نغمہ سناؤ ـــــ سناتے کیوں نہیں۔

شاعر۔ میرے دل کی گہرائی میں اب کوئی نغمہ نہیں وہ میری زندگی کا پہلا اور آخری گیت تھا۔ اب میں نے اپنے بربط کے تاروں کو توڑ ڈالا طربیں آثار دیں اور نغموں کو بھول گیا۔

سائکی۔ تم نے ایسا کیوں کیا۔

شاعر۔ معلوم نہیں دیوی میں نے ایسا کیوں کیا۔

سائکی۔ کیا کہا ـــــ دیوی ـــــ کیا مجھے دیوی کے علاوہ صرف سائکی نہیں کہہ سکتے۔

کیوپڈ۔ سائکی ـــــ

سائکی۔ اچھا اب میں دیکھوں گی تمھارے گیت دل کی گہرائیوں سے کیسے نہیں اُبلتے (ناچ پیش کرتی ہے)

کیوپڈ۔ نہیں سائکی ایسا نہ کرو میرا دل بے چین ہوا جاتا ہے میں تمھارے حسن کی قوت تسلیم کرتا ہوں مگر گیت کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔

(سائکی اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیتی ہے)

کیوپڈ۔ اس طرح مت دیکھو ــــ میں کیا ہوں تمھاری آنکھوں میں سمندر کا عمق ڈوب سکتا ہے۔ ان کے بسط میں فضا کی وسعت گم ہو سکتی ہے۔

سائکی دوبارہ ناچنے لگتی ہے۔ گردن میں خم دیکر ایک خاص حجاب سے اپنے جوان چہرے پر مسکراہٹ پیدا کرتی ہے۔ نازک کمر میں ہلکی ہلکی لہریں پیدا کر کے فرش پر تیرتی ہوئی سی چلتی ہے جسم کی ہر ہر جنبش پر کیوپڈ منتا ہے کمر کی لرزشیں بڑھتی جاتی ہیں پھر تن کر سو قدم کھڑی ہو جاتی ہے گردن کی مسلسل جنبش کمر کی متواتر لرزش ہونٹوں کے ارتعاش نگاہوں کے عزم ــــ

ساز کی طرف ایک اُچٹتی ہوئی نگاہ ڈالتی ہے اور پھر تیزی سے اپنا رقص نغمہ ریز شروع کر دیتی ہے کیوپڈ کی نگاہیں اُسے جذب کرتی رہتی ہیں۔

کیوپڈ۔ یہ خرام نغمہ ہے یا نغمۂ خراماں ــــ گردن کی مسلسل جنبش کمر کی متواتر لرزش ہونٹوں کا ارتعاش، نگاہوں کا عزم۔

ساز کے تال اور سُم پر سائکی کی بوٹی بوٹی پھڑکتی رہتی ہے ایک ایک اعضا میں جنبش ہوتی ہے پھر ایک خاص انداز سے چُرائے ہوئے بدن کے ساتھ کیوپڈ کے پاس آتی ہے ــــ بل کھاتی ہوئی مگر شرم آگیں جوبن اور پھڑکتا ہوا جسم۔

سائکی۔ گاؤ ــــ

کیوپڈ۔ نہیں ــــ

ساگکی۔ دیکھو ـــ میں تمھارا تصور ہوں میرے بازو کے ہر بل میری کلائی کی ہر جنبش میری کمر کی ہر لچک اور میری آنکھوں کی مستی تمھارا تصور ہے۔

سینہ اور شانہ سے دوپٹہ بالکل ڈھلک جاتا ہے۔ کیوپڈ کی نگاہیں سینہ اور گردن کی عریانی میں ڈوب جاتی ہیں۔ ساگکی آنچل کو اٹھا کر اپنے سینے پر اپنی چٹکی سے چھوڑ دیتی ہے۔ محبت کا یہ ردِّ عمل کیوپڈ کو دیوانہ کر دیتا ہے۔ وہ پھر تیزی سے ناچنے لگتی ہے اور اس بار ہر جنبش ہچکولوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ کیوپڈ کے ہاتھ پاؤں میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے ـــ وہ جلدی سے ساز اٹھا لیتا ہے اور نغمے الاپنے لگتا ہے۔ ساگکی ناچتی رہتی ہے وہ ساز بجاتا رہتا ہے۔ ساگکی تھک کر خستہ و بیحال ہو جاتی ہے۔ کیوپڈ کی ساری انگلیاں خون سے تر ہو جاتی ہیں ساگکی کیوپڈ کے آغوش میں آ گر جاتی ہے۔ دونوں کے ہونٹ ایک دوسرے سے بہت قریب آ جاتے ہیں۔

کیوپڈ۔ نہیں، نہیں تسکین خواہش تیرا کام نہیں صرف دل میں جذبات پیدا کر اور آنکھوں میں بے چینی پیدا کر اور الگ ہو جا ـــ تسکین جذبات تیرا کام نہیں میں شاعر ہوں اور اُس وقت تک تیری پوجا کروں گا جب تک تو میرے لئے ایک خلش ایک آرزو ایک حس ہے۔

(ساگکی کے ہونٹ پھر بھی کیوپڈ کے قریب ہو جاتے ہیں)

۲۹

اگا مینن کی فوجیں ٹرائے پر حملہ کرتی ہیں۔ سپارٹا (separla) کا بادشاہ مینالس ساتھ ہو
میسینین (Mycenion) اور ایکینین (Achaenion) کی ملی ہوئی
قوت فریگینس (Phrygians) حملہ آور ہیں۔

سپہ سالار۔ میسینین (Mycenion) اور ایکینین (Achaenion) نے مل کر حملہ کر دیا ہے۔

پارس۔ ہم جنگ کریں گے ٹرائے (Troy) کے بہادر فریگیرینز (Phyraygarians) کو جمع کرو۔ ہم آخری سانس تک اگا مینن اور مینالس سے جنگ کریں گے۔

سپہ سالار۔ ساری ریاست میں بےچینی پھیل چکی ہے۔ ہم سب کی رائے ہے سپارٹا (Sep-arla) والوں کو ہیلن (Hylen) واپس کر دی جائے۔

پارس۔ نہیں یہ ممکن نہیں ـــــ میں ہیلن (Hylen) سے محبت کرتا ہوں۔

سپہ سالار۔ تو حضور ساری رعایا کو اپنے جذبات کے لئے خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

پارس۔ خاموش ہمارے کان ایسے الفاظ سے آشنا نہیں۔

(ہیلن Hylen آتی ہے)

ھیلن۔ سپہ سالار ٹھیک کہتے ہیں میری وجہ سے آپ کیوں خطرہ مول لے رہے ہیں۔

پارس۔ نہیں ہیلن میں بزدل نہیں ہوں ـــــ تمھارا پارس بزدل نہیں ہے میں اگا مینن سے جنگ کروں گا اور اُسے بتا دوں گا کہ ہم نے چوڑیاں نہیں پہن رکھی ہیں۔

(۳۰)

فوجیں تیار کھڑی ہوئی ہیں پارس اپنی محبوبہ ہیلن کے ساتھ فوجی لباس میں باہر آتا ہے۔

نعرے:۔ رئیس ٹرائے (Troy) زندہ باد ـــ شہنشاہ پارس زندہ باد

پارس۔ امید ہے یہ جنگ ٹرائے (Troy) والوں کی روایات کو برقرار رکھے گی۔

(جھنڈا بلند ہوتا ہے فوجیں کوچ کرتی ہیں)

نعرے۔ پارس زندہ باد

(دوسری جگہ)

نعرے۔ اگامینن زندہ باد

اگامینن (مینالینس سے) دوست ہم تمھارے شکر گزار ہیں تم نے ہمیں ایک بہادر سے لڑنے کا موقع دیا۔ ٹرائے کے قلعے پر ابھی تک لہراتا ہوا جھنڈا ہمیں یہ بتا رہا ہے ـــ پارس بہادر ہے۔

مینالینس۔ ہاں ـــ

اگامینن۔ اگسٹس اپنے بہادروں کو حکم دو سارے شہر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیں ہم چاہتے ہیں (Phyraygarians) کے خون میں ہمارے گھوڑے کی ٹاپیں ڈوب جائیں۔

(فوجیں حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھتی ہیں اور جنگ شروع ہو جاتی ہے)

(Phyraygarians) بہت بہادری سے لڑتے ہیں مگر اگامینن کی قوت انھیں ہرا دیتی ہے پارس بہت بہادری سے لڑتا ہے۔

اگامینن۔ اگسٹس پارس کو زندہ گرفتار کرو ہم اُس کے جسم سے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ دیں گے

اور ہیلن کو اپنی ملکہ بنائیں گے۔

اگسٹس ایک خاص دستہ کے ساتھ آگے بڑھتا ہے پارس اور ہیلن کو گھیر لیتا ہے۔ پارس بہت بہادری سے لڑتا ہے ایک سپاہی پیچھے سے وار کرتا ہے۔ ہیلن سامنے آجاتی ہے اور مرجاتی ہے۔ پارس مری ہوئی ہیلن کو ایک نظر دیکھتا ہے اسی وقت غیرارادی طور سے ایک سپاہی کی تلوار سے پارس کا گلا کٹ جاتا ہے۔

اگسٹس۔ ایک سپاہی کی نادانی سے پارس مرگیا۔

اگامینن۔ ہیلن ——

اگسٹس۔ وہ بھی مرگئی۔

اگامینن۔ پارس مرگیا (ڈانٹ کر) مگر میں نے تم کو کس لیے بھیجا تھا —— بولو میں نے تم کو کس لیے بھیجا تھا —— سکلامیسز اگسٹس کا عہدہ سنبھالو اور فوجوں کو اندر داخل ہونے کا حکم دو۔

فوجیں آگ لگاتی ہوئی اندر داخل ہوتی ہیں سارے شہر میں صرف آگ کے شعلے دکھائی دیتے ہیں۔

اگامینن۔ جلتے ہوئے شعلوں سے کوئی بھاگنے نہ پائے —— ہاں حسین عورتوں کی زندگی کا رس چوس کر انھیں گھوڑوں کے ٹاپوں کے نیچے ڈال دیا جائے۔

مینالیئس۔ بائیس لاکھ آدمی ختم ہو چکے۔

اگامینن۔ (قہقہہ لگاکر) اگر اگامینن زندہ رہا تو بائیس لاکھ کیا بائیس کروڑ آدمی ختم ہو چکے ہونگے۔ قتل وخون جاری رہے جب تک چاروں طرف خون ہی خون اور آگ کے شعلے نہ نظر آئیں گے میرے دل کو نہ ٹھنڈک ہوگی اور نہ دل کی پیاس بجھے گی —— دوست میں چاہتا ہوں جب میں جلے ہوئے شہر میں داخل ہوں تو فصیل کے پاس میرا رتھ خون میں ڈوب جائے۔

مینالینس۔ تو کیا تمھارا مطلب ہے یہاں کی ساری آبادی قتل کر دی جائے۔

اگامینن۔ ہاں۔ میں نہیں چاہتا ٹرائے میں کوئی ایسی چیز بچے جو زندگی کا پتہ دے۔

مینالینس۔ مگر اس سے کیا فائدہ۔

اگامینن۔ (بگڑ کر) تم مجھے نصیحت کرنا چاہتے ہو تمھیں ہمت کیسے ہوئی ـــــ اگامینن کسی کی نصیحت نہیں سنتا وہ دنیا کی سب سے بڑی قوّت ہے۔

مینالینس۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ہیلن کے پیچھے اتنا کشت وخون ہوگا تو میں تم سے کبھی مدد نہ مانگتا۔

اگامینن۔ اگر تم مجھ سے مدد نہ بھی مانگتے تو بھی میں کسی نہ کسی طرح ٹرائے کی حکومت کو ختم کر دیتا یہ میری آنکھوں میں کھٹک رہی تھی ـــــ ساری دنیا میں صرف ایک حکومت آ گئی مائی۔سی۔ناس اور صرف مائی۔سی۔ناس والوں کی ـــــ

مینالینس۔ میرے دوست اب تم یہاں کے بادشاہ ہو فصیل پر تمھارا جھنڈا لہرا رہا ہے یہاں کی رعایا کی حفاظت تمھارا فرض ہے۔

اگامینن۔ تمھیں شاید معلوم نہیں میں جہاں حملہ کرتا ہوں وہاں کوئی چیز بھی نہیں چھوڑتا جس کی مجھے حفاظت کرنی پڑے ـــــ

مینالینس۔ اچھا تو میں اپنی فوجوں کو اس قتل عام سے روکتا ہوں تمھارا جو جی چاہے کرو۔

(مینالینس بگل بجاتا ہے)

اگامینن۔ سلمائیسنر ـــــ مینالنس اور اُس کی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ بچ کر نہ جانے پائے الکیمائیسنر کو حکم دو سپارٹا پر حملہ کرکے تباہ و برباد کر دے ـــــ

مینالینس اور اگامینن کی فوجوں میں جنگ ہونے لگتی ہے۔ اگامینن مینالنس کو مار کر اُسکے سر کو نیزے پر چڑھا کر سلمائیسنر کو دیتا ہے۔

اگامینن۔ اسے لیجا کر یونان کے جھنڈے کے ساتھ سپارٹا کے قلعے پر گاڑ دو ——

بہت سے آدمی آگ میں ڈالے جاتے ہیں عورتوں کی بے حرمتی ہوتی ہے بڑھے اور بچوں کو مارا جاتا ہے رات بھر قتل عام جاری رہتا ہے صبح ہوتی ہے تو سارا شہر راکھ کا ڈھیر ہے پارس اور ہیلن کی لاشیں پاس پڑی ہیں اور پاس ہی مینالس کا کٹا ہوا جسم، اگامینن شہر میں داخل ہوتا ہے رتھ کے پہیے گھوڑوں کی ٹاپ فصیل کے پاس خون میں ڈوب جاتی ہیں۔

جلی ہوئی بیشمار لاشیں —— منڈلاتے ہوئے وحشی پرندے

اگامینن۔ دیکھا تم نے ملکہ جنگ میں تمہارا اگامینن شیر کی طرح بپھر کر انسانوں کو پھاڑتا ہے (قہقہہ) وہ بیوقوف ہیں جو جنگ میں دوست دشمن کی تمیز کرتے ہیں۔

ملکہ۔ ہاں۔ نہ تمہاری دوستی اچھی اور نہ دشمنی۔

اگامینن۔ دیوتاؤں کی قسم ملکہ تم نے جو کچھ کہا سچ کہا —— کہاں ہیں یونان کی حسین دوشیزائیں وہ ہمارے حضور میں اسی جگہ رقص پیش کریں۔

خوبصورت لڑکیاں آتی ہیں اور جلی ہوئی راکھ کے انبار کے پاس رقص شروع ہوتا ہے —— ختم ہوتا ہے —— اگامینن کا قہقہہ فضا میں گونجتا ہے۔

۳۱

سمندر میں وینس گلے تک ڈوبی ہوئی اشتاش دیوی کی پوجا کر رہی دیوتاؤں میں

اضطراب پھیل گیا ہے۔

Separla کے قلعہ پر جھنڈے کے ساتھ کٹا ہوا سر لگا ہوا ہے۔

اور ہر طرف آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں ———

اور لوگوں کو بے رحمی سے قتل کیا جا رہا ہے ———

۳۲

ھرکولس۔ کیا بات ـــ انگلیاں خون میں نہائی ہوئی ہیں۔

کیوپڈ۔ کہاں ـــ اوہ مجھے تو معلوم ہی نہیں۔

ھرکولس۔ تم تو دیوانے ہو گئے ہو۔

کیوپڈ۔ میں کیا ہر ایک دیوانہ ہو سکتا ہے۔ جب اُس نے اپنے جسم کے اُس حصّہ کو نمایاں کیا جسکو یوں بھی کوئی پردہ نہیں چھپا سکتا تو میں پاگل ہو گیا۔

ھرکولس۔ تعجب ہے عشق کا دیوتا زمین پر بسنے والی ایک عورت کے لئے دیوانہ ہو گیا۔

کیوپڈ۔ میں کیا ہر ایک پاگل ہو سکتا ہے۔ جب وہ ایک سست انگڑائی کے ساتھ آہستہ

آہستہ زندگی کی لطافتیں بکھیرتی ہے تو ہر ایک پاگل ہو سکتا ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے چلتے چلتے میری نبض ڈوب جائے گی۔

(چاند آتا ہے کیوپڈ جھکتا ہے)

چاند۔ میں یہ کہنے آیا ہوں تجھے کیا ہوگیا ہے ساری دنیا کا نظام خراب ہو رہا ہے لوگوں نے عشق و محبت چھوڑ کر خونریزی شروع کردی ہے۔ اگر تو کچھ دنوں تک یونہی رہا تو اگامین ساری دنیا کو تباہ کر دیگا محبت کا نام و نشان مٹا کر ہر طرف نفرت کی آگ بھڑکا دیگا۔

کیوپڈ۔ تو میں کیا کروں میں تو خود ہی بیتاب ہوں، تڑپ رہا ہوں۔ تم اس کرب اضطراب سے واقف ہی نہیں جس میں مجھے لذت زندگی مل رہی ہے۔

چاند۔ محبت کی دیوی نے اگسٹس اور ملکہ یونان کو جو محبت دی ہے وہ کم ہے تو اپنے تیر سے ملکہ یونان کو زخمی کر پھر اگامین کا ظلم و ستم ختم ہو جائیگا۔

کیوپڈ۔ منروا سے جا کر کہو میں کچھ نہیں کر سکتا ——

چاند۔ منروا نے اُسے بڑی لمبی زندگی دے رکھی ہے اور تم جانتے ہو وہ کوئی چیز دیکر واپس نہیں لیتا (غصّے میں) مگر کہیں میں سائکی کو تباہ نہ کردوں۔

کیوپڈ۔ تو کیا سائکی کو تباہ کریگا —— وینس کو دیکھو تباہ نہ کرسکی اب اشماش دیوی کی پوجا کر رہی ہے مگر میں اشماش دیو کو اپنے تیر کا نشانہ بناؤں گا۔

چاند۔ (قہقہہ لگا کر) اب یہ ہمت کہ ایک سائکی کے لئے تو دیولوک میں تیر چلائے گا۔

کیوپڈ۔ ہاں۔ جیوپیٹر کے دئے ہوئے ترکش کو میں دیولوک ہی میں خالی کروں گا۔

چاند پرواز کرتا ہے کیوپڈ فوراً اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر چاند کو نشانہ بنا کر مارتا ہے۔

جا اور صبح کی دیوی کے عشق میں روتا پھر ——
آہ —— یہ تو نے کیا کیا —— وہ دیوی کہاں ہے میں تڑپ رہا ہوں۔

۳۲

دیولوک میں ایک اضطراب پھیلا ہوا ہے تمام دیو جمع ہیں۔

آپالو۔ کیوپڈ کو ایسا نہیں چاہیے۔

اشماش۔ سُنا ہے وہ میرے اوپر بھی تیر چلانا چاہتا ہے —— بیچارے چاند کو دیکھو عشق میں مارا مارا پھر رہا ہے کئی کئی روز ہو جاتے ہیں وہ دنیا کو اپنی شکل بھی نہیں دکھاتا ——

آپالو۔ آؤ چلیں جیوپیٹر سے کہہ کر کیوپڈ کا ترکش چھنوالیں۔

سب جیوپیٹر کے پاس جاتے ہیں جیوپیٹر کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی ہے اور آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ سب کھڑے رہتے ہیں کسی کی ہمت مخاطب کرنے کی نہیں ہوتی۔

اپالو۔ (آہستہ سے) جیوپیٹر اس وقت غصہ میں ہے کہیں ایسا نہ ہو ہم اُس کے قہر و غضب سے جل جائیں۔

اشماش۔ ہاں یہ موقع نہیں ہے۔

سب واپس ہوتے ہیں

۳۴

کیوپڈ غصے میں ترکش لیے ٹہل رہا ہے

کیوپڈ۔ آج میں تمام دیوتاؤں کو وہی کرب و بےچینی دونگا۔ جو میرے دل میں ہے۔

(دوسری جگہ)

اپالو۔ صبح کیسے ہو میری ہمت نہیں پڑتی کہیں میرا بھی حال چاند جیسا نہ ہوجائے اور اُدھر جیوپیٹر ہے کہ قہر و غضب کی حالت میں۔

دیوتا۔ کیا کیا جائے سمجھ میں نہیں آتا۔

دوسرا دیوتا۔ صرف ایک ترکیب ——— کہکشاں کے تمام ستاروں سے کہا جائے وہ کیوپڈ کے سامنے ایک رقص پیش کریں اور جب وہ اس میں محو ہوجائے تو ہم اپنے اپنے کاموں کو نکل جائیں۔

(دوسری جگہ)

کیوپڈ اضطراب کی حالت میں ٹہل رہا ہے کہکشاں کی حسین عورتیں (ستارے) ناچنے کے لئے آتی ہیں اور جونہی وہ اپنے بازوؤں کو اُٹھا کر رقص کرنا چاہتی ہیں۔ کیوپڈ ترکش سے تیر نکال کر زخمی کرنے لگتا ہے۔

کیوپڈ۔ میں نے تمھیں چاند کے عشق میں زخمی کیا اب تم رہتی دنیا تک اُس کے ساتھ رہو۔

ہرکولس۔ یہ کیا کر رہے ہو کیوپڈ دیولوک کی ہزاروں دیویاں زخمی ہوچکیں تیر روکو۔

کیوپڈ۔ میں تمام دیوتاؤں کو عشق کے بھنور میں غرق کرکے زمین پر چلا جاؤنگا۔ جو زندگی سائکی کے پاس ہے جو اطمینان و سکون سائکی کی دنیا میں ہے وہ اس دیولوک میں نہیں۔

۳۵

سائکی۔ چاہتی ہوں انسانی کاریگری سے جدا ایوان تہذیب سے علٰحدہ اسباب نمود و نمائش سے دور فطرت کے اصلی رنگ و رُوپ میں عشق کا تماشہ دیکھوں ــــــــ

شمع۔ مگر تم نے یہ بھی سوچا ایک معمولی شاعر سے اس طرح ملنا ایک شہزادی کو کب زیب دیتا ہے۔

سائکی۔ کیا کروں مجبور ہوں شاعر کی مقناطیسی نگاہیں مجھے اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔

شمع۔ شاہ یونان تمھیں کبھی ایک شاعر سے ملنے نہ دیں گے۔

سائکی۔ تو میں اگا میمنن سے کہدونگی حُسن کچھ نہیں صرف محبت سے مل جانے کی تمنّا ہے ــــ مجھے شاعر سے جدا کرنا رُوح سے بدن کو جُدا کرنا ہے۔

۳۶

ھرکولس۔ غصہ ختم کرو آج کئی روز ہوگئے تمام دیوتا اپنے اپنے کاشانوں میں چھپے ہوئے ہیں۔

کیوپڈ۔ میں یہی سوچتا ہوں وہ لوگ نہیں نکلیں گے ــــ مجھے اُن کے کاشانوں میں گھسکر زخمی کرنا پڑے گا۔

ھرکولس۔ (سوچکر) تم نے شاید یہ نہیں سوچا آج چار روز ہوگئے سائکی تمھارے لئے کس قدر بیقرار ہوگی اور اپالو کے چھپ جانے سے رات کتنی لمبی اور بھیانک ہوگئی ہوگی ــــ بیچاری سائکی ــــ

کیوپڈ۔ سائکی ــــ سائکی۔

پرواز کرتا ہے تمام دیوتا اور چھپ جاتے ہیں جب وہ نکل جاتا ہے تب اپالو اپنے شبستان سے نکلتا ہے اور سونے کے رتھ پر سوار ہو کر فضا میں دور جا کر سورج بن جاتا ہے۔

۲۷

سائکی اپنے بالوں کے سیاہ اور دراز ریشم کو پیٹھ پر منتشر کئے ہوئے ساحل پر کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہے۔ یاسمینی شانہ پر آنچل ڈھلک چکا ہے آفتاب سمندر کے اندر سے تازہ تازہ نکل رہا ہے سائکی سرو زریں کی طرح کھڑی ہوئی ہے۔ جوہی کے پھولوں کی صرف ایک چادر اس بلورے شفاف جسم کو لپیٹے ہوئے ہے گورے گورے ہاتھ گداز شانوں تک ننگے ہیں۔

شمع۔ اُونھوں۔ پھولوں کے لباس میں تمھارا طوفان شباب چھپائے نہیں چھپ رہا ہے۔

سائکی کوئی جواب نہیں دیتی۔ پھولوں کا لباس سورج کی پہلی کرنوں سے ہلکے گلابی رنگ میں رنگا ہوا دکھائی پڑتا ہے۔ اُس کی نگاہیں سمندر سے اُبھرتے ہوئے سورج پر گڑی ہوئی ہیں۔

شمع۔ اُخوہ۔ نگاہوں کی یہ حریص جستجو پُرشوق کیفیت سمجھ میں نہیں آتا اس طرح ٹکٹکی باندھے ہوئے کیا دیکھ رہی ہو۔ نہ جانے کیوں فضا کے سارے سکوت اور خاموشی کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے دم بخود کھڑی ہو اور ساتھ ہی تمام کنیزیں پتھر کی مورتی بنی کھڑی ہیں۔

سائکی۔ خاموش۔

شمع۔ میں جانتی ہوں ایسی جلیل القدر شہزادی کے سکوت و خاموشی میں دخل دینا خلاف تہذیب ہے (مسکرا کر) اور یہ بھی معلوم ہے، حکم ہے جب تمھارا جسم کسی خاص وجہ سے حرکت نہ قبول کرے تو ہمیں بھی اپنی اپنی ہستیوں کو مجسمہ بنا لینا چاہئے —— مگر کیا کروں مجھے خاموش

رہنا نہیں آتا۔

سائکی۔ شمع ——— تیری زبان نہیں دکھتی۔

شمع۔ ظلم کے خلاف میری زبان نہیں رکتی۔

سائکی۔ ظلم

شمع۔ ہاں یہ ظلم ہی تو ہے ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ تجھے شاعر کی قسم آنکھوں کے اشارے سے ان کنیزوں میں جان ڈال دے۔ دیکھو صنوبر بربط کو لئے ہوئے سکوت کو ختم کرنے کی منتظر ہے۔

سائکی۔ نہیں ———

کچھ دیر خاموشی رہتی ہے شمع بیٹھ جاتی ہے اور کنیزوں کے ساتھ صنوبر تھک جاتی ہے۔ مگر جسم میں جنبش نہیں ہوتی۔ آخر کار تھک کر صنوبر کے ہاتھوں سے ساز چھوٹ کر زمین پر گرجاتا ہے تاروں کی جھنکار فضا میں گونج جاتی ہے۔ صنوبر کانپ جاتی ہے۔

سائکی۔ یہ گستاخ کون ہے بلا اجازت یہ آہنگ و ارتعاش کیسا۔

صنوبر۔ رحم۔

شمع۔ جانے بھی دو ساز کے تاروں کا ارتعاش فضا میں نہیں بیچاری کے جسم پر طاری ہوگیا ہے۔

سائکی کے ہونٹوں پر خفیف مسکراہٹ آتی ہے اور صنوبر جھک کر ساز اٹھانے لگتی ہے۔

سائکی۔ نہیں۔ یونہی پڑا رہنے دو۔ جب ساز سے نغمہ جدا ہوجائے جب گیت تاروں سے روٹھ جائے تو ساز کا ٹوٹ جانا تاروں کا ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا ہی اچھا ہے۔

کنیزیں پھولوں کا اور کلیوں کا ایک انبار سائکی کے قدموں پر ڈال کر ادب سے خاموش کھڑی ہوجاتی ہیں۔

سانگی۔ کس نے اس نازک مخلوق کو صدمہ پہونچایا۔ کیا تمھیں معلوم نہیں ان کی نکہت کی خنکی
مجھے مسرور نہیں کر سکتی ——
شمع۔ ہاں بیچاری سانگی کا بدن اب سرد ہے خون رگوں میں جم گیا ہے کیا صحن گلشن میں
آتشیں پھول نہیں کوئی ایسا درخت نہیں جو کلیوں کے بجائے انگارے پیدا کرے۔
سانگی۔ شمع
شمع۔ ہاں سانگی مجھے معلوم ہے انگاروں کو سینے سے لگا کر دل کی تپش میں کمی —— اور ہونٹوں
سے چھو کر سانس کی حرارت محسوس ہوتی ہے —— ارے تمھاری پلکوں میں تو آنسو آگئے
—— تمھیں شاعر نے بتا ہی دیا' بھونرا کلی کا منہ کیوں چومتا ہے۔
سانگی۔ شاعر —— وہ کئی روز سے نہیں آیا اس نے کہا تھا —— وہ سمندر کے بیچ میں ایک
چھوٹے سے ٹاپو میں رہتا ہے۔
شمع۔ اچھا تو اسکا انتظار ہو رہا ہے۔
سانگی۔ ہاں — جی چاہتا ہے تنہا سمندر کی لہروں کی آغوش میں اپنی کشتی سونپ دوں اور
کوشش کروں اس ساحل پر پہونچنے کی جہاں میرا شاعر رہتا ہے۔
شمع۔ کافی دیر ہوگئی ہے اب چلو آفتاب کی بیتاب شعاعیں جسم کا لوچ اور بدن کا گداز پن
چوم کر سرخ ہوگئی ہیں۔
سانگی۔ نہیں —— جی چاہتا ہے یہاں کسی کے انتظار میں کھڑی رہوں دیکھو اس وقت میرے
دل میں ہیجان ہے تو سمندر کی موجوں میں ایک سکون ہے۔ کوئی ہلکی سی آواز علامت
حیات کا پتہ دینے والی کانوں میں نہیں آرہی ہے۔
شمع۔ سمندر رات بھر ننھے ننھے ستاروں سے تمھارا افسانۂ حسن سنتے سنتے سو گیا ——

(ایک کنیز بھاگتی ہوئی آتی ہے)

کنیز۔ شاعر آگیا۔

سائکی۔ (خوشی میں) **شاعر آگیا** (کہتی ہوئی بھاگتی ہے) **شاعر آگیا ۔۔۔۔ شاعر آگیا۔**

بھاگتی ہوئی دُور سورج کی کرنوں میں کھو جاتی ہے آواز بازگشت گونجتی رہتی ہے۔

شاعر آگیا ۔۔۔۔۔ شاعر آگیا

۳۸

رات کے وقت ہر طرف خاموشی ہے اگامین اپنے خیمے میں سو رہا ہے پاس ہی ملکہ بھی سو رہی ہے۔ ملکہ اُٹھتی ہے، دیکھتی ہے اگامین بے خبر سو رہا ہے ۔۔۔ دبے پاؤں باہر آتی ہے پہرے داروں سے بچکر آخری خیمے میں آتی ہے۔

اگسٹس۔ کون۔

ملکہ۔ (اگسٹس کے منہ پر ہاتھ رکھکر) تم ابھی تک سوئے نہیں۔

اگسٹس۔ تم نے دیکھا اُس نے میری کتنی بے عزتی کی ۔۔۔ میرے نائب کو سپہ سالار بنا دیا۔

ملکہ۔ گھبراؤ نہیں پیارے سب ٹھیک ہو جائے گا۔

اگسٹس۔ تم کچھ نہیں کر سکتیں تمھیں صرف بڑھ کر باتیں بنانا آتی ہیں۔

ملکہ۔ تم بڑی عجلت کرتے ہو اس طرح کچھ نہیں بنے گا اور سارا راز کھُل جائیگا۔ پھر ہم دونوں کا کیا ہو گا۔

اگسٹس۔ پھر میں کیا کروں۔

ملکہ۔ گھبراؤ نہیں کچھ نہ کچھ سوچیں گے۔

اگسٹس۔ مگر تم اس وقت کیسے چلی آئیں اگر وہ جاگ گیا۔

ملکہ۔ صبح تک وہ جاگنے سے رہا ــــ میں اُسے نیند کی دوا پلا کر آئی ہوں۔

اگسٹس۔ نیند کی دوا ــــ تمھیں کوئی ایسی دوا پلا دینا تھا کہ زندگی بھر نہ جاگتا۔

ملکہ۔ اگسٹس پیارے۔

ملکہ کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو جاتی ہے اور وہ خیمے میں جلتی ہوئی شمع کو بجھا دیتی ہے

۲۹

شکار کو جانے کے لئے اگامین خیمے سے باہر نکلتا ہے اور رتھ پر بیٹھتا ہے محافظ فوجی دستہ

کتے بکریاں اور دوسری ضروریات ساتھ ہیں۔

اگامین۔ سلمائیسنز ملکہ کو جلدی بلاؤ نہ جانے کیا کرنے لگیں۔

سلمائیسنز اندر جاتا ہے اور جوں ہی وہ اندر پہونچتا ہے ملکہ کو لباس تبدیل کرتے ہوئے دیکھ لیتا

ہے۔ فوراً بجلی کی تیزی سے پیچھے ہٹتا ہے اور پردے کی آڑ سے کہتا ہے۔

سلمائیسنز۔ سرکار عالی حضور کا انتظار فرما رہے ہیں۔

ملکہ کچھ سوچتی ہے فوراً اُس کے چہرے پر مسکراہٹ آجاتی ہے۔

ملکہ۔ نکل جاؤ یہاں سے تمھاری یہ مجال۔

سلمائیسنز۔ (کانپتی ہوئی آواز میں) سرکار م۔ م۔ میں

ملکہ۔ خاموش۔

سلمائیسنر باہر جاتا ہے اور تیزی سے ملکہ بھی باہر جاتی ہے۔

اگامین۔ چلو تم نے بہت دیر کردی۔

ملکہ۔ میں نہیں جاؤنگی — کیا میری یہی عزت ہے۔

اگامین۔ کیا ہوا۔

ملکہ۔ ہوا کیا سلمائیسنر ———

اگامین۔ کیا کیا سلمائیسنر نے ———

ملکہ۔ میں لباس تبدیل کررہی تھی اور یہ بدمعاش پردے کے اندر چلا آیا۔

اگامین۔ سلمائیسنر۔

سلمائیسنر۔ (کانپتی ہوئی آواز میں) حضور

اگامین۔ تمھاری یہ مجال۔

سلمائیسنر۔ سرکار سنئے تو

اگامین۔ خاموش (سپاہی کی طرف دیکھ کر) اسے اتنے ہنٹر لگاؤ کہ یہ مرجائے۔

اگامین رتھ پر بیٹھ جاتا ہے اور سلمائیسنر کو باندھ کر ہنٹر لگایا جاتا ہے یہانتک کہ دہ رہ جاتا ہے

سپاہی۔ مرگیا۔

اگامین۔ بہت جلدی مرگیا ایک ہزار ہنٹر اور لگاؤ اور اسکے سارے خاندان کو شیر کے پنجرے میں ڈالدو۔

ملکہ۔ بہت بیہودہ تھا — یہ سب باتیں اگسٹس میں نہ تھیں۔

اگامین۔ اگسٹس اپنا عہدہ سنبھالو۔

اگسٹس ملکہ کو دیکھ کر مسکراتا ہے اگامین جھٹکے سے رتھ چلاتا ہے رتھ کے پیچھے محافظ دستہ اور سلمائیسنر کی لاش کو کوڑے لگتے ہیں۔

۴۰

جنگل میں اگامینن شیر اور چیتے کا شکار کرتا ہے

رات کے وقت آگ جلا کر بھون بھون کر پورا بکرا کھا رہا ہے۔

اگامینن۔ ملکہ تم بھی کھاؤ بہت لذیذ ہے۔

ملکہ۔ بس میں کھا چکی۔

اگامینن کھاتا رہتا ہے

۴۱

چاندنی رات ہے ہر طرف سناٹا پھیلا ہوا ہے۔ کہیں کہیں کسی جانور کے گرجنے کی آواز آجاتی ہے۔ چاروں طرف خطرناک قسم کا جنگل پھیلا ہوا ہے درختوں پر مچان بندھے ہوئے ہیں۔ جن پر پہرہ دار سپاہی بیٹھے اونگھ رہے ہیں اگامینن اور ملکہ اپنے اپنے مچانوں پر سو رہے ہیں۔ اگسٹس جاگ رہا ہے اٹھ کر دیکھتا ہے۔ ایک بڑا سا شیر اگامینن کے مچان کے نیچے آجاتا ہے۔ اگسٹس شیر کو دیکھتا ہے اور پھر اندازہ لگاتا ہے کہ اگامینن سو رہا ہے ـــــ اگسٹس خوفناک ارادے سے ایک ڈالی سے دوسری ڈالی پر ہوتا ہوا اگامینن کے مچان کے پاس آتا ہے اور بہت تیزی سے رسی کاٹ دیتا ہے۔ دوسرے لمحہ اگامینن شیر کے اوپر گرتا ہے اور فوراً ہی ہوشیار ہو جاتا ہے۔ شیر اس کے اوپر حملہ کرتا ہے مگر اگامینن بجلی کی تیزی سے خنجر نکال کر شیر کے منہ پر مارتا ہے جس سے شیر زخمی ہو جاتا ہے۔ سپاہی جاگ

اُٹھتے ہیں اور شیر کو مار ڈالتے ہیں۔ اگامینن کافی زخمی ہو جاتا ہے۔

اگسٹس جلدی سے اپنے مچان پر پہنچ جاتا ہے اور وہاں سے کودتا ہے۔

اگسٹس۔ یہ سب کیا ہوا سرکار۔

اگامینن۔ معلوم نہیں یہ رسّی کیسے ٹوٹ گئی میں نیچے گر گیا۔

اگسٹس جلدی سے رسّی کا کونا اُٹھا کر دری میں مل دیتا ہے اگا گسٹس کو دیکھتی ہے جس کے چہرے پر پسینہ ہے۔

اگامینن میں سزا دوں گا۔

اگسٹس کے چہرے سے سارے پسینے کے قطرے ڈھل جاتے ہیں۔

اگامینن۔ اگسٹس۔

اگسٹس۔ (ڈر جاتا ہے) حو۔ حو۔ حضور۔

اگامینن۔ جو سپاہی پہرے پر تھے اُن کی آنکھیں اس قابل نہیں کہ وہ جاگ سکیں سب پھوڑ دی جائیں اور وہ مزدور جنھوں نے مچان باندھے تھے۔ اُن سب کے دونوں ہاتھ کاٹ کر رتھ میں باندھ دیے جائیں۔

اگسٹس۔ اچھا حضور۔

اگامینن۔ اسی وقت۔

پہرہ دار سپاہیوں کی گرم لوہے سے آنکھیں نکالی جاتی ہیں اور مزدوروں کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں۔

ملکہ۔ زیادہ گہرا زخم تو نہیں۔

اگامینن۔ نہیں۔۔۔۔ شیر میرا کر ہی کیا سکتا تھا وہ تو فیڈ یہ تھا ورنہ اگسٹس کو معلوم ہے میں نے ایک بار ایک شیر کا گلا دبا کر دم گھٹا کر مارا ہے۔

اگسٹس۔ ہاں ملکہ عالیہ۔

ملکہ۔ تمھارے بازوؤں میں کتنی قوّت ہے۔

اگامینن۔ تم نے میری قوّت دیکھی کہاں یاد دلاتا ہیں تمھارے سامنے شیر کا گلا دبا کر دم گھٹا کر مار دونگا۔

ملکہ۔ اگسٹس کل صبح ہم شکار سے واپس چلیں گے۔

اگامینن۔ ہاں صبح جنگل میں آگ لگا دینا تاکہ تمام جانوروں کو معلوم ہو جائے دنیا کی سب سے بڑی قوت اگامینن یہاں سے گزرا ہے۔

۴۲

اگامینن شکار سے واپس ہو رہا ہے اور اس کے سپاہی تمام جنگل اور کھیتوں کو آگ لگائے جا رہے ہیں۔ اور اُس کے رتھ کے پیچھے مزدور رسیوں میں بندھے ہوئے گھسٹ رہے ہیں۔

آگ ______ آگ ______ آگ

دیوتاؤں میں پہلے ہی سے پیار و محبت نہ تھا اور جب دُنیا میں کام دیو کی
لاپرواہی سے غارت گری بے رحمی اور درندگی پھیل گئی تو
——— خداوند جیوپیٹر نے ———

۱۲۳

اپالو کی موسیقی ——— لوگ پوجا کر رہے ہیں

پجاری۔ وہ روح بھیجدے جو ہمیں انسان کی غلامی سے نجات دلائے ——— ہم دیکھ رہے ہیں منروا۔ آمشتری کی پرستش کمزور ہو رہی ہے اب وہ روحوں کو رعایت سے سیراب نہیں کر سکتے۔

جیوپیٹر کی موسیقی

پجاری۔ ایک بلند فکر نے غور و تحمل کے بعد سمجھ لیا اب اپالو کی الوہیت جذبات سے دور اور وینس کا ابدی جمال بڑھاپے سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ اے دیوتاؤں کے دیوتا اپنے لطف و کرم کی بنا پر آمشتری سے عطائے قوت منروا سے حکمت اور اپالو سے عشرت چھین کر کسی دوسری روح کو بخش دے جو ہمیں نجات دلائے

جیوپیٹر کی موسیقی

پجاری۔ اے دیوتاؤں کے دیوتا اے جلیل القدر ہم ایک بزرگ روح کے منتظر ہیں جو ہمیں زندگی اور محبت دے۔

اشماش دیو کی مورتی

پجاری۔ اے دیوتا ہمارے بے روح شب و روز کو حیات تازہ دے ہماری آنکھوں کو جو تلخ اور تیز آنسوؤں سے زخمی ہو گئی ہیں۔ روشنی عطا فرما اور ہماری امیدوں کو اپنے دائیں ہاتھ سے کام لیکر مایوسی کے بھنور سے نکال دے۔

---

(۴۴)

آپالو۔ ساری دنیا پریشان ہے لوگ ہماری پرستش چھوڑ رہے ہیں۔ وہ ہم سے دعا مانگ رہے ہیں کہ ہم اگامینن کو برباد کردیں اور ہم برباد نہیں کر پاتے۔

اشماش۔ ہاں۔ اگر یہی رہا تو لوگ ہماری پرستش چھوڑ دیں گے —— چلو اس وقت جیوپٹیر کے پاس چلتے ہیں کہ وہ ہمیں قوت دے یا کیوپڈ کو ملکہ یونان پر تیر چلانے کا حکم دے۔

سب جیوپٹیر کے پاس پہونچتے ہیں۔ جیوپٹیر انھیں سوراخ سے جھانکنے کا اشارا کرتا ہے اور وہ سوراخ سے دنیا میں جھانکتے ہیں۔

۴۵

بہت سے لوگ اپنا مختصر سامان لیکر بھاگ رہے ہیں۔

ایک بڈّھا۔ جلدی ـــــ وہ آتا ہی ہوگا ـــــ جوان لڑکیوں کی عزّت و آبرو اُس شیطان کے ہاتھ سے نہیں بچ سکتی۔

دوسرا بڈّھا۔ اُس نے آس پاس کے تمام شہروں کو تباہ و برباد کر کے لوگوں کو زندہ جلا دیا۔ اور اُس کے سپاہیوں نے عورتوں کی بے حرمتی کی۔

پہلا بڈّھا۔ شیطان ہے شیطان۔

لڑکیاں جلدی جلدی سامان لپیٹ رہی ہیں۔ شور و غل سنائی دیتا ہے اور نعرے لگتے ہیں۔

نعرے۔ رئیس مائی۔سی۔ناس۔ زندہ باد ـــــ رئیس یونان زندہ باد۔ بادشاہوں کا بادشاہ اگامینن زندہ باد۔

پہلا بڈھا۔ لُو وہ شیطان آگیا۔

دوسرا بڈھا۔ اب کیا کیا جائے۔

کھڑکی سے جھانکتا ہے سپاہی آگ لگاتے ہوئے نعروں کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔

نعرے۔ رئیس اگامینن زندہ باد۔

---

(۴۶)

اگامینن۔ سپارٹا کے اس حصے کو جلا دیا جائے ....

اگسٹس۔ حضور یہاں سپارٹا والوں کی حکومت نہیں یہ ایک مدت سے خود مختار چھوٹی سی ریاست ہے۔

اگامینن۔ جلا دیا جائے۔

---

(۴۷)

آدمی۔ اب کیا کیا جائے۔

بڈّھا۔ کیا کیا جا سکتا ہے میں تو سمجھتا ہوں لڑکیوں کو مار ڈالا جائے۔ اس سے اچھا ہے کہ وہ شیطانوں کے ہاتھ لگیں اور اُنکی آبرو لوٹی جائے۔

شور بہت قریب سنائی دینے لگتا ہے

بڈّھا۔ اے دیوتاؤں کے دیوتا کب تک اسے کارگاہِ وجود کب تک وہ شیطان یونان کی زمین کو مظلوموں کے خون سے رنگین کرتا رہیگا اور کب تک تو بے پرواہی سے نظر انداز کرے گا۔

آدمی۔ دیوتا کیا وہ چراغ جسے حسن و محبت کی دیوی عشتروت نے تیل سے بھرا تھا اور زندگی کے دیوتا آپالو نے روشن کیا تھا اس آندھی میں بجھ جائے گا۔

نعرے۔ اگامینن زندہ باد۔

بڈھا۔ (لڑکیوں سے) میں نے تمھیں پال پوس کر جوان کیا۔ اور آج میں تمھیں اپنے ہاتھوں سے مار رہا ہوں ——— ان ہاتھوں سے زندگی کو پروان چڑھایا اور اب یہ ہاتھ (آنسو آجاتے ہیں اور آواز بھرّا جاتی ہے)

بڈھا تلوار سے اپنی تینوں لڑکیوں کو قتل کر دیتا ہے اور نعرے گونجتے رہتے ہیں۔

نعرے۔ اگامین زندہ باد

۴۸

ساری فضا آہ وزاری سے دردناک ہو جاتی ہے ہر طرف آگ دکھائی دیتی ہے اور اگامین کے سپاہی اندر گھس آتے ہیں۔

سپاہی۔ (ادھر اُدھر دیکھ کر) تمھارے یہاں لڑکیاں نہیں۔

بڈھا۔ نہیں کئی لڑکیاں ہیں۔

سپاہی۔ کہاں۔ جلدی بولو۔

دوسرا سپاہی۔ جلدی بولو لڑکیاں کہاں ہیں۔

بڈھا۔ وہاں (اشارہ کرتا ہے)

سپاہی کمرے میں گھستے ہیں جہاں تین جوان لڑکیوں کی لاشیں پڑی ہیں۔

ایک سپاہی (ایک لڑکی کو چھو کر) ارے یہ تو مر گئی۔

دوسرا سپاہی۔ یہ بھی۔

تیسرا سپاہی۔ اور یہ بھی۔

سپاہی تیزی سے باہر نکلتے ہیں۔

سپاہی۔ تم نے مار ڈالا۔

بڈھا۔ ہاں۔

سپاہی۔ تم نے مار ڈالا ـــــ

ٹھیک اسی وقت اگامینن داخل ہوتا ہے

سپاہی۔ حضور اس بڈھے نے اپنی تین خوبصورت جوان لڑکیوں کو مار ڈالا تاکہ وہ ہمارے ہاتھ نہ لگیں۔

اگامینن۔ مار ڈالا ـــــ خوبصورت لڑکیوں کو مار ڈالا۔

سپاہی ـــ ہاں حضور۔

اگامینن۔ جرم ـــ اتنا بڑا جرم ـــــ اس بڈھے کو آدھے دھڑ تک زمین میں گاڑ دیا جائے اور (بڈھے کے پاس جاکر) شکاری کتے چھوڑ دیے جائیں ہا۔ ہا۔ ہا آج اگامینن نے اپنے کتوں کو انسانی گوشت کی دعوت دی ہے اگسٹس اس بڈھے کے ساتھ پچاس بڈھوں کو اور گاڑ دیا جائے (آہستہ سے) تاکہ ہمارے کتوں کا پیٹ بھر جائے۔ ہاہاہا۔

(آواز آتی ہے)

آواز۔ کہاں ہے وہ کہاں ہے وہ۔

ایک عورت چادر میں لپیٹے ہوئے لاش کو ہاتھ میں لئے داخل ہوتی ہے۔

عورت۔ کہاں ہے وہ کہاں ہے ـــــ اگامینن کہاں ہے۔

اگامینن ـــ میں یہاں ہوں ـــــ کیا چاہتی ہو۔

عورت۔ بدلہ۔

اگامینن۔ کس سے۔

عورت۔ تم سے۔

اگامینن۔ (قہقہہ لگاکر) مجھ سے یہ ہمت ——

عورت۔ (جذبات میں) تمھارے اشارے سے میری لڑکی کی بے عزتی ہوئی —— ہاں ہاں تمھارے حکم سے سپاہیوں نے میری لڑکی کی بے حرمتی کی اور مار ڈالا —— دیکھو میری لڑکی مر گئی۔

لاش کو اُسکے قدموں کے پاس پھینک دیتی ہے جو قریب قریب عریاں ہے۔ اگامینن مری ہوئی خوبصورت لڑکی کو غور سے دیکھتا ہے۔

اگامینن۔ مر گئی —— اتنی خوبصورت لڑکی مر گئی (بیٹھ کر مری ہوئی لڑکی کے جسم کو چھوتا ہے) مر گئی۔ مجھے افسوس ہے اگر میں پہلے دیکھ لیتا تو یہ نہ مرتی۔ اور میں تمھارے وطن کو آزاد کر کے اسے اپنی ملکہ بناتا —— کتنی حسین ہے —— بالکل آسمانی —— بالکل دیوی —— جیسے —— جیسے —— جیسے سائکی ——

عورت۔ سائکی —— سائکی —— کیسی ہے میری بیٹی —— کیسی ہے۔ تم اس قابل نہیں کہ وہ تمھارے ساتھ رہے۔

اگسٹس۔ سرکار یہ عورت پاگل ہے۔

عورت۔ نہیں —— میں پاگل نہیں۔ پاگل تم ہو جو انسانوں کی گردنوں پر موت اور غلامی کا جوا رکھتے ہو —— میں پاگل نہیں تم پاگل ہو —— سمجھ میں نہیں آتا وہ انسان جو دنیا کو محبت کا سبق سکھاتا ہے تمھیں کیوں نہیں سکھاتا۔

اگامینن۔ کون۔

عورت۔ وہی جو ایک کڑی ہے —— جو اس دنیا کو آنے والی دنیا سے ملاتی ہے۔ ایک شیریں چشمہ جس سے پیاسی روحیں پانی پیتی ہیں۔

اگامینن۔ کیا بکواس ہے۔

عورت۔ تمھیں نے تو پوچھا وہ کون ہے —— وہ تمھارے ساتھ ہے اور تم اُسے نہیں پہچانتے
محبت کی شاخوں پر پھدکنے والی بلبل خوش نوا —— جس کے نغمے جسم کے خلاؤں کو زندگی
سے پُر کر دیتے ہیں —— ایک پھیلی ہوئی روشنی جسے تاریکی چھپا سکتی ہے اور نہ غالب
آسکتی ہے —— وہی جو ایک مدّت سے موت کے سائے میں بیٹھ کر رات کی خاموشی
میں ایک روح کا انتظار کر رہا ہے ——

اگسانٹس۔ کون۔

عورت۔ تمھارا درباری شاعر Sophocles

اگامینن۔ Sophocles —— تم کون ہو

عورت۔ میں کون ہوں شاید میں کبھی نہ بتاتی مگر اب میں بتاؤں گی —— تم نے میری بیٹی
اگلارس کی جان لی ہے اور اب تم مجھے سائکی کو واپس کر دو —— اور اپنی جان مجھے
دیدو تمھارے خون کو دیکھ کر میرے دل کو ٹھنڈک ہوگی۔

اگامینن۔ جلدی بتاؤ تم کون ہو۔

عورت۔ میں تمھارے درباری شاعر کی بیوی سائکی اور اگلارس کی ماں ہوں (انگوٹھی اُتار کر)
اور یہ ہے وہ شاہی انگوٹھی جو میری شادی کے موقع پر جاسن اعظم نے دی تھی۔

اگامینن۔ (انگوٹھی لیکر) ہاں یہ انگوٹھی تو شاہی انگوٹھی ہے۔

عورت۔ آج سے اُنیس ۱۹ برس پہلے جب میں مائی۔سی۔ناس میں شاعر کے ساتھ رہتی تھی'
ایک دن ——

میریا ایک چھوٹی سی بچی کو لئے کھلا رہی ہے۔ شاعر داخل ہوتا ہے۔

شاعر۔ میریا ــــ میریا

میریا۔ کیا ہوا۔

شاعر۔ میریا کیا کر رہی ہو۔

میریا۔ دیکھو کتنی خوبصورت بچی ہے۔

شاعر۔ بگلی دو روز کی بچی کا نقشہ ہی کیا (خاموش بیٹھ جاتا ہے)

میریا۔ آج آپ اتنے پریشان کیوں۔

شاعر۔ ہاں میریا میں بہت پریشان ہوں حضور جاسن کے یہاں مردہ بچی پیدا ہوئی ہے۔

میریا۔ مردہ بچّی ــــ دیوتاؤں کی قسم یہ تو بہت افسوس کی بات ہے۔

شاعر۔ حضور ملکہ بیہوش ہیں ــــ جب ہوش آیگا اور معلوم ہوگا کہ مردہ بچی پیدا ہوئی ہے تو ملکہ کے صدمے کی کوئی انتہا نہ رہیگی ــــ اور میریا تم جانتی ہو ملکہ ان دنوں بیمار ہیں۔

میریا۔ ہاں۔

شاعر۔ حضور جاسن بہت پریشان ہیں ــــ میں نے نمک کھایا ہے اور مجھے اپنی زندگی دیکر ملکہ کی جان بچانی پڑے تو یقیناً میں خوش قسمت ہوں۔

میریا۔ دیوتا رحم کریں ہم کیا کر سکتے ہیں۔

شاعر۔ میں نے حضور جاسن کو اپنی بچّی دیدی ہے اور یہ ہمیشہ راز ہی رہیگا اور آخری سانس تک ملکہ کو نہ معلوم ہوگا۔

میریا۔ (چیخ کر) Sophocles

شاعر۔ پیاری میریا مجھے معلوم ہے تمھیں بہت صدمہ ہوگا۔ یہ بچی ملکہ کی زندگی سے زیادہ قیمت نہیں رکھتی پھر وہ ہر طرح سے عیش و آرام میں بھی رہیگی۔

میریا۔ (رو کر) کیا کہہ رہے ہو ——— نہیں نہیں میں ایسا نہیں کرسکتی ——— ہاں ہاں میں ایسا نہیں کرسکتی۔

شاعر۔ اچھا میریا مجھے افسوس ہے میں اپنے خون کو کسی کی رگ میں ڈالکر زندہ نہ رکھ سکا۔

(جانے لگتا ہے)

میریا۔ اچھا اگر تم یہی چاہتے ہو تو میں صرف اگلارس ہی کے سہارے زندہ رہونگی۔

(شاعر خوشی میں میریا کو لپٹا لیتا ہے)

شاعر۔ تم کتنی اچھی ہو میریا ——— کتنی اچھی

میریا۔ ہاں بہت اچھی ہوں ——— بہت

(شاعر جاتا ہے)

۵۰

عورت۔ اور پھر شاعر کے جانے کے بعد اگلارس کو لیکر میں وہاں سے چلی آئی اور اُس دن سے آجتک نہ میں نے سائکی کو دیکھا اور نہ شاعر کو صرف مجھے یہ معلوم ہے وہ اب بھی تمھارے یہاں درباری شاعر ہے اور میری بیٹی سائکی کے نام سے محلوں میں زندگی گزار رہی ہے مگر تم اس قابل نہیں ——— وہ تمھارے ساتھ رہے ——— تمھیں یہ نہیں معلوم کہ

انسان کی روح دیوتا اور جسم ——— ایک عبادت کدہ ہے۔ جسے تم ڈھا رہے ہو۔ دیکھو
انسانیت ویرانوں میں کھڑی اپنے رخساروں پر گرم گرم آنسو بہا رہی ہے
رو رہی ہے ——— تم جو انسانوں پر گناہوں کا راگ الاپ رہے ہو ——— اُس کے
آنسوؤں سے بے خبر تلواروں کو چمکانے میں مصروف ہو۔

اگامینن۔ تو کیا سائکی میری بہن نہیں۔

عورت۔ نہیں۔

اگامینن۔ سائکی میری بہن نہیں (خوش ہوکر) اگستس آج میں بہت خوش ——— سائکی میری
بہن نہیں وہ حسین اور خوبصورت لڑکی میری بہن نہیں اور اب میں اُس کے گرم جسم
سے حرارت کسب کرونگا ——— (عورت سے) میں تم سے بہت خوش ہوں تم نے مجھے
زندگی دی ہے میں تمھیں یہاں کی خود مختار ملکہ بنا دونگا اور تمھارے وطن کی حفاظت
میرا فرض ہوگا۔

عورت۔ نہیں نہیں۔ تم اس قابل نہیں ——— تمھاری زندگی کتنی بے رحم ہے۔ جیسے گناہوں
سے بھرا ہوا مجرم کا دل ——— تم نے اگلارس کو مار ڈالا اب میری سائکی کو مجھے واپس
کردو میں تم سے بدلہ نہ لونگی ——— مگر دیوتا تم سے بدلہ لیں گے ———

اگامینن۔ میں تم سے خوش ہوں۔ تم نے مجھے ایک بہت بڑا راز بتایا ہے۔ تم سائکی کی ماں
ہو ——— ماں ——— ماں ——— (گودی میں اٹھاکر خنجر بھونک دیتا ہے) ——— ماں ———

اگامینن۔ اگستس ہم اس وقت مائی۔ سی۔ ناس کی طرف کوچ کریں گے سائکی ———
سائکی ——— سائکی۔

باہر نکلتا ہے جہاں لوگوں کو گاڈر کتوں سے نچوایا جا رہا ہے۔

نعرے۔ رئیس اگامینن زندہ باد ـــــ بادشاہوں کا بادشاہ اگامینن زندہ باد

اگامینن۔ بولو ـــــ دیوتاؤں کا دیوتا اگامینن زندہ باد

۵۱

جیوپیٹر مسکرا رہا ہے ـــــ آپالو ـــــ آختری ـــــ منروا

سب جھانک رہے ہیں۔

اپالو۔ مگر اس سے کیا ہوگا۔ ـــــ

اشماش۔ ہاں اس سے کیا ہوگا ـــــ وہ تو دیوتا بن گیا ـــــ

(جیوپیٹر غائب ہو جاتا ہے)

۵۲

سائکی اور شاعر خوابگاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں

کیوپڈ۔ سائکی تم کتنی اچھی ہو ـــــ کتنی اچھی۔

اور تم ـــــ بغیر تمہارے قرار نہیں آتا۔

جونہی دونوں کے لب ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں آواز آتی ہے۔

آواز۔ اگامینن زندہ باد ـــــــ مائی سی۔ ناس زندہ باد۔

سائکی گھبرا کر جلدی سے الگ ہو جاتی ہے

سائکی۔ شاعر تم جلدی سے اس دروازے سے چلے جاؤ اگر اُس نے تم کو دیکھ لیا تو بس ایک آفت آجائیگی۔

کیوپڈ۔ گھبراؤ نہیں۔

کیوپڈ سامنے کے دروازے سے جانے لگتا ہے

سائکی۔ ارے اس طرف سے نہیں اس طرف سے

آواز۔ سائکی ـــــــ پیاری سائکی ـــــــ تم کہاں ہو ـــــــ

سائکی۔ یہاں (جلدی سے) جلدی سے جاؤ ـــــــ اس طرف سے نہیں۔

کیوپڈ دروازے تک جاتا ہے اور چہرے پر نقاب ڈال لیتا ہے اور کوئی نہیں دیکھ پاتا۔

سائکی۔ اُف اب کیا ہوگا۔

(اگامینن داخل ہوتا ہے)

اگامینن۔ سائکی ـــــــ پیاری سائکی۔

سائکی۔ بھیا ـــــــ تم آگئے (جلدی سے دوڑ کر لپٹ جاتی ہے) اب تم کہیں نہ جانا کیوں بیکار اڑتے رہتے ہو ـــــــ کیا کتنے ہونگے لوگ۔

اگامینن۔ تیر ـــــــ اگر تم کہتی ہو تو اب نہیں جاؤنگا۔

سائکی۔ پیارے بھیا تم کتنے اچھے ہو۔

اگامینن۔ بھیا نہیں پیارے کہو ـــــــ صرف پیارے ـــــــ

سائکی۔ پیارے ـــــــ

اگامینن۔ اُف سائکی تو بلا کی حسین ہے۔

سائکی کا لباس حسین اور قیمتی ہے۔ سنوارے ہوئے بال سیکڑوں حلقوں کی صورت میں شانہ پر بکھرے ہوئے ہیں۔ جن کے اندر بڑے بڑے الماس چمک رہے ہیں۔ حسین اور قاتل شرابی آنکھیں عجیب انداز سے اگامینن کو تکنے لگی ہیں ــــ سرمہ آلود نگاہیں ــــ سینے پر جگمگاتا ہوا جواہرات کا زیور ــــ سینے کا اُتار چڑھاؤ قیامت خیز طوفان ــــ جذبات سے تملایا ہوا شباب ــــ گورے گورے برہنہ بازو ــــ طوفان حسن کے سامنے اگامینن کے قدم ڈگمگا رہے ہیں۔ سائکی انتہائی ضبط سے کام لیکر منتشر حواس کو یک جا کرکے شرمیلی نگاہیں نیچی کرتی ہے ــــ

سائکی۔ بھیّا ــــ (شرم وحیا کی لالی چہرے پر دوڑ جاتی ہے)

اگامینن ــ سائکی میں تم سے محبت کرتا ہوں ایسی محبت جو اب عقل و احتیاط عصمت و عفت کے اقتدار سے باہر ہے۔ آؤ اپنی پاکبازی کو خیر باد کہہ کر میرے سینے سے لگ جاؤ۔

سائکی۔ بھیّا ــــ (رحم طلب گریہ آلود آواز میں) بھیّا میں کیا کروں۔

اگامینن۔ وہی ــــ جو حسن و جوانی کا تقاضہ ہے ــــ محل کا یہ حصہ تنہا اور سنسان ہے یہاں کی معصوم خلوت میں کوئی دخل نہیں دے سکتا ــــ (آگے بڑھ کر) یہ شمعیں بھی گل کردونگا ــــ سوائے اس شمع کے جو ہماری محبت کی تماشائی ہوسکتی ہے (سائکی پیچھے کھسکتی ہے) آؤ ــــ میری آغوش ــــ میری کانپتی ہوئی پرشوق آغوش میں آجاؤ ــــ اس دوری سے باز آؤ ــــ جس نے تمھیں اتنی مدت تک لذت شب سے دور رکھا ہے۔

سائکی۔ بھیّا کیسی باتیں کر رہے ہو۔

اگامینن۔ سائکی ۔ ہمارے تمھارے درمیان خون کا کوئی تعلق نہیں۔

سائکی۔ جھوٹ ـــــ جھوٹ معلوم نہ تھا تم اتنا گر سکتے ہو۔

اگامینن۔ ہاں سائکی ہمارے تمھارے درمیان خون کا کوئی رشتہ نہیں۔

آگے بڑھتا ہے

سائکی۔ بھابی ـــــ بھابی۔

اگامینن۔ سنو آج سے اُنیس سال پہلے۔

سائکی۔ نہیں نہیں میں کچھ نہیں سنونگی ـــــ بھابی ـــــ بھابی ـــــ بھابی۔

۵۳

ملکہ اگسٹس کی آغوش میں ہے

اگسٹس۔ یہ اچھا ہی ہوا، اب تو تمھیں کچھ کرنا ہی ہوگا۔ ورنہ سائکی ملکہ بن جائے گی ـــــ اور تم ـــــ

شمع زیادہ جل چکی ہے

سائکی۔ نہیں نہیں یہ سب جھوٹ ہے۔ میں تمھاری بہن ہوں۔

اگامینن۔ نہیں تم میری بہن نہیں —— ہو

سائکی۔ دور ہو جاؤ اگر یہ سچ بھی ہے کہ میں تمھاری بہن نہیں ہوں تو کیا ہوا میں نے ہمیشہ تمھیں بھائی سمجھا ہے اور ہمیشہ سمجھتی رہونگی۔

اگامینن۔ اے فسوں ساز —— لے ساحر میں تڑپ رہا ہوں —— میرے دل کے اندر شعلے بھڑک رہے ہیں —— جیوپیٹر کا واسطہ میری آگ ٹھنڈی کر ورنہ میں جل جاؤنگا۔

سائکی۔ خاموش ——

(قدموں پر گر جاتا ہے)

اگامینن۔ اور اسی طرح قدموں پر پڑا رہونگا۔ جب تک نازک ہاتھ میرے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اور یاقوتی لب میرے لبوں سے نہ مل جائیں۔

سائکی۔ نہیں نہیں میں ایسا نہیں کر سکتی —— (ٹھکرا دیتی ہے)

اگامینن کی حالت بدل جاتی ہے چہرہ غصے سے تمتا اٹھتا ہے۔ غیرت و غرور کی سرخی آنکھوں میں دوڑ جاتی ہے گردن تن جاتی ہے۔ بھنویں کھنچ جاتی ہیں پیشانی شکن آلود ہو جاتی ہے۔

اگامینن۔ اچھا تو نے میرے شریفانہ ذرائع کو پامال کر دیا اور اب میں مجبور ہوں کہ تجھ سے انتقام لوں —— اگر تو اپنے حسن کے غرور میں میرے جذبات کی پرواہ نہیں کرتی تو میں تجھے اس بات پر مجبور کرونگا جس سے تو انکار کرتی ہے —— اور پھر بھی انکار رہا تو انکار

کی سزا ——

اگامین غصے میں فوراً شمعیں گل کردیتا ہے۔ اور سائکی کو اپنی آغوش میں کھینچ لیتا ہے۔

سائکی۔ جب تک میرے حواس ہیں اُس وقت تک میں اس خوفناک گناہ میں شریک نہیں ہوسکتی۔

اگامین سائکی کو اور قریب کرلیتا ہے۔ جسم کا قیمتی لباس کئی جگہ سے پھٹ جاتا ہے۔ سائکی اسکی کمر سے لٹکی تلوار کو کھینچ لیتی ہے۔ اگامین تیزی سے پیچھے ہٹتا ہے۔

اگامینن۔ (قہقہہ لگا کر) مجھے ڈرانا چاہتی ہے مگر تیری نازک کلائیوں میں اتنی طاقت نہیں وہ تلوار اُٹھا سکیں ہا۔ ہا۔ ہا۔

آگے بڑھتا ہے وار کردیتی ہے وہ تیزی سے پیچھے ہٹتا ہے مگر تلوار بازو پر لگ جاتی ہے اور بے در غصہ ہوجاتا ہے۔

اگامینن۔ محبت نہیں —— نفرت —— سہی —— (ڈنکا بجاتا ہے کئی سپاہی آتے ہیں) گرفتار کرکے کال کوٹھری میں ڈالدو۔

سائکی گرفتار کرلی جاتی ہے سارے محل میں کہرام مچ جاتا ہے، کنیزوں کی آنکھیں تر ہوجاتی ہیں۔

۵۵

ملکہ قہقہہ لگا رہی ہے

ملکہ۔ سائکی گرفتار کرلی گئی۔

اگسٹس۔ افسوس۔

ملکہ۔ سائکی اور کال کوٹھری کی موت۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔

اگسٹس۔ سائکی کا مرنا ٹھیک نہیں اگر وہ مر گئی تو تم ——— اور ———

۵۶

سائکی کو کال کوٹھری میں پیٹھ کے بل لکڑی کے تختے پر لٹا کر کیلوں سے جکڑ ڈالا جا رہا ہے۔ بالکل اندھیری کوٹھری ہے ——— پھر یکایک ایک تیز گندھک کی سی روشنی پیدا ہو جاتی ہے سائکی کوٹھری کے چاروں طرف دیکھتی ہے لوہے کی بڑی بڑی دیواریں جو زادیے بنا رہی ہیں اور اُن کی سطح پر منقوش کردہ بھیانک تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

اندھے عقائد کی عکاسی ——— بھیانک ڈراؤنی شکلیں ——— کنکال اور دیگر خوفناک دیوتاؤں کے تخیل ——— سائکی بے حد خوفزدہ ہو کر ایک ایک تصویر کو باری باری دیکھتی ہے ——— فرش کے عین وسط میں ایک خوفناک کنواں ——— سائکی جس تختے پر لٹائی گئی ہے اُسے بیچ سے ایک چمڑے کی پیٹی سے کیل ٹھونک کر کس دیا گیا ہے ——— اس طرح کہ صرف سر اور داہنا ہاتھ آزاد ہے ——— جس کے پاس مٹی کے دو برتن رکھے ہوئے ہیں۔ ایک میں شوربا اور دوسرا برتن خالی ——— سائکی کو ناقابل برداشت پیاس معلوم ہوتی ہے پانی کا برتن اٹھاتی ہے وہ خالی ہے ——— اوپر نظر ڈالتے ہوئے وہ جیل کی چھت کو دیکھتی ہے جو تیس چالیس فٹ اونچی ہے اور دیواروں کی طرح لوہے کی بنی ہے اور اُس پر ایک وقت کی تصویر بنی ہوئی ہے جس کے پاس سے ایک بڑا سا گھنٹہ لٹک

رہا ہے ـــــ وہ پھر خوفناک دیو کی تصویریں دیکھتے دیکھتے کنویں کی طرف دیکھتی ہے ـــــ بہت سے بڑے بڑے لمبے لمبے خوفناک زہریلے چوہے کنویں سے نکل کر فرش پر گھوم رہے ہیں دیکھتے دیکھتے اُنکی تعداد سینکڑوں ہوجاتی ہے ـــــ گوشت کی خوشبو پاکر ـــــ بھوکی خوفناک آنکھوں سے چاروں طرف دیکھ رہے ہیں۔ سائکی گھبراکر اُوپر دیکھتی ہے۔ اور گھبراجاتی ہے ـــــ گھنٹے کی جسامت ایک گز بڑھ گئی ہے اور حرکت بھی تیز ہوگئی ہے ـــــ گھنٹہ آہستہ آہستہ نیچے اُتر رہا ہے اسکا نچلا حصّہ چمکتے ہوئے لوہے کی طرح ہے اور اسکی لمبائی تین فیٹ ہے اور استرے کی دھار کی مانند تیز۔ بھاری اور ٹھوس ایک پیتل کے بھاری ڈنڈے سے بندھا ہوا ہے اور اپنی حرکت سے جھنکاریں پیدا کرتا ہے قہقہہ کی آواز گونج جاتی ہے۔

آواز۔ (خوفناک گرجتی ہوئی) انکار کی سزا ـــــ خوفناک موت۔

لوہا انچ، انچ کرکے برابر نیچے اُتر رہا ہے۔ بہت مدھم رفتار سے ـــــ

---

(۵۷)

اگامینن۔ ایک جام اور لاؤ میں سائکی کے حسن وجمال کو اس جام میں غرق کرکے پی جانا چاہتا ہوں۔

اگسٹس۔ حضور تلوار بہت قریب پہونچ چکی ہے۔

اگامینن۔ پہونچ جانے دو۔

ملکہ۔ وہ ناگن ہے ـــــ اور ناگن کو کچل دینا ہی اچھا ہے۔

اگامینن۔ ہاں، ہاں وہ ناگن ہے اسکا کاٹا پانی بھی نہیں مانگتا۔

۵۸

تلوار کی دھار بہت قریب پہونچ چکی ہے

آواز۔ تمھیں رئیس یونان کے حکم سے موت کے پہلے موت سے کہیں زیادہ بھیانک درشن کراکے ذہنی اذیت دی جارہی ہے۔

دوسری آواز۔ انکار کی سزا موت (قہقہہ)

کئی آوازیں۔ ہاہاہا

سائکی۔ اُف پیاس۔ میرا گلا خشک ہو رہا ہے۔

آواز۔ پانی نہیں ــــ گندھک کی روشنی اور تیز کی جارہی ہے تاکہ تمھیں اور زیادہ پیاس لگے۔

(روشنی اور تیز ہو جاتی ہے)

آواز۔ ہا۔ ہا۔ ہا

لوہے کی گردش جسم سے تیس ۳۰ درجے کا زاویہ بنا رہی ہے ہر گردش اُسے قریب کرتی جارہی ہے قہقہوں کی صدائیں گونجتی رہتی ہیں لوہے کے گرنے کی سنسناتی ہوئی بھیانک آواز سنائی دے رہی ہے۔

آواز۔ اتنی تیز کہ لوہے کی دیوار بھی کٹ سکتی ہے ــــ ہا۔ ہا۔ ہا ــــ ابھی یہ تلوار تمھارے جسم کو کاٹ دیگی ــــ

انکار کی سزا ــــــــ

لوہا اور نیچے آجاتا ہے اور اُسکی ہر چال میں سائکی کی آنکھیں جھپک جاتی ہیں ــــ مسلسل رفتار سے نیچے اُتر رہا ہے اور ہر چکر کے بعد وہ سانس کھینچ لیتی ہے کسماتی ہے اور

بے چین آنکھیں جھپک جاتی ہیں ـــــ چوہے بہت بھیانک اور بھوک سے پاگل نظر آرہے ہیں۔ لال لال آنکھیں ـــــ اس طرح جیسے وہ ٹوٹ کر سائکی کو کھا جائیں گے ـــــ بڑی مشکلوں کے بعد سائکی ہاتھ بڑھا کر پیالہ اٹھا لیتی ہے۔ جس میں چوہوں سے بچا ہوا ہے کچھ شوربا ہے ـــــ باقی ماندہ شوربا آزاد ہاتھ سے پیٹی پر اچھی طرح سے مل لیتی ہے اور بے حس و حرکت لیٹ جاتی ہے ـــــ چوہے قریب آتے ہیں پیٹی کو سونگھتے ہیں ـــــ اس کے بعد سیکڑوں قطار در قطار جسم پر چڑھ جاتے ہیں اور شوربا لگی ہوئی پیٹی کو کترنے میں مصروف ہو جاتے ہیں ـــــ جھنڈ کی جھنڈ ـــــ سائکی اس حملے سے ہیجان سی ہو جاتی ہے۔

---

(۵۹)

اگسٹس۔ اگر سائکی مر گئی تو یونان کی حکومت میں کیا ـــــ مگر مجبوری۔

شمم۔ اُف میں کیا کر سکتی ہوں ـــــ مجبوری۔

کنیز۔ کوئی نہیں بچا سکتا ـــــ مجبوری۔

---

(۶۰)

اگسٹس۔ حضور وہ دھار بہت قریب پہونچ چکی ہے۔

اگا مینن۔ معلوم ہے ـــ اُسے مرجانے دو۔

---

(۶۱)

سائی محسوس کرتی ہے بندھن ڈھیلا پڑ گیا ہے۔ اور کئی جگہ سے کٹ بھی گیا ہے اور ساتھ ہی تلوار بھی بہت قریب آچکی ہے۔ وہ بہت ہوشیاری سے دھیرے دھیرے ایک طرف کو سرکتے ہوئے بندھن سرکا کر دھار کے نیچے سے الگ ہو جاتی ہے اور فوراً ہی کوئی نادیدہ طاقت دھار کو اوپر کھینچ لیتی ہے۔

آواز۔ ہا۔ ہا۔ ہا

بتی بجھ جاتی ہے چاروں طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔

آواز۔ ایک تکلیف دہ موت سے بچ گئی تو کیا ـــ اس موت سے بھی زیادہ بھیانک موت کسی دوسرے روپ میں تیرے سامنے آئے گی ہا۔ ہا۔ ہا۔ انکار کی سزا موت۔ بھیانک موت ـــ موت ـــ

چاروں طرف کی دیواریں سرخ ہو کر روشن ہو جاتی ہیں۔ سائی گھبرا کر چاروں طرف دیکھتی ہے کمرے میں تبدیلی ہو جاتی ہے گندھک کی سی روشنی کا سوتا بجھ چکا ہے وہ روشنی جو آدھ

انچ چوڑی ایک دراز سے پیدا ہو رہی تھی - دیواریں فرش سے الگ ہو جاتی ہیں ـــــ
دیواروں پر بنی ہوئی تصویروں کے خاکے چمکنے لگتے ہیں اور ہر لمحہ اُنکی چمک اور دمک میں
اضافہ ہوتا جا رہا ہے - بھیانک بھوتوں کی تصویریں ہولناک ہوتی جا رہی ہیں ـــ
ہر طرف لرزہ خیز چمک والی آنکھیں ساگی کو گھورتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں ـــــ
ساگی کانپ جاتی ہے - سارا جسم لرزنے لگتا ہے ـــ چمک ـــ گرم لوہے کی چمک
اور دم گھٹا دینے والی بدبو پھیل جاتی ہے ـــ آنکھیں زیادہ گرم اور چمکیلی ہوتی
جا رہی ہیں - پیاس کی شدت سے زبان باہر آجاتی ہے ـــ تصویریں خوفناک ہوتی
جاتی ہیں، دم گھٹتا رہتا ہے اُس کی نظر کنویں پر پڑتی ہے ـــ اُسکی آنکھوں کے سامنے
خیال میں پانی کی لہر دوڑ جاتی ہے - پھر دوسرے لمحے وہ تپتے ہوئے گرم لوہے کو دیکھتی
ہے ـــ آگ ـــ پانی ـــ آگ ـــ پانی ـــ آگ
ـــ پانی ـــ وہ کنویں کی طرف جھپٹتی ہے - جھانک کر دیکھتی ہے جلتی ہوئی
چھت نے اُسے خوب روشن کر دیا ہے - ساگی جھانک کر چیخ مارتی ہے - کنویں
کے اندر زہر میں جلتے ہوئے بھیانک سانپ - کنکھجورے، بچھو اور زہریلی چھپکلیاں
ـــ کنویں کی ہر دیوار پر اُسے گھور رہے ہیں ـــ بھاگتی ہے - دیوار کے
پاس پہونچکر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے -

آواز - انکار کی سزا موت ـــــ

ہاتھوں سے منہ چھپا کر رونے لگتی ہے - تپش تیز ہو جاتی ہے اور جب آنکھ کھولتی ہے تو دوبا
تبدیلی ـــ پھر یہ خوفناک فرق گھڑگھڑاہٹ کی آواز کے ساتھ بڑھتا ہی جاتا
ہے ایک ہی لمحہ میں کوٹھری کی شکل بدل جاتی ہے -

سانگی۔ اُف — میں کیا کروں۔

آواز۔ انکار کی سزا موت — بھیانک موت — کنوئیں کی موت۔

سانگی۔ (چیخ کر) نہیں نہیں — کوئی اور موت — کوئی اور موت — کنوئیں کی موت نہیں —

آواز۔ اس جلتے ہوئے لوہے کا ارادہ کنوئیں کے اندر ڈھکیل دینا ہے — اسکا دباؤ — اسکی حدت — اسکی تپش — ہاہاہا

سانگی رونے لگتی ہے کرہ تیزی سے چھوٹا ہونے لگتا ہے۔ لوہے کی گرم دیواریں کنوئیں کے اندر ڈھکیلنے لگتی ہیں یہاں تک کہ ایک اینچ جگہ نہیں بچتی ایک طرف لال دیوار دوسری طرف کنواں — سانگی چیخ مار کر بیہوش ہونے لگتی ہے۔

۶۲

اگامینن سو رہا ہے — یکایک جاگ اٹھتا ہے تیزی سے بھاگتا ہے دروازے تک جاتا ہے ملکہ جاگ اٹھتی ہے۔

ملکہ۔ کیا ہوا۔

اگامینن۔ سانگی — سانگی

ملکہ۔ ہوا کیا۔

اگامینن۔ میں نے خواب دیکھا ہے جوپیٹر سانگی کی قربانی مانگ رہا ہے — اور اگر میں نے یہ قربانی دیدی تو —

(بھاگتا ہے)

ملس۔ گروہ تو مر چکی ہوگی۔

اگامینن۔ نہیں۔ نہیں۔

بھاگتا ہے بہت تیزی سے وہاں پہونچتا ہے جہاں سو غلام ایک بہت بڑے سے چکّے کو ایک یونانی سردار کی قیادت میں گھما رہے ہیں۔

اگامینن۔ ٹھہرو —— ٹھہرو

اگامینن غلاموں کے ساتھ چکّے کو تیزی سے گھمانے لگتا ہے۔

٦٣

سائکی خواب گاہ میں بیہوش پڑی ہوئی ہے —— شمع جل رہی ہے —— شمع بجھائی جاتی ہے صبح ہوتی ہے۔

٦٤

بہت سے پجاری بیٹھے ہوئے ہیں۔

اگامینن۔ میں نے خواب دیکھا ہے — جیوپیٹر سائکی کی قربانی مانگ رہا ہے —— اگر میں نے قربانی دیدی تو دیوتاؤں کا سردار مجھے اپنی بہترین نعمتوں سے نوازے گا۔

ایک پجاری۔ ہاں مقدس باپ

دوسرا پجاری۔ ہاں آقائے محترم —— بہترین نعمتوں سے نوازے گا اور اگر قربانی نہ

دی گئی تو یقیناً قہر نازل ہوگا ـــــ اور پھر جیوپیٹر کے غصے سے دیوتا کمک ڈرتے ہیں ـــــ

اگامینن۔ مجھے اسکا ڈر نہیں۔ اگر سائکی پری ملکہ بننے کو تیار ہو جائے ـــــ تو میں ـــــ اگر جیوپیٹر ہزار بار خواب میں آتا تو بھی میں اسکی قربانی نہ دیتا ـــــ

کئی پجاری۔ محترم آقا (سب خوف سے سجدے میں گر جاتے ہیں) دیوتا رحم کر ـــــ

اگامینن۔ میں نے اس لئے بلایا ہے۔ جیوپیٹر کو یہ قربانی کس طرح دی جائے۔

پجاری۔ یہ ایک اہم سوال ہے۔

دوسرا پجاری۔ دیوتاؤں کی روحوں سے التجا کی جائے وہ بتائیں ـــــ

تیسرا پجاری۔ یا سنگِ مقدس سے چارہ جوئی کی جائے اور جو ہدایات ہوں اُن پر عمل کیا جائے۔

اگامینن۔ ٹھیک ہے ـــــ میں اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں ـــــ (اگسٹس سے) تمام اراکین و عقلائے سلطنت کو جمع ہونے کو کہا جائے۔

۶۵

تمام اُمرائے حکومت اراکین سلطنت سنگ مقدس کے پاس جمع ہیں مراسم عبودیت ادا کیے جاتے ہیں۔ اور پھر سنگِ مقدس کی چادر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے بڑھا پجاری ہٹاتا ہے۔ یہ تحریر لکھی ہوئی ہے۔

دیوتاؤں کا دیوتا بہشت کا سردار جیوپیٹر سائکی کی
قربانی کسی عفریت کے ذریعے قبول کریگا رئیس کو چاہیے کہ

الپس کی کسی چوٹی پر سائکی کو لے جائے اور شاہ بلوط کے درخت میں باندھ کر چلا آئے۔

سب جُھک جاتے ہیں

اگامینن۔ عفریت۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔۔

غمگین جماعت میں ماتم برپا ہو جاتا ہے۔

آوازیں۔ سائکی کی قربانی اے دیوتا یہ کیا۔۔۔۔

ماتم کی آواز بڑھتی جاتی ہے۔

اگامینن۔ (گرجتی ہوئی آواز میں) کون۔۔۔ یہ کون ماتم کر رہا ہے۔۔۔ یہ تحریر ایک شعر سے زیادہ پُر لطف ایک نغمہ صباحی سے زیادہ مسرت بخش ہے۔۔۔۔ آج میں جیوپیٹر سے بہت خوش ہوں۔۔۔ اگسٹس رات بھر میں یہاں ایک سونے کی مورتی خداوند کی نصب کر دی جائے اور یہاں عبادت کدہ بھی بنایا جائے۔۔۔۔ جیوپیٹر نہایت ہیبت و جبروت والا دیوتا ہے۔ اس لئے اُس کی آرام گاہ اپنی زینت و آرائش وسعت و بزرگی کے لحاظ سے بینظیر ہو۔

درباری۔ ہمیں یقین ہے حضور کے زمانے میں یونان اپنے ارتقا کے تمام مدارج طے کریگا۔

اگامینن۔ اور جو کنواریاں عبادت گاہ کی خدمت کے لئے اپنے کو پیش کرنا چاہتی ہیں ہم اُن سے خوش ہونگے خوبصورت عورتیں ایک زمانے کے لئے بھی احرام عصمت باندھ سکتی ہیں (اگسٹس سے دھیرے سے) تم جانتے ہو دولت عشرت اور عشرت اخلاق پر اپنا پورا اثر پیدا کریگی اور پھر یہ مقدس مقام صرف عشق و محبت کرنے کی جگہ بن کر رہ جائیگا۔۔۔ روم، فارس، مصر کی حسین نگاہیں جیوپیٹر کے ہیبت و جلال سے نہیں

میری جاہ و ثروت دولت و عمارت کے سامنے جھک جائیگی ـــ ہا۔ ہا۔ ہا۔

واپس ہوتا ہے اُس کی نظر اُس پجاری پر پڑتی ہے جس نے اُسے جنگ پر جانے سے روکا تھا۔

اگامینن۔ تم ـــ ابھی زندہ ہو۔

پجاری۔ ہاں مقدس باپ ـــ زندہ ہوں۔

اگامینن۔ زندہ ہو ـــ کیوں زندہ ہو۔ اگسٹس اس پجاری کی چربی نکالی جائے اور اس کی بوٹیاں چیل کو کھلادی جائیں ـــ یہ بیچارہ ـــ چیلوں سے بہت ڈرتا ہے۔

اگامینن واپس ہوتا ہے

نعرے۔ اگامینن زندہ باد

۶۶

سائکی آنکھ کھولتی ہے

سائکی۔ میں کہاں ہوں۔

شمع۔ سائکی۔

سائکی۔ میں یہاں کیسے آگئی ـــ مجھے کون لایا ـــ لوہے کی وہ دیوار اور وہ زہریلے سانپ کہاں ـــ یہ سب کیا ہے ـــ خواب ـــ نہیں نہیں یہ خواب نہیں ہو سکتا ـــ اور وہ کہاں ہے ـــ میرا ـــ شا ـــ عر ـــ

---

(۶۷)

کیوپڈ آنے کی تیاری کر رہا ہے

ھرکولس۔ کہاں چلے۔

کیوپڈ۔ زمین پر

ٹھیک اسی وقت جوپیٹر ایک سایا کیوپڈ پر ڈالتا ہے اور فوراً کیوپڈ کو نیند آنے لگتی ہے۔

کیوپڈ۔ (جماہی لیکر) ابھی تک نیند معلوم ہو رہی ہے۔

ھرکولس۔ ابھی تو سو کے اُٹھے ہو۔

کیوپڈ۔ معلوم نہیں کیوں آنکھیں بہت بھاری ہیں (لیٹ کر) اگر میں سو جاؤں تو جلدی جگا دینا۔

---

(۶۸)

سائکی۔ ابھی تک شاعر نہیں آیا۔

اگامین دو شکاری کتوں کو ساتھ لئے داخل ہوتا ہے

اگامین۔ اب بھی اگر انکار، اقرار ہو جائے تو میں جوپیٹر کی پرواہ نہیں کرتا۔۔۔۔ معلوم ہے میں خداوند جوپیٹر کو تمھاری قربانی دے رہا ہوں اور وہ یہ قربانی کسی عفریت کے ذریعے قبول کریگا۔

سانگی۔ نہیں۔

اگامینن۔ اچھا غرورِ حسن باقی ہے ـــــ مگر یہ مت بھولو آج کی شام تمھاری زندگی کی آخری شام ہوگی ـــــ آؤ میں مرنے سے پہلے شاعر کو دکھادوں جس کے خون سے جشنِ فتح کے دن اپنے ماتھے پر تلک لگاؤں گا۔

بڑی بے رحمی سے کھینچتا ہے

اگامینن۔ تمھیں کیا معلوم تم ہمیشہ محلوں میں رہی ہو ـــــ مائی۔ سی۔ ناس میں کچھ جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں میرا غصہ آگ کے شعلوں کی طرح جلتا رہتا ہے۔

کھینچتا ہوا ایک ایسی جگہ لے جاتا ہے۔ جہاں ایک نہایت وسیع کھولتے ہوئے پانی کی جھیل ہے جس میں لوگوں کو ڈبویا جارہا ہے۔

اگامینن۔ یہاں چربی نکالی جاتی ہے ـــــ یہ خوفناک قسم کے وحشی غلام بڑے پیار و محبت سے چربی نکالتے ہیں۔

(لوگوں کو ڈبویا جارہا ہے)

اگامینن۔ یہ سب نئے قیدی ہیں اس لئے آج یہاں بہت چہل پہل ہے۔

سانگی۔ میں نہیں دیکھ سکتی میں نہیں دیکھ سکتی ـــــ

ایک ایسی جگہ لے جاتا ہے۔ جہاں سلاخوں سے گھرا ہوا ایک بڑا سا کمرہ ہے۔

اگامینن۔ دیکھو گندھک کی روشنی اور دھوئیں میں بھوکا اور پیاسا یہ کمزور آدمی تمھارا باپ ہے۔ اسے بس اتنی غذا دی جاتی ہے کہ یہ مر نہ سکے۔

سانگی چیخنا چاہتی ہے مگر اگامینن اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتا ہے۔

اگامینن۔ نہیں ـــــ انکار ـــــ

سائکی۔ ہاں ——

اگامینن ۔ اچھا ——

کھینچتا ہوا دوسری جگہ لے جاتا ہے۔ سائکی کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ ایسی جگہ جہاں ایک بہت بڑا سا کمرہ ہے جس کے چاروں طرف بڑی بڑی سلاخیں لگی ہیں اور دیواروں پر کلہاڑی کے نشانات ہیں اور جہاں ایک بہت بڑا اور بھیانک عفریت جسکا سر بیل کا جسم انسان کا ہے قید ہے۔ سائکی دیکھ کر چیخ مارتی ہے۔

اگامینن۔ یہ بادشاہ مائی۔سی۔ناس کا بنوایا ہوا عذاب گھر (LABYRINT) ہے یہاں یہ خوفناک عفریت ایک زمانے سے قید ہے اسکا سر بیل کا جسم انسان کا ہے یہ کنواریوں کے خون کو پیکر زندہ رہتا ہے —— (سائکی دوبارہ چیخ مارتی ہے)

عفریت سلاخوں تک آتا ہے اور سلاخوں کو توڑنے لگتا ہے

اگامینن ۔ یہ سلاخوں سے نہیں نکل سکتا۔ اسکو ہزار سال پہلے ایک بہت بڑے جادوگر نے قید کیا تھا —— چلو (کھینچتا ہوا لے چلتا ہے) تم نے ایک بار پوچھا تھا میں کنواریوں کو خرید کر کیا کرتا ہوں میں اُن کے خون سے اس عفریت کو زندہ رکھتا ہوں میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں —— بہت ——

۶۹

سارے یونان میں ماتم برپا ہے

ایک آدمی ۔ اُف ۔ جیوپیٹر کا فیصلہ کتنا شدید ہے ——

دوسرا آدمی۔ لیکن اگر عمل نہ کیا جائے تو اسکا غصہ اس سے زیادہ بے رحم ثابت ہوگا۔

(دوسری جگہ)

ایک آدمی۔ اُف۔ ساکی بیچاری اور یہ غم ——

دوسرا آدمی۔ یہ قربانی —— کاش خود میں اس قربانی کو دیکر اُسکی جان بچا سکتا ——

(دوسری جگہ)

ایک آدمی۔ اے دیوتاؤں کے دیوتا دنیا ساکی کے لئے تڑپ رہی ہے تیری ساری مخلوق اُس کی نگاہوں کی زخم خوردہ ہے —— دنیا کی تمام کنواریوں میں ساکی حسن وجمال کرشمہ وناز کے لحاظ سے نہایت ممتاز ہے۔

دوسرا آدمی۔ یہ وہی ساکی ہے جسے حسن کی رعنائیوں کے ساتھ دنیا کی وہ تمام لذتیں جو دولت سے مل سکتی ہیں۔ حاصل تھیں —— محافل رقص وسرود دعوتیں ضیافتیں، آرائش و زیبائش اور آج ——

---

(۷۰)

جگہ جگہ مراسم عبودیت ادا کئے جا رہے ہیں اور لوگ سجدے میں گر کر ساکی کے لئے دعا مانگ رہے ہیں۔

آدمی۔ اے مقدس روح اپنے فیصلے کو بدل دے تجھے اپنے بیٹے کیوپڈ کا واسطہ —— اے نورانی روح اپنے فیصلے کو بدل دے تجھے زمین کے حسن وجمال کا واسطہ ——

(دوسری جگہ)

آدمی۔ اے روح اعظم سائکی کی قربانی نہ مانگ چاہے سارے یونان کی قربانی لے لے۔

(دوسری جگہ)

آدمی۔ جس قدر گراں قیمت پر زندگی واپس مل سکتی ہے ہم تیار ہیں ——— کچھ ہو دیوتا سائکی زندہ رہے جس کی ذات ساری زمین کے لیئے مایۂ ناز ہے ——— ہاں دیوتا سائکی سائکی روز بروز پیدا ہونے کی چیز نہیں اے عادل اور رحیم آقاؤں کے آقا رحم فرما ———

(دوسری جگہ)

آدمی۔ ہم یہ صدمہ جدائی نہیں برداشت کر سکتے یہ جگر خراش واقعہ ہم فراموش نہیں کر سکیں گے۔

---

(۱۷)

شمع۔ ہائے سائکی دیوتا بھی کتنا ظالم ہو جاتا ہے ———

سائکی۔ اتنا گھبرا گئیں ——— چہرے کا رنگ اُڑا ہوا آنکھوں میں حلقے ———

شمع۔ سائکی جیوپیٹر تیری قربانی مانگ رہا ہے ——— سارا یونان رو رہا ہے ——— سچ سائکی صرف اُمرائے دربار اور اراکین سلطنت نہیں سارا یونان افسردہ ہے۔ اگر دیوتا کا حکم نہ ہوتا اور اگامینن ایسا کرتا تو یقیناً آج سارے یونان میں بغاوت ہو جاتی۔

شمع کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ کر آنے لگتے ہیں آواز کانپ جاتی ہے پھر رونے لگتی ہے اور ہچکی بندھ جاتی ہے۔

شمع۔ سائکی ——— سائکی ——— پیاری سائکی قربانگاہ پر چڑھائی جائے گی ———

سائکی۔ شاعر (بالکل افسردہ اور مردہ سی آواز ہو جاتی ہے اور غم اُسے گونگا کر دیتا ہے صدمہ سے آنکھوں میں آنسو جذب ہو جاتے ہیں بھرائی آواز میں) شمع مجھے غم ہے میری جُدائی کو شاعر کیسے برداشت کرے گا۔

۷۲

روتے ہوئے انسانوں کا ہجوم کیٹز محل کے پاس جمع ہے اور سارا یونان سیاہ ماتمی لباس میں نالہ و ماتم کر رہا ہے۔

آدمی۔ کوئی آنکھ نہیں جو خونبار نہ ہو اور کوئی دل نہیں جو بیقرار نہ ہو ——

۷۳

ھرکولس۔ کیوپڈ کیوپڈ —— کیا غفلت ہے —— کیوپڈ —— اُف میں کس طرح جگاؤں —— کیوپڈ سائکی کو —— سائکی کو خداوند کے حضور میں قربان کیا جا رہا ہے —— اُٹھو میرے دوست اور اپنی محبوبہ کو بچالو۔

کیوپڈ غفلت میں پڑا سو رہا ہے

آپالو۔ آخرکار خداوند نے قربانی مانگ لی ـــــ

دوسرا دیوتا۔ ٹھیک ہوا۔

اشماش۔ ابھی تک دلہن کو نہیں معلوم ـــــ وہ میری پوجا میں لگی ہوئی ہے اور جب چاند ڈوب کر نکلے گا تب ایک ہزار دن اور ایک ہزار راتیں پوری ہو جائیں گی۔

(دوسری جگہ)

دیوتا۔ یہ وہی ساکی ہے جسکے لیے دنیا تڑپ رہی ہے ـــــ اُسے معلوم تھا دنیا اُسکی طرف کھنچی چلی آرہی ہے اُسے یقین تھا ہماری مخلوق اُس کی نگاہوں کی چوٹ سے تلملا رہی ہے ـــــ لیکن اُس نے مطلق پروا نہ کی ـــــ

دوسرا دیوتا۔ اپنے حسن پر بڑا غرور تھا ـــــ اپنے کو دیوی سمجھ رہی تھی ـــــ اُس نے دنیا میں کسی کے دل میں جسارت پیدا نہ ہونے دی کہ کوئی اپنے جذبات کا اظہار کرتا۔

تیسرا دیوتا۔ مگر یہ تو اُسکی غلطی نہیں جب اُس نے اپنے حُسن کے اٹھارویں سال میں قیامت خیز قدم رکھا اور دنیا کی فضا اُسکے پھیلتے ہوئے شباب کو جگہ نہ دے سکی ـــــ پھر بھی عشق کا دیوتا نہیں چونکا بلکہ وہ تو خود ہی نشانہ بن گیا۔

۷۵

سائکی کو البیس کی بلندی پر ایک مجمع کثیر سیاہ ماتمی لباس میں لیکر چڑھ رہا ہے۔

کوہ البیس کی ویران سنسان چوٹیاں خداوند جیوپیٹر کی تجلی گاہ ناقابل پیمائش عمیق غاروں کا تاریک وسعت ہولناک سیاہ پانی کے عمیق چشمے درختوں سے پیدا ہونے والا مہیب سناٹا۔ خوفناک درندوں کی آواز بازگشت جھاڑیوں کا غیر متناہی سلسلہ اور بہت سی ڈراؤنی چیزوں اور جسم میں لرزہ پیدا کردینے والے مناظر کا مجموعہ۔ کوہ البیس۔

کہا جاتا ہے جب جیوپیٹر کوئی عذاب نازل کرنا ہوتا ہے تو وہ اس پہاڑ کی چوٹی پر اُترتا ہے اور عذاب نازل کرتا ہے اسکی سیاہ چٹانوں سے بارہا جیوپیٹر کا غصہ آگ بن کر نکل چکا ہے۔

سائکی کو لے جاکر شاہ بلوط کے درخت سے باندھ دیا جاتا ہے اور ہجوم پروانہ وار سائکی کو گھیر لیتا ہے۔

ایک آدمی۔ اُف یہ نازک کلائیاں جو ایک چوڑی کا بار بھی نہ برداشت کرسکتی تھیں باندھی جارہی ہیں۔ مگر جسکی نزاکت کی پیمائش کے لئے کوئی چیز نہیں رسیوں سے کسی جارہی ہے

ریشمی چادر جسے وہ نصف باندھے اور نصف اوڑھے ہے کھسک جاتی ہے۔ نقاب چہرے سے جدا کیا جاتا ہے۔ لوگوں میں کہرام مچ جاتا ہے سائکی بالکل مردہ سی ہے۔

شمع۔ (سائکی کی پیشانی چوم کر) میری سائکی۔

سائکی۔ شاعر سے میرا سلام کہنا اور کہنا دیوتاؤں نے اگر چاہا تو پھر ملیں گے۔

اگامینن۔ چلو ——— دیکھا سائکی انکار کی سزا۔

سائکی کسمسا کر آخری نگاہ مایوس ہو کر ساتھ سب کو دیکھتی ہے اور اپنی نڈھال گردن موڑ موڑ کر دیکھتی رہتی ہے۔ لوگ جانے لگتے ہیں اور ایک بہت بڑا مجمع آگے جا کر پھر رک جاتا ہے کچھ لوگ پلٹنے لگتے ہیں۔

اگامینن۔ چلو —— واپس چلو۔

کوئی نہیں سنتا

اگامینن۔ (غصہ میں) ہنٹر لگاؤ ———

ہنٹر لگایا جاتا ہے پھر بھی کچھ لوگ کھڑے رہ جاتے ہیں جنہیں اگامینن اشارہ کر کے اپنے رتھ سے بندھوا دیتا ہے سورج کی آخری کرنیں ڈوبنے لگتی ہیں۔ وسیع فضا اور بھیانک خاموشی میں سائکی کی نگاہ واپسیں گم ہو جاتی ہے ——

---

(۷۶)

کیوپڈ بے خبر سو رہا ہے۔

ھرکولس۔ کیوپڈ کیوپڈ (جھنجھوڑ رہا ہے کوئی جواب نہیں)

ٹھیک اسی وقت ایک سایہ واپس ہوتا ہے اور کیوپڈ جاگ جاتا ہے۔

کیوپڈ۔ ہرکولس۔ ہرکولس۔

ھرکولس۔ کیا ہوا بہت سوئے ہیں تو جگاتے جگاتے تھک گیا۔

کیوپڈ۔ ہرکولس ——— سائکی۔

ھرکولس۔ ہاں سائکی ـــــ پر تمھیں کیسے معلوم ہوا۔

کیوپڈ۔ میں نے خواب دیکھا اگامینن نے سائکی کو خداوند کی قربانی کے لئے کوہ المپس پر شاہ بلوط کے ایک درخت سے باندھ دیا ہے۔

(جلدی سے تیر دکمان اٹھا لیتا ہے)

کیوپڈ۔ میں اُسے بچاؤں گا۔

ھرکولس۔ سُنا ہے خداوند اُس کی قربانی کنکال جیسے عفریت کے ذریعے قبول فرمائیں گے۔

کیوپڈ۔ نہیں نہیں میں اُسے بچاؤں گا۔

ھرکولس۔ تم نہیں بچا سکتے ـــــ خداوند تمھیں جلا دیں گے۔

کیوپڈ بھاگتا ہے اس حالت میں کہ ترکش سے تیر نکل کر کمان میں آ جاتا ہے۔

کیوپڈ۔ خداوند جیوپیٹر کی قسم اگر آج کسی نے میرے حکم سے انکار کیا تو میں ـــ (تیر سے کر) اے خواب کی ملکہ اے نیند کی دیوی (ایک دیوی آتی ہے) جا اُسکی آنکھوں کو ایک شیریں سکون سے بھر دے (دیوی بھگتی ہے) اور تو بھی اے نسیم کی دیوی اُٹھ اور اُس کی کمر اور کلائی کے بندھن جُدا کر دے کہیں ایسا نہ ہو جسم پر داغ بن جائے ـــــ اور تو بھی اے نغموں کی دیوی جا اور ساری فضا کو نغموں سے بھر دے۔

دیویاں کوہ المپس کی طرف پرواز کرتی ہیں۔

۷۷

سب دیویوں کو کنکال دیو جلا دیتا ہے۔

۷۸

جیوپیٹر۔ نارسی سس اپنی آواز میں کہدو ــــ

۷۹

نارسی سس کی آواز۔ سائکی کو کنکال دیو نے جلادیا۔

کیوپڈ۔ سائکی کو کنکال دیو نے جلادیا ــــ یہ کون کہہ رہا ہے میرے سامنے آئے ــــ سائکی جل گئی اور تمام دیوتا دیکھتے رہے آج میں کسی دیو کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ کہاں ہے آپالو کہاں ہے چاند کہاں ہے اشماش کہاں ہے نارسی سس آج میں ان کے کانوں میں گھس کر تیر چلاؤنگا ــــ ایسا تیر جو انھیں زندگی بھر میری طرح دیوانہ رکھے گا۔

کیوپڈ ترکش لیکر دیوییوں دیوتاؤں پر تیر چلانے لگتا ہے تمام دیوتا زخمی ہو رہے ہیں اور عشق ومحبت کی تڑپ اپنے میں محسوس کر رہے ہیں۔

۸۰

دیوتا نارسی سس جس کے ہاتھ میں ایک آئینہ ہے دیوانہ وار ٹہل رہا ہے ــــ

نارسی سس۔ رو گئے دیوتا رو گئے ورنہ ــــ

جیوپیٹر۔ (مسکراکر) دیولوک میں پیار ومحبت پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔

۸۱

کیوپڈ۔ (تیر چلاتے ہوئے) میں ایک غیر فانی قوت ہوں ـــــ

تیر چلاتے چلاتے اُس دیو کے پاس پہونچتا ہے جسکے ہاتھ میں طلسمی آئینہ ہے۔ جونہی وہ چاہتا ہے کہ تیر چلائے وہ آئینہ سامنے کردیتا ہے جس میں سائکی کا عکس آجاتا ہے۔

درختوں سے بندھی ہوئی مجبور سائکی اور دور بڑھتا ہوا ایک شعلہ ـــــ

کیوپڈ۔ سائکی ـــــــــ

(فوراً زمین کی طرف پرواز کرتا ہے)

۸۲

شعلہ قریب آتا ہے رات روشن ہوجاتی ہے اُڑتا ہوا کنکال دیو جس کے پر و بازو شعلے کی طرح چمک رہے ہیں جسکا چہرہ ایسا نظر آتا ہے جیسے کھولتا ہوا تانبہ۔ جس چہرے پر صرف ایک آنکھ اور اتنی بڑی کہ پہاڑ اُسکی سانس سے اُڑنے لگتے ہیں اور اُڑ اُڑکر اُس کی آنکھ میں گرتے ہیں اور اسکے اندر چمکتی ہوئی شعاعیں جسم سے ببول کے کانٹوں کی طرح چنگاریاں گر رہی ہیں اور جہاں گرتی ہیں وہاں زمین سیاہ ہوجاتی ہے سائکی کے سامنے آکر قائم ہوجاتا ہے اور اُس کے قائم ہوتے ہی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے گندھک کے ڈھیر میں آگ لگادی گئی ہے بال کی جگہ سانپ بچھو پھنکار مار رہے ہیں بوں پر خون کے قطرے ہاتھ میں گرز۔ کنکال سانس لیتا ہے اور اُس کی گرم سموم

سانس سے درختوں میں آگ لگ جاتی ہے اور برف کی سلوں میں آگ لگ جاتی ہے پھر
وہ پھوٹا ہونے لگتا ہے اور ایک جگہ تھم جاتا ہے ـــــ کنکال چاہتا ہے سانگی کو کھائے
اُسوقت کیوپڈ پرواز کرتا ہوا آتا ہے اور کنکال کو نشانہ بناتا ہے کنکال دور ہٹ جاتا ہے۔

کنکال۔ نہیں نہیں میں تجھے کھاؤنگا نہیں میں تجھے آسمان پر لیجاکر اپنے محل میں رانی بناکر رکھونگا

کیوپڈ۔ ٹھہر جا ـــــ

کنکال۔ کون ـــــ

کیوپڈ۔ کیوپڈ ـــــ

کنکال۔ کیوپڈ ـــــ میں کنکال ہوں ـــــ کنکال

کیوپڈ۔ خبردار ـــــ سانگی پر ہاتھ نہ لگانا۔

کنکال۔ تم کون میں سانگی سے محبت کرتا ہوں۔

کنکال سانگی کو اُٹھالیتا ہے کیوپڈ وار کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے کنکال پھونک دیتا ہے اور اتنی زور سے آندھی چلتی ہے کہ کیوپڈ دور جا گرتا ہے اس طرح کہ ایک تیر کے علاوہ جو اُس کے ہاتھ میں تھا سب ہوا کے ساتھ ساری دنیا میں پھیل جاتے ہیں اور آدمیوں کے دلوں میں پیوست ہونے لگتے ہیں۔ اور ایک تیر ہوا میں اُڑتا ہوا کسی نادیدہ طاقت کے سہارے اگامینن کے محل میں داخل ہوتا ہے اور سوتی ہوئی ملکہ یونان کے دل کی عمیق گہرائی میں پیوست ہوجاتا ہے۔

کیوپڈ ایک سنسان مقام پر پڑا ہوتا ہے اور اُس کے بازو کے پر ٹوٹ کر بکھر جاتے ہیں۔

کیوپڈ۔ جیوپیٹر مدد ـــــ

ایک بجلی چمکتی ہے۔ بادل گرجتا ہے اور چاند ڈوب جاتا ہے ـــــ

۸۳

کنکال ہتھیلی میں سائکی کو لئے پرواز کرتا ہے سمندر کے پاس پہونچکے ہے زبان باہر نکل رہی ہے سمندر کے پاس اُترتا ہے سمندر سے منہ لگا کر پانی پینے لگتا ہے پیتا رہتا ہے سارا پانی پی جاتا ہے یہاں تک کہ تمام دریا روں کی سیلیں سمندر کے تمام عجائبات سب پی جاتا ہے ۔

۸۴

(ذھرہ) وینس آنکھ کھولتی ہے چاروں طرف دیکھتی ہے پانی غائب اور پاس ایک مچھلی دیکھتی ہے۔ جلدی سے مچھلی کو اُٹھا لیتی ہے۔ پھر ایک ہوا کے ساتھ کھینچتی ہوئی چٹان کے سہارے وینس بھی کنکال کی سانس میں کھینچنے لگتی ہے۔ کھنچی جاتی ہے کھنچی جاتی ہے۔ کھنچتے کھنچتے بالکل کنکال کے منہ کے پاس پہونچ جاتی ہے اور جونہی کنکال کے منہ کے پاس پہونچتی ہے آسمان سے ایک بہت بڑا ہاتھ لٹک کر سائکی کو کنکال کے ہاتھ سے نکال کر فضا میں پھینک دیتا ہے اور ایک عجیب و غریب پرندہ سائکی کو اپنی چونچ میں دبا لیتا ہے۔ وہ ہاتھ اوپر کھنچ جاتا ہے اور ہاتھ کے ساتھ ہم دیکھتے ہیں۔ جیو پیٹر کے چہرے سے نقاب جدا ہے اور وہ غصے کی حالت میں ہے۔ ٹھیک اسی وقت وینس مچھلی لئے ہوئے کنکال کے پیٹ میں داخل ہوتی ہے۔ کنکال جل جاتا ہے۔

آگ ـــــــ آگ ـــــــ آگ

آگ کا موجیں مارتا ہوا سمندر آگ کے جلتے ہوئے پہاڑ آگ کی چٹان آگ کی وادیاں

آگ کے آبشار ـــــ خوفناک زلزلہ ـــــ ساگی کو لئے ہوئے پرندہ پرواز کرتا رہتا ہے نہ وہ زمین پہ ہے نہ آسمان میں ساری دنیا چکر کاٹنے لگتی ہے۔

۸۵

تمام دیوتا جوپیٹر کے سامنے سجدے میں گر پڑتے ہیں دیویاں رقص پیش کرتی ہیں۔ بہت دیر کے بعد جوپیٹر کا غصہ کم ہوتا ہے اور چہرے پر نقاب ڈالتا ہے اور دنیا کی آگ بجھ جاتی ہے۔

۸۶

اگاممنن۔ آگ ـــــ آگ وہ تو جوپیٹر ساگی کی قربانی سے خوش ہو گیا تھا۔ ورنہ افریقہ کی طرح سارا یونان جل جاتا ـــ کہا جاتا ہے بحر ساحر میں آگ لگ گئی اور اب وہ ہزاروں میل کا ریگستان بن گیا ہے۔

پیجامی۔ اُف۔ جوپیٹر کا غصہ ـــــ سمندر ریگستان ـــــ

دوسرا۔ جو چاہے کر سکتا ہے سمندر کو ریگستان بنا سکتا ہے اور ریگستان کو سمندر ـــــ

---

(۸۷)

کیوپڈ۔ سائکی ـــــ سائکی

اُسکی آواز بازگشت اونچے پہاڑوں سے ٹکراتی ہے۔

بازگشت۔ سائکی ـــــ سائکی

کیوپڈ۔ سائکی ـــــ سائکی ـــــ سائکی

بازگشت۔ سائکی ـــــ سائکی ـــــ سائکی

پرندہ پرواز کرتا ہوا سائکی کو کیوپڈ کے پاس گرا دیتا ہے۔ سائکی بیہوش ہے۔ کیوپڈ اُسے اٹھا لیتا ہے۔

کیوپڈ۔ سائکی ـــــ (بیہوش سائکی کو لپٹا لیتا ہے)

کیوپڈ کبھی اُس کے یاقوتی ہونٹوں کو کبھی کشادہ پیشانی کو کبھی مد بھری نگاہوں کو پیار کرتا ہے۔ سائکی کو بالکل ہوش نہیں۔ کیوپڈ پھر اپنی نگاہوں کے زور سے اپنی قوتوں سے ایک محل بناتا ہے دیکھتے ہی دیکھتے ایک بہت شاندار محل بن جاتا ہے۔ کیوپڈ سائکی کو اٹھا کر محل کے اندر لے جاتا ہے اور ایک یاقوتی پلنگ پر لٹا دیتا ہے۔

کیوپڈ۔ نیند کی دیوی ـــــ خواب کی ملکہ مارفیس ـــــ

ایک حسین دیوی آتی ہے جسے کنکال نے جلا دیا تھا اور اب جوپیٹر نے دوبارہ پیدا کر دیا ہے۔

کیوپڈ۔ اے خوبصورت دیوی سائکی کی نیند کو اپنی متوالی آنکھوں میں چھپا لے اور غائب ہو جا ـــــ

سائکی آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھ بیٹھتی ہے اپنے کو طلائی بُرج میں جواہر و الماس کے فرش

پر پاتی ہے۔ پھر آنکھیں بند کر لیتی ہے۔ کیوپڈ چھپ جاتا ہے۔

سائکی۔ کاش یہ خواب نہ ہوتا (پھر آنکھیں کھولتی ہے) نہیں ——

اسکی طرف دو حریص آنکھیں دیکھ رہی ہیں

سائکی۔ کون ——

کیوپڈ کی آنکھوں میں بے انتہا کشش و خمار ہے سائکی شرما کر اپنے نیم عریاں جسم کو

چھپا کر گداز حصے کو سمیٹ لیتی ہے۔

کیوپڈ۔ یہ خواب نہیں۔ حقیقت ہے۔

(چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے باہر آ گیا ہے۔)

سائکی۔ کون ——

کیوپڈ۔ گھبراؤ نہیں شاہانہ لب و لہجہ میں حکم دو —— میں ہوں عفریت ——

سائکی۔ عفریت ——

کیوپڈ۔ ہاں۔ جسکی قربانی دی گئی ہے —— نفرت نہ کرو میں وہی عفریت ہوں ——

سائکی۔ اُف —— تم ——

کیوپڈ۔ ہاں۔ بدصورت مردم خوار عفریت اب تمھارا —— صرف تمھارا ——

سائکی غور سے دیکھتی ہے خمار آلود ہیجانی ہوئی نگاہیں کندنی رنگ —— سائکی

مسکراتی ہے۔ آنکھوں میں خمار اُتر آتا ہے۔

کیوپڈ۔ میں بہت بدشکل ہوں —— اس لئے چہرے پر نقاب ڈال رکھا ہے ——

پر کیا دیکھ رہی ہو ——

سائکی۔ معلوم ہوتا ہے یہ خمار آلود آنکھیں میں نے کہیں دیکھی ہیں۔

کیوپڈ۔ کہاں ــــ

سائکی۔ معلوم نہیں کہاں ــــ اگر تم میرے شریک زندگی ہو تو پھر یہ حجاب کیسا نقاب کیوں ــــ تمھیں کیا حق حاصل ہے۔ ان آنکھوں کو مجھ سے چھپائے رکھو ــــ
(مسکراتی ہوئی اٹھتی ہے) تم جیسے بھی ہو میرے ہو ــــ

سائکی نقاب نوچنے کے لئے دوڑتی ہے کیوپڈ اس کی نازک کلائیاں پکڑ لیتا ہے سائکی کے جسم میں ایک تیزی آجاتی ہے تمام جذبات و حیات جو یونان میں مردہ ہو چکے تھے زندہ ہو کر پھر اس کے خون میں دوڑنے لگتے ہیں۔ اسکا چہرہ خوشی سے دمکنے لگتا ہے۔ آنکھوں میں خمار چھلک اٹھتا ہے۔

سائکی۔ شاعر ــــ

(کیوپڈ چونک اٹھتا ہے)

سائکی۔ عشق کہیں پردوں میں چھپا ہے۔

کیوپڈ۔ سائکی۔

سائکی۔ شاعر

دیوانہ وار اسکے بہت قریب ہو جاتی ہے کیوپڈ اسکے نازک جسم پر ہاتھ پھیرنے لگتا ہے سائکی اس کے بالوں کو پکڑ کر اپنے لب اس کے قریب کر لیتی ہے۔

سائکی ۔ (کانپتی ہوئی آواز میں) تم ــــ یہاں کیسے ــــ

کیوپڈ۔ خاموش ــــ اس وقت بات کرنے سے تکلیف ہوتی ہے معلوم نہیں میری محبت اس وقت کس منزل پر ہے۔

سائکی کا بدن ڈھیلا ہو جاتا ہے وہ اُس کی طرف کھنچی جاتی ہے آخر کار اپنے سارے
بدن کا بوجھ کیوپڈ پر ڈال دیتی ہے۔

۸۸

اگامینن۔ پرسوں ہم جشن فتح منا رہے ہیں —— ہم چاہتے ہیں سارا یونان چراغاں کیا جائے۔
وطن کا ہر گھر بزم رقص و سرور ہو —— ایک سیلاب مسرت میں ہر پیشانی غرق نظر آئے۔

ملکہ۔ (اگامینن کے بالوں میں انگلیوں سے کنگھی کرتے ہوئے) طوفان نشاط میں ہر دل ڈوب جائے۔
ہر گلی کوچہ میں زر و سیم کی بارش ہو۔

اگامینن۔ دنیا کے کسی جشن میں ایک بادشاہ کے دست کرم نے اس سے زیادہ وسیع حصہ نہ لیا ہو گا۔

وزیر۔ ایسا ہی ہو گا والی نعمت ایسا ہی ہو گا ——

اگامینن۔ اس موقع پر یونان کے بہادر نوجوانوں کو جمع کرو۔ ہم اُنکی بہادری کے
کارنامے دیکھیں گے —— ہاں۔ ایک ہزار مصری غلاموں کو نہ بھولنا ہم اُن کی
آنکھو —— ں —— پر ——

۸۹

چاندنی رات ہے چشمے کے کنارے سائکی اور کیوپڈ بیٹھے ہوئے ہیں۔

سائکی۔ تم کتنا پیار کرتے ہو۔ میں اپنے سارے غم بھول گئی۔

کیوپڈ دیوانہ وار سائکی کے نرم و نازک جسم کو اپنے قریب کر لیتا ہے کبھی اُس کی آنکھیں دیکھتا ہے کبھی لب کبھی گردن۔

سائکی۔ تم —— کتنا پیار کرتے ہو ——

کیوپڈ۔ سائکی تمھیں مجھ سے محبت ہے ——

سائکی۔ یہ کیا پوچھتے ہو شاعر —— یہ کیا پوچھتے ہو۔

جذبات میں تلملا جاتی ہے اور آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔

کیوپڈ۔ آنسو ——

سائکی۔ خوشی کے —— نہیں غم کے بھی نہیں —— اُن راتوں کی یادیں —— دوشیزگی کی اُن اُداس دبے کیف راتوں کی یادیں جو عذاب —— تھیں۔

کیوپڈ۔ سچ ——

سائکی۔ ہاں شاعر میں اُن راتوں میں مسرور نہیں ہوتی جب تم میرے پہلو میں ہوتے ہو میں اُن راتوں کو یاد کرنے لگتی ہوں جو تنہا گزر گئیں۔

کیوپڈ۔ سائکی تم کتنی لطیف الخیال ہو ——

سائکی۔ مگر شاعر تم مجھ سے کبھی جدا نہیں رہے۔ میں نے ہمیشہ تمھیں دیکھا ہے محسوس کیا ہے کبھی پروانہ بن کر جلتے کبھی بھونرا بن کر رقص کرتے اور کبھی چکور بن کر دور دراز منزل کی طرف پرواز کرتے —— میں نے تمھیں ہمیشہ دیکھا ہے۔

۔ ہاں میں صرف ایک آرزو ہوں —— اور آرزو جو حسن کی پرستش

خاموش ہو جاتا ہے دونوں کی نظریں چاند پر جم جاتی ہیں کیوپڈ کچھ دیر خاموش رہتا ہے۔

سائکی۔ تم خاموش ہو گئے شاعر —— کیا سوچنے لگے۔

کیوپڈ خاموش رہتا ہے اور اُس کی نظریں چاند پر جمی رہتی ہیں۔

سائکی۔ شاعر چاند کو نہ دیکھو ورنہ میری آنکھوں میں آنسو آجائیں گے۔

کیوپڈ۔ تم رہتی ہو تو میں چاند کو نہیں دیکھتا۔

سائکی۔ پھر یہ سکوت اور فکر کیسی —— دیکھو (آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی ہے) میری طرف دیکھو میں ہی وہ فکر ہوں —— معلوم نہیں وہ کون خاص تیر تھا جس سے کیوپڈ نے ہمیں زخمی کیا ہے —— اور ایسا زخمی کیا —— بس ——

کیوپڈ کے جسم میں ایک لرزش پیدا ہوجاتی ہے لیکن وہ اپنا اضطراب چھپالیتا ہے

کیوپڈ۔ کیوپڈ نے کیوں ہم نے ایک دوسرے پر تیر چلایا ہے۔

سائکی۔ نہیں۔ سنا ہے بغیر کیوپڈ کے تیر چلائے کسی کو کسی سے محبت نہیں ہوتی ——

کیوپڈ۔ کیوپڈ میں ہوں —— میں نے ہی تو تیر چلایا ہے۔

سائکی۔ (قہقہہ لگا کر) تم کیوپڈ —— نہیں —— وہ تو بڑا بے رحم ہے اسکا سینہ گداز عشق سے خالی ہے وہ صرف دوسروں کو زخمی کرتا ہے خود زخمی نہیں ہوتا —— کسی سے محبت نہیں کرتا —— تم تو محبت کرتے ہو۔

کیوپڈ۔ یہ خیال کیوپڈ کو کسی سے محبت نہیں ہوسکتی ممکن ہے غلط ہو۔

سائکی۔ نہیں شاعر —— دیوتاؤں نے اُسے ایسا ہی بنایا ہے ——

(خاموشی)

سائکی۔ ایک بات بتاؤ گے ——

کیوپڈ۔ پوچھو ——

سائکی۔ تم کہیں کے شہزادے تو نہیں —— جو تم نے اس ویران پہاڑ پر اتنا شاندار محل بنا

رکھا ہے۔

کیوپڈ۔ ہاں میں شہزادہ ہوں۔

سائکی۔ کہاں کے۔

(سائکی مسکراتی ہے)

کیوپڈ۔ پرستان کا --- یہ محل شاہ یونان کے محل سے تو اچھا نہیں۔

سائکی۔ نہیں۔ یہ بہت خوبصورت ہے --- یہاں زمین پر الماس جڑے ہوئے ہیں یہاں کے حوض صیقل کی ہوئی چاندی کے ہیں --- پھر شاعر میں وہاں اپنی دوشیزگی کی بے مزہ زندگی بسر کرتی تھی اور یہاں تمہارے ---

سائکی باغ میں ٹہلنے لگتی ہے ہر چیز کو دیکھتی ہے خوبصورت کنیزیں سازوں کو لئے کھڑی ہیں۔ سائکی چلتے ہوئے ایک ساز پر ضرب لگاتی ہے۔

سائکی۔ ان سازوں کے تاروں سے ارتعاش کے وقت عجیب خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ یونان میں ایسے ساز نہیں ---

برج طلائی حسین اور خوبصورت کنیز پریوں سے بھرا ہے۔ جن کے خوبصورت پروں میں الماس چمک رہے ہیں۔

۹۰

کنیزیں ساز بجاتی ہیں۔ صبح ہو رہی ہے --- سائکی بیدار ہوتی ہے۔

کیوپڈ۔ اٹھو سائکی ---

سائکی۔ کیا صبح ہوگئی ــــــ

کیوپڈ۔ ہاں۔

سائکی۔ اتنی جلدی ــــــ یونان کی راتیں بڑی طویل ہوتی ہیں اور یہاں ــــ آنکھ جھپکتے ہی صبح ہو جاتی ہے۔

(انگڑائی لیتی ہے)

91

بادشاہ اگامینن اپنے خوبصورت ایوان میں بیٹھا ہوا ہے تمام درباری حسب قاعدہ زمین بوس ہو کر قصر شاہی کے بڑے کمرے میں کھڑے ہیں۔

اگامینن۔ کیا کیا تیاریاں ہو چکی ہیں۔

وزیر۔ عمدہ اور بیش قیمت چیزوں کے لئے جو تاجر بھیجے گئے تھے وہ آ گئے ہیں۔ بعض شمالی سمندر کے ماہی گیروں سے عنبر خرید کر لائے ہیں۔ بعض عجیب و غریب نادر و بیش قیمت سبزی مائل مصری فیروزے لائے ہیں۔

اگامینن۔ خوب بہت خوب ــــ ہم بہت خوش ہوئے ــــ

وزیر۔ طلسمی خاصیتیں بیان کی جاتی ہیں اور جو صرف فراعنۂ مصر کے قبروں سے دستیاب ہوتے ہیں۔

اگامینن۔ ان ہیروں کو میرے لباس میں ٹکوا دیا جائے ــــ

وزیر۔ کچھ تاجروں نے درباری سجاوٹ کے لئے ریشمی قالین اور منقش ظروف حاصل کرلئے ہیں ــــ ہاتھی دانت کا سامان نیلم کے جھاڑ فانوس اور پشمینہ کے دوشالے ــــ

اگا مینن۔ خوب ۔۔۔ گویا ہمارے جشن فتح کے لئے ہر چیز مہیا ہو چکی ہے۔

وزیر۔ ہاں۔ سوائے اُس ہیرے کے جسے جزیرہ ہرمز اور بحرین میں ڈھونڈا جا رہا ہے۔

۹۲

ایک بہت بڑی سی کشتی جسے سو غلام چلا رہے ہیں اُس پر ایک یونانی بیٹھا ہوا ہے۔ جو بالکل سیاہ فام ہے۔ جس کے سر پر قرمزی رنگ کا ریشمی عمامہ ہے چاندی کے بڑے بڑے بالے کان کی سوتی موٹی لَویں لٹک رہے ہیں اور ہاتھ میں ہاتھی دانت کا گرز ہے۔ اور غلاموں کے بدن پر ایک کپڑے کے سوا کچھ نہیں ہے اور ہر غلام اپنے برابر والے ساتھی سے زنجیروں کے ساتھ جکڑا ہوا ہے۔ تیز دھوپ چمک رہی ہے جب وہ تھک جاتے ہیں ایک آدمی دوڑ دوڑ کر اُن کو چرمی کوڑوں سے مارتا ہے اور یہ غلام پھر اپنے لاغر بازوؤں کو پھیلا کر بھاری بھاری چپو چلانے لگتے ہیں۔ ساحل کی طرف سے ہوا چل رہی ہے عرصہ اور بادبان گرد و غبار میں اٹ گئے ہیں ایک جگہ کشتی لنگر انداز ہوتی ہے۔ بادبان اُتار دئے جاتے ہیں ایک سیڑھی سیسہ سے باندھ کر کشتی کے پہلو میں پھینکی جاتی ہے اور اوپر کا سرا دو حلقوں میں مضبوطی سے باندھ دیا جاتا ہے اُس کے بعد یونانی غلاموں کو دیکھتا ہے۔

یونانی۔ (کم عمر غلام کو دیکھ کر) اسے کھول دو۔

اُس کی زنجیریں کھول دی جاتی ہیں نتھنوں اور کانوں میں موم کا ڈاٹ لگایا جاتا ہے اور کمر سے ایک بھاری پتھر باندھ کر آہستہ آہستہ سیڑھی کے ذریعہ نیچے اُتار کر پانی میں

اُتار دیا جاتا ہے۔ غلام غوطہ مار کر سمندر میں غائب ہو جاتا ہے اور وہاں بلبلے اُٹھنے لگتے ہیں اور دوسرا یونانی ڈھول پیٹ پیٹ کر پڑھنے لگتا ہے۔

یونانی :۔ ناتی یاداں ساتواں یاں ــــ اے سمندر دیوتا ہمیں وہ ہیرا دے جو جزیرۂ ہرمز اور بحرین کے تمام موتیوں سے زیادہ خوش آب ہے جس کی شکل بدر کامل سے مشابہ ہے اور جو ستارۂ صبح سے زیادہ درخشاں ہے۔

تھوڑی دیر بعد وہ غوطہ خور غلام پانی کے باہر آتا ہے۔ ہانپتا ہوا سیڑھی سے چمٹ جاتا ہے اُس کے ہاتھ میں ایک موتی ہے یونانی وہ موتی اُس سے چھین لیتا ہے اور غوطہ کھانے کے لئے پھر لوٹا دیتا ہے اس بار غلام یونہی باہر آتا ہے اور یونانی غصہ میں ہنٹر مارتا ہے اور پھر غوطہ کھانے کے لئے لوٹا دیتا ہے ــــ کشتی کے غلام ہاتھوں میں چپو لئے سو جاتے ہیں وہ غوطہ خور غلام بار بار باہر آتا ہے اور ہر بار اپنے ساتھ ایک خوبصورت موتی لاتا ہے یونانی موتیوں کو تولتا ہے اور ایک تھیلی میں ڈالتا جاتا ہے۔

یونانی۔ (ڈانٹ کر) وہ موتی لاؤ جو ستارۂ صبح سے زیادہ درخشاں ہے اور بحرین کے تمام موتیوں سے زیادہ خوش آب ہے ورنہ اس بار میں تمھیں مار ڈالونگا ــــــ

غلام ہانپتا رہتا ہے اور یونانی ہنٹر مار کر اُسے پانی میں کودنے کے لئے مجبور کرتا ہے پانی میں بلبلے اُٹھتے رہتے ہیں اور بہت دیر کے بعد وہ غلام ایک بہت خوبصورت موتی کے ساتھ باہر آتا ہے۔ بے حد ہانپتا ہوا ــــ یونانی جلدی سے وہ موتی چھین لیتا ہے۔

یونانی۔ یہی ہے وہ موتی دیوتا کی قسم یہی ہے وہ موتی ــــ جو دس ہزار برس پہلے شہنشاہ ہڈرسن کی محبوبہ کے گلے سے سمندر میں گر گیا تھا جس کے نکالنے میں بیس ہزار

غلاموں کی جانیں گئیں تھیں اور آج وہ موتی میں نے نکال لیا (یونانی قہقہہ لگاکر) ستارۂ صبح سے زیادہ درخشاں اور بحرین کے تمام موتیوں سے زیادہ خوش آب ہے۔

غوطہ خور کا چہرہ بالکل زرد ہو جاتا ہے کشتی میں چڑھتے ہی وہ گر پڑتا ہے اُس کے کانوں اور نتھنوں سے خون جاری ہو جاتا ہے تھوڑی دیر ہانپتا رہتا ہے پھر تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو جاتا ہے اُسکی جان نکلتی رہتی ہے اور یونانی کا قہقہہ گونجتا رہتا ہے۔

دوسرا یونانی۔ مر گیا

پہلا یونانی۔ مر گیا ـــــ پھینک دو

لاش سمندر میں پھینکی جاتی ہے اور فوراً ایک بڑی سی مچھلی نگل جاتی ہے۔

یونانی۔ یہ موتی حضور اگامینن کے عصا میں چمکے گا ـــــ اور مجھے ـــــ ہاہاہا ـــــ

لنگر اُٹھاؤ ـــــ لنگر اٹھاؤ ـــــ لنگر ـــــ

بادبان کھولا جاتا ہے اور سوئے ہوئے غلاموں کو تیزی سے ہنٹر پڑنے لگتے ہیں۔ اور وہ سنبھلتے ہی بھاری بھاری چپو چلانے لگتے ہیں۔

---

(۹۳)

آدمی۔ جو کوئی جشن فتح میں حصہ نہ لے گا اُسے سخت سزا دیجائے گی۔

ایک آدمی۔ بیکار غم سے کیا فائدہ سائکی دیوتاؤں کی چیز تھی دیوتاؤں نے لے لیا۔

دوسرا آدمی۔ ہاں اگر سائکی کی قربانی نہ دیجاتی تو ممکن تھا سارا یونان جل جاتا۔

۹۴

رات کے وقت ٹمٹماتے ہوئے چراغ میں دو آدمی شاہی لباس تیار کر رہے ہیں۔

بڈھا۔ جلدی کرو بیٹا۔ اگر یہ آج تیار نہ ہوا تو کل ہمیں قتل کر دیا جائے گا۔۔۔۔

نوجوان۔ کیا فرق ہے ۔۔۔۔ نہ جانے دیوتاؤں نے طرح طرح کے آدمی کیوں بنائے ہیں۔ کسی کو دولت کسی کو غربت۔ ہمارا مالک بھی تو مجھ جیسا ایک آدمی ہے۔ لیکن فرق یہ ہے میں چیتھڑے پہنے پھرتا ہوں اور وہ اعلیٰ درجے کی پوشاک پہن کر نکلتا ہے۔ میں فاقہ کرتے کرتے ناتواں ہو گیا ہوں ۔۔۔ اور وہ ۔۔۔۔

بڈھا۔ جانے دو بیٹا ۔۔۔ جلدی جلدی کام کرو ۔۔۔۔

نوجوان۔ ملک آزاد کہا جاتا ہے ۔ ہم کسی کے غلام نہیں پھر بھی ہم ۔۔۔ غلام ہیں ۔۔۔ جب جنگ ہوتی ہے تو طاقتور کمزور کو غلام بنا لیتے ہیں اور جب امن ہوتا ہے ۔۔۔ تو مالدار غریبوں کو غلام بنا لیتے ہیں ۔۔۔۔

بڈھا۔ جلدی جلدی کام کرو بیٹا صبح ہو رہی ہے ۔۔۔۔

نوجوان۔ ہم لوگوں کو زندہ رہنے کے لئے کام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن وہ ہم کو اس قدر ذلیل اُجرت دیتے ہیں کہ ہم مشکل سے زندہ رہ سکتے ہیں۔ ہم دن بھر محنت کرتے ہیں۔ اور خزانوں میں دولت جمع ہوتی ہے۔

بڈھا۔ یہی دستور ہے ۔۔۔ ہم انگوروں کو نچوڑتے ہیں اور دوسرے پیتے ہیں ہم کھیتوں میں بیج بوتے ہیں اور دوسرے کاٹتے ہیں ہم عالیشان محلات بناتے ہیں۔ خود دھوپ میں جلتے ہیں سردی میں کانپتے ہیں ۔۔۔ اور دوسرے اس میں رہتے ہیں ۔۔۔۔

نوجوان۔ (جوش میں) ہم زنجیروں میں گرفتار ہیں لیکن کوئی آنکھ نہیں جو دیکھ سکے ہم غلام ہیں۔
ہماری تاریک گلیوں میں سوائے افلاس کے کچھ نہیں ——
بڈھا۔ جلدی جلدی کام کرو بیٹا — مجبوری — مجبوری — یہ زنجیریں نہیں ٹوٹ سکتیں
ہر وقت ہر زمانے میں یہ زنجیریں غریبوں کو جکڑے رہتی ہیں۔ چاہے وطن آزاد ہو یا غلام۔

---

(۹۵)

سائکی اداس اور غمگین بیٹھی ہوئی ہے کیوپڈ آتا ہے سائکی نظریں جھکائے رہتی ہے۔
ٹھوڑی اٹھا کر دیکھتا ہے۔

کیوپڈ۔ اُف۔ ان غزالی آنکھوں میں آنسو — کیا تکلیف ہے تمھیں۔
سائکی۔ یہی تکلیف ہے — میں اس عیش و عشرت میں زندگی گزار رہی ہوں اور میرا بابا۔
ایک ہلکا سا سایہ گزر جاتا ہے
کیوپڈ۔ کیا کہہ رہی تھیں ——
سائکی۔ بھول گئی —— (خوش ہو کر) نہ جانے کیا کہہ رہی تھی۔

---

(۹۶)

ملکہ۔ پیارے اگسٹس اب چھپ چھپ کر ملاقاتوں سے جی نہیں بھرتا ——
اگسٹس۔ تم تو صرف باتیں بناتی ہو۔

ملکہ۔ نہیں۔ میں تمھاری محبت میں پاگل ہو رہی ہوں ـــــ پاگل ـــــ جیو پیٹر کی قسم
جو کہو گے کرونگی۔
اگسٹس (سوچ کر) اگامین سے کہو وہ کل جشن فتح کے دن شیر کا گلا دبا کر دم گھٹا کر مارے۔
ملکہ۔ اس سے کیا ہوگا ـــــ وہ شیر سے زیادہ قوت رکھتا ہے۔ میں تیقن سے کہتی ہوں
وہ شیر کو مار ڈالے گا۔
اگسٹس۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ کر کے تو دیکھو ـــــ
(آنکھوں میں خونی چمک پیدا ہو جاتی ہے)

۹۷

اگسٹس۔ (ایک یونانی سے) سمجھ گئے ـــــ
یونانی۔ ہاں ـــــ
اگسٹس۔ بھوکا شیر ـــــ پالتو نہیں جنگلی ـــــ لو یہ اپنا انعام
یونانی۔ اس کی کیا ضرورت تھی ـــــ (لے لیتا ہے)

۹۸

کوہ کرناس کے شمال میں جہاں زیتون کے درختوں کا ایک بہت بڑا خطہ ہے۔ جہاں شاندار
عمارتوں کا ایک سلسلہ ہے۔ تمام دیوتاؤں اور دیویوں کی مورتیاں جگمگا رہی ہیں اسکے پاس

دیوتاؤں کی حفاظت میں شاہی خزانہ گھر ہے اور بیچ میں جیوپیٹر کا بہت بڑا مندر ہے جہاں دھوپ کے ستون بلند ہو رہے ہیں اور مذہبی نغمے کنواریاں الاپ رہی ہیں۔ مندر کے جنوب میں (Hippordrome Stadium) ہے۔ یہاں کھیل میں حصہ لینے والے نوجوان جمع ہیں۔ —— گھنٹہ بجتا ہے پجاری باہر نکلتا ہے —— اگامینن ملکہ اور اراکین حکومت کے ساتھ زرق برق پوشاک میں موجود ہے۔

پجاری (باآواز بلند) خداوند نے کھیل کی منظوری دیدی ——

ساتھ ہی سو آدمی بگل بجاتے ہیں اور فوراً جھنڈا بلند کیا جاتا ہے ساری فوجیں زرق برق لباس میں ہتھیار سجائے Marchpast کرتی ہیں اُس کے پیچھے حصہ لینے والے نوجوان —— پھر گھوڑے پر سوار سپاہی۔ گزرتے ہیں چاروں طرف نعرے لگتے ہیں۔

نعرے۔ خداوند جیوپیٹر زندہ باد —— اگامینن زندہ باد ——

ایک نوجوان دوڑتا ہوا مندر کے اندر داخل ہوتا ہے اور رکھی ہوئی مشعل کو مندر میں جلتے ہوئے چراغ سے روشن کرکے دوڑتا ہوا Stadium جاتا ہے اور اُس مشعل کو ایک اُونچائی پر روشن کر دیتا ہے۔ گھنٹہ بجتا ہے اور ساتھ ہی رتھ کی دوڑ شروع ہوتی ہے —— گھوڑے دوڑتے ہیں پہاڑیوں پر چڑھتے ہوئے گھوڑے دوڑتے رہتے ہیں Mule care ریس ہوتی ہے جو جیت جاتا ہے اُسے اُس کے ساتھی کندھوں پر بٹھا کر شور و غل مچاتے ہیں —— کشتی ہوتی ہے۔ مکہ بازی کا مقابلہ۔ نیزے پھینکے جاتے ہیں —— Hurling of the Quoit —— شور و غل بلند ہوتا ہے آگ کے کھیل شروع ہوتے ہی لوگ آگ کے دائرے میں کودتے پھاندتے نکل جاتے ہیں۔ High Jump پھر تلوار کی خوفناک لڑائی ہوتی ہے ایک نوجوان تلوار لیکر میدان میں

آتا ہے دوسرا نوجوان بھی تلوار لیکر آتا ہے۔ دونوں میں تلواریں چلتی ہیں پہلا نوجوان دوسرے
کو مار ڈالتا ہے پھر تیسرا نوجوان آتا ہے۔ تیسرا نوجوان پہلے کو مار ڈالتا ہے۔

نوجوان۔ کوئی ہے ——

اگامینن اگسٹس کو اشارہ کرتا ہے۔ اگسٹس تعظیماً جھکتا ہے اور تلوار لیکر ایرینا میں کود پڑتا
ہے۔ دونوں میں تلواریں چلتی ہیں کچھ دیر میں اگسٹس نوجوان کو مار ڈالتا ہے اور ساتھ
ہی ایک بہت بڑے بورڈ میں اگسٹس کا نام سنہرے حرفوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر
بیلوں کی لڑائی شروع ہوتی ہے۔ دو بہت خوفناک قسم کے بڑے بڑے بیل لڑتے ہیں
بیحد شور و غل بلند ہوتا ہے۔ لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں آپس میں شرط لگانے لگتے ہیں بعض بعض
میں آپس میں کشتیاں ہو جاتی ہیں۔ کئی ایک ایک دوسرے کو خنجر بھونک کر مار ڈالتے ہیں۔

اگسٹس۔ خاموش ——

ایک بیل بھاگ جاتا ہے اور یہ کھیل ختم ہو جاتا ہے۔

اگامینن۔ غلاموں کو لایا جائے۔

کئی سو غلام زنجیروں میں جکڑے ہوئے مجبوری اور لاچاری کی حالت میں لائے جاتے ہیں

اگامینن۔ تیر چلاؤ —— اس طرح ——

اُتر کر ایرینا میں آتا ہے اور کمان میں دو تیر لگا کر ایک ساتھ چلاتا ہے دونوں تیر ایک
ساتھ کمان سے نکل کر ایک غلام کی دونوں آنکھیں پھوڑ دیتے ہیں۔

اگامینن۔ (سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے) اس طرح ——

شاہی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے غلام بیچارے خوف سے کانپ جاتے ہیں اور سب غلاموں
کی آنکھیں غیر ارادی طور پر بند ہو جاتی ہیں۔

اگامینن ۔ آگے بڑھو یہ آنکھیں بیکار ہیں جب یہ پھوٹ جائیں گی تو ہم انھیں جنگی جہازوں میں رکھ لیں گے ۔ دیکھا اگسٹس (کوئی چیز کھاتے ہوئے) کھیل کا کھیل اور کام کا کام۔

جہاز میں روشن آنکھیں خطرناک ہیں ——

ایک نوجوان آگے بڑھتا ہے اور تیر چلاتا ہے غلام کی دونوں آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں۔

کئی غلام ۔ (ایک ساتھ) رحم —— رحم آقا رحم ——

اگامینن۔ رحم۔ ہنٹر لگاؤ —— لگاؤ ——

دوسرا غلام کھینچ کر آگے لایا جاتا ہے اور شاعر کھڑا ہوتا ہے سپاہی اُسے کھینچتے ہیں شاعر اُنھیں دھکا دیکر آگے بڑھتا ہے ایک سپاہی اپنا ہنٹر پھینک کر کرسی لیتا ہے۔

شاعر۔ اگامینن یہ ظلم کیوں یہ بھی انسان ہیں اور تو بھی انسان ہے۔

اگامینن۔ یہ کون ہے جو سمندر کی گرج سے بلبل کے نغمے کو ہم آہنگ کر رہا ہے ——

شاعر۔ محبت کی نشانی —— روح کی شراب —— دل کی غذا —— شاعر ——

اگامینن۔ دیکھو گرج کا نقارہ بجلی کی تلواریں میری بزرگی اور مرتبہ کا راگ الاپ رہی ہیں —— کیا تم نہیں جانتے میں دیوتا ہوں —— خود ہی جلاتا ہوں۔ خود ہی مارتا ہوں خود ہی بناتا ہوں خود ہی ڈھاتا ہوں —— ہاہاہا ۔ قوت ہوں طوفان سے زیادہ شدید قوت —— ہاہاہا

شاعر۔ تم قوت ہو طوفانوں کی طرح چیختے اور شور مچاتے ہو۔ میں محبت ہوں خاموشی کے ساتھ ٹھنڈی آہیں بھرتا ہوں —— اور دنیا جانتی ہے طوفان کی شدت اور غضب کا زائل ہو جاتی ہے۔ زمانے کا گرداب اُسے چٹ کر جاتا ہے۔ لیکن ٹھنڈا سانس دیوتاؤں کے ساتھ باقی رہتا ہے —— محبت ۔ جذبات کے سمندر کا ٹھنڈا سانس

تفکر کے آسمان کا آنسو اور رُوح کے سبزہ زار کا تبسم ہے۔

اگامینن۔ ہا۔ہا۔ہا۔

شاعر۔ اور قوت سمندر کا ٹھنڈا سانس آسمان کا آنسو اور خزاں کا تبسم ہے ــــ تم حرص و طمع کے تاریک غاروں میں قید ہو ــــ میرے دوست میرے بھائی اس عظیم الشان ستونوں والے محل سے باہر آؤ ــــ تم نے صرف چیخ پکار اور ہنگامہ سیکھا ہے میں تمھیں چشم روح سے ہمدردی کے آنسو بہانا۔ اور قناعت کی آہیں بھرنا سکھاؤنگا۔

شاعر کو ہنٹر لگتا ہے اور شاعر کے جسم سے خون نکلنے لگتا ہے۔

اگامینن۔ ابھی معلوم ہو جائیگا ــــ دیوتاؤں کی قسم آج میں تیرے خون سے اپنے ماتھے پر تلک لگاؤں گا۔

اگسٹس ملکہ کی طرف اشارہ کرتا ہے

ملکہ۔ کتنا بیوقوف ہے یہ شاعر جو تمھاری قوت کا اعتراف نہیں کرتا۔

اگامینن۔ ہاں۔

ملکہ۔ (اگامینن کے بازوؤں کو سہلاتے ہوئے) تمھارے بازوؤں میں کتنی قوت ہے پیارے۔ کیا یہ سچ ہے تم شیر کو گلا دبا کر مار سکتے ہو۔

اگامینن۔ ہاں تمھیں یقین نہیں آتا ــــ

ملکہ۔ تم کہتے ہو تو یقین کرنا ہی ہوگا ــــ مگر یہ کسی کو یقین نہیں آسکتا۔

اگامینن۔ اچھا ــــ اگسٹس شیر لایا جائے۔

اگسٹس۔ معلوم ہوتا ہے اس بار Olympaid کا خطاب حضور ہی کو ملیگا۔

اگامینن۔ یقیناً۔ اگر ہم چاہیں تو یونان کیا ساری دنیا میں کوئی ایسا نہیں جو Olympaid

کا خطاب لے سکے۔

اگامینن ریشمی عبائیں اتار کر جلدی جلدی جنگی لباس پہنتا ہے۔ لوگوں میں شور و غوغا بڑھتا جاتا ہے۔ تالیاں بجتی رہتی ہیں۔ اگامینن ایرینا میں اُترتا ہے اور ساتھ ہی شیر کا پنجرہ لایا جاتا ہے۔

اگامینن۔ ہا ہا ——

شیر کا پنجرہ کھولا جاتا ہے۔ شیر نکلتے ہی اگامینن پر ایک خوفناک قسم کا حملہ کرتا ہے۔ اگامینن حملہ روک کر گلا دبا تا ہے۔ اگسٹس اور ملکہ کے چہرے پر افسوس کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ شیر گردن موڑ کر گلا چھڑا لیتا ہے۔ اگسٹس کے چہرے پر مسکراہٹ آجاتی ہے۔ شیر پیچھے ہٹتا ہے اور دوبارہ حملہ کرتا ہے۔ اگامینن دوبارہ پوری قوت سے گلا دباتا ہے۔ شیر کی آنکھیں نکلنے لگتی ہیں۔ شیر پھر گردن موڑ کر گلا چھڑا لیتا ہے اور ہٹ کر اس بار ایک بہت خوفناک حملہ کرتا ہے اور اگامینن کے دائیں بازو کا بہت سا گوشت نوچ لیتا ہے۔ اگامینن گلا دباتا ہے مگر زخمی ہونے کی وجہ سے نہیں دبا پاتا۔ اور شیر دوبارہ پنجہ مار کر اگامینن کے سینے کا بہت سا گوشت نوچ لیتا ہے۔ اگامینن بھاگتا ہے۔

اگامینن (چیخ کر) مدد

(سپاہی آگے بڑھتے ہیں)

اگسٹس۔ ٹھہرو —— یہ ایرینا ہے۔ شیر شیر سے لڑ رہا ہے۔

شیر بجلی کی تیزی کے ساتھ جھپٹ کر اگامینن کا گلا دبا لیتا ہے۔ اسی وقت اڈلیس گھوڑے پر آتا ہے اور نیزہ پھینک کر شیر کو مارتا ہے۔ نیزہ سے شیر زخمی ہو جاتا ہے اور اگامینن کی لاش کو چھوڑ کر کئی آدمیوں کو چیرتا پھاڑتا بھاگتا ہے۔ لوگ بھاگنے لگتے ہیں۔ اسی وقت اگسٹس تیر کمان میں جوڑ کر اڈلیس کو نشانہ بنانا چاہتا ہے مگر دیکھ لیتی ہے۔ اور خنجر پھینک کر اگسٹس کو مار دیتی ہے۔

اگسٹس ۔ آہ ۔۔۔ (ملکہ کی طرف دیکھ کر) یہ تم نے ۔۔۔ یہ تم نے کیا کیا ۔۔۔ (مر جاتا ہے)

ملکہ ۔ یہ میں نے کیا کیا ۔۔۔ اگامینن پیارے ۔۔۔ اگسٹس پیارے

(دوسرا خنجر نکال کر بھونک لیتی ہے)

اڈلیس ۔ ماں ۔۔۔ ماں ۔۔۔ یہ کیا ۔۔۔

لاش پر گر کر رونے لگتا ہے ۔ شیر ابھی تک قابو سے باہر ہے لوگ بھاگ رہے ہیں شاعر بھی بھاگتا ہے ایک مجمع کے ساتھ اگامینن کی لاش کے پاس آتا ہے ۔ پیچھے سے اور لوگ بھاگتے ہیں اور وہ لاش سے ٹکرا کر گر جاتا ہے اس طرح کہ اگامینن کا خون اُس کے ماتھے پر لگ جاتا ہے ۔ شاعر اگامینن کی لاش کے پاس بیٹھ جاتا ہے ۔

شاعر ۔ تم میرے خون سے اپنے ماتھے پر تلک نہ لگا سکے ۔ مجھے افسوس ہے میرے بھائی ۔ مجھے افسوس ہے ۔۔۔ انسان میرا محبوب ہے ۔۔۔ اسلئے تم بھی میرے محبوب ہو ۔۔۔ افسوس تم یہ کبھی نہ سمجھ سکے اگر بقا کے لئے دوسرے کی فنا ضروری ہے تو پھر موت زیادہ خوش گوار زیادہ محبوب ہے ۔۔۔ تم میرے بھائی ہو ۔۔۔ تم ۔۔۔ اپنے بازوؤں سے بہتا ہوا خون اگامینن کے ماتھے پر لگا دیتا ہے بچی ہوئی لاش اٹھا کر میں خداوند کے حضور میں لے چلتا ہوں وہ تمھارے گناہوں کو معاف کر دے گا ۔۔۔ (لاش اٹھا کر ڈگمگاتے ہوئے قدموں سے پہاڑ کی وادیوں کے دشوار گزار راستوں پر چڑھتا ہے ۔۔۔ پیر ڈگمگاتے ہیں ۔۔۔) میں آ رہا ہوں دیوتا مجھے قوت دے میں تیرے گناہ گار بندے کو لیکر تیرے حضور میں آ رہا ہوں ۔۔۔

شاعر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں ۔ شاعر بیخودی کی حالت میں نہیں دیکھتا اور ایک چیل آتی ہے اور اگامینن کی آنکھ نکال لیتی ہے دوسرا پرندہ آتا ہے ایک بوٹی نوچ لیتا ہے ۔۔۔ پرندے آتے رہتے ہیں اور بوٹی نوچتے رہتے ہیں ۔ شاعر سامنے

نظر جمائے رہتا ہے آنسو رخسار پر ڈھلتے رہتے ہیں۔ قدم ڈگمگاتا رہتا ہے۔ درختوں پر بیٹھے ہوئے الو ـــــ رو رہے ہیں۔ ایک آواز گونج رہی ہے۔

آواز۔ آج بھی جب تیرے تاج میں موتی چمک رہا ہے اور اُس وقت بھی جب تو سالوں میں بس کر اور زرد کتابوں میں لپٹ کر اپنے رنگین تابوت میں سو جائیگا۔ انسانیت کے حافظے میں خاک و خون میں لتھڑی ہوئی لاش ہی رہیگا ـــــ لاش ہی رہیگا ـــــ لاش ہی رہیگا ـــــ

پرندے باقی ماندہ لاش کے ٹکڑے نوچ لیجاتے ہیں اور شاعر کا ہاتھ پھیلا کا پھیلا رہتا ہے۔ شاعر جیوپیٹر کی مورتی کے پاس پہونچتا ہے۔

شاعر۔ خداوند معاف کردے ـــــ اسکی آنکھوں نے بابل کی قوت مصر کی بزرگی اور یونان کی عظمت دیکھی ہے لیکن اپنے باطن سے یہ آواز کبھی نہیں سنی ـــــ یہ عیش و عشرت یہ نام و نمود یہ شان و شوکت دھوئیں کے ستونوں کی طرح بلند ہوتے ہیں پھر انکا پتہ نہیں لگتا ـــــ معاف کردے ـــــ دیوتا معاف کردے ـــــ

شاعر جھکتا ہے کہ لاش کو جیوپیٹر کے حضور میں پیش کرے اُس وقت اُسکی نگاہیں دیکھتی ہیں کہ لاش غائب ـــــ

شاعر۔ (چیخ کر) خداوند ـــــ

گر جاتا ہے آسمان پر پرندے اگاسین کی لاش کے ٹکڑے لئے چکر کاٹ رہے ہیں۔

۹۹

ہاتھی دانت کے ڈنڈوں پر مخملی شامیانہ تنا ہوا ہے۔ جس میں چاروں طرف شتر مرغ کے پروں کے بڑے بڑے گچھے آویزاں ہیں۔ شامیانہ کے اوپر یونانی خود پرست دیوتا نارسی سس کا ایک بت نصب ہے۔ جس کے ہاتھ میں ایک صیقل کیا ہوا آئینہ اور سامنے نیلم کا تراشا ہوا کھلے منہ کا چوڑا سا پیالہ رکھا ہے۔ فوجی سپاہ قطار در قطار کھڑی ہے۔ پجاری پڑھ رہا ہے۔ دھویں کے ستون بلند ہو رہے ہیں۔ پجاری منتر ختم کرتا ہے اور ساتھ ہی تو سپاہی بگل بجاتے ہیں —— پجاری کے سامنے اگسٹس اور ملکہ کی لاش اور اگامینن کا صرف کٹا ہوا ہاتھ رکھا ہے اوڈلیس زرق برق لباس میں آتا ہے اور ساتھ ہی نعرے گونجتے ہیں۔

اوڈلیس (دو زانو ہو کر) اے مقدس باپ ہم کسی وقت کے لئے جدا ہو رہے ہیں۔ زر و جواہر کے انبار عیش و عشرت کے سامان اور تمام ضروری اسلحہ جات قبر میں ساتھ رکھے جا رہے ہیں۔ امید ہے آپ کی روح ہمیشہ میری خبر گیری کرے گی اور باعث برکت و بزرگی ہوگی (جھکتا ہے) ماں ضروریات کی تمام چیزیں ہمراہ کی جا رہی ہیں۔ آپ کی مقدس روح سے التجا ہے۔ وہ ہمیشہ ہماری نگرانی کرتی رہے (جھکتا ہے اور اگسٹس کی لاش کے پاس جاتا ہے) تم اس قابل نہیں کہ تمھاری لاش کو شاہی شان و شکوہ کے پردوں میں چھپایا جائے۔ پھر بھی میں تمھیں عزت و احترام کے ساتھ رخصت کر رہا ہوں۔ مگر یہ نہ سمجھنا میں نے تمھیں معاف کر دیا ——

(بارود کے انبار میں آگ لگا دی جاتی ہے)

پجاری۔ افسوس۔ حضور اگامینن کی لاش نہ مل سکی صرف پنجہ ملا۔

اوڈلیس۔ وہ بھی ہم نہ پہچانتے اگر یہ شاہی انگوٹھی نہ ہوتی۔

پہلے اگامینن کا پنجہ قبر میں رکھا جاتا ہے اُس کے بعد اس کا تاج جواہر نگار، عصائے شاہی جس پر در ہائے شاہوار جڑے ہوئے ہیں۔ جواہرات الماس۔ سچے موتی کھانے پینے کی چیزیں عمدہ عمدہ ہتھیار اور تمام ضروریات زندگی —— پھر ملکہ کی لاش اتاری جاتی ہے۔ اور ساتھ ہی جواہرات الماس اور تمام شاہی لوازمات ——

اوڈلیس۔ مسالا ٹھیک سے لگا دیا گیا۔

پجاری۔ ہاں حضور کم از کم ایک لاکھ سال تک تو لاش خراب نہیں ہو سکتی اُس کے بعد دوسری روح داخل ہو جائے گی۔

اوڈلیس۔ ملکہ کی قبر میں اُترتا ہے۔

ملکہ کا سارا جسم مصالحہ میں بسا ہوا ہے اور چاروں طرف سونے کے پتر چڑھے ہوئے ہیں۔ اوڈلیس پیشانی چومتا ہے اور ملکہ کے گلے میں ہلکے سبز رنگ کا بیش قیمت جواہرات کا ہار پہناتا ہے۔ پھر لاش کو ایک رنگین و خوبصورت کرسی پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ زرد کتابوں میں ملفوف کر کے پھر مصالحہ چھڑکا جاتا ہے۔ اوڈلیس باہر آتا ہے۔

پجاری۔ لیجئے سنگ سلیمانی کے اس پیالے میں بھرے ہوئے پاک پانی کو قبروں پر چھڑک دیجئے۔ (چھڑکتا ہے دھواں بلند ہوتا ہے)

پجاری۔ قبر کی ہوائیں نکالکر بند کردو۔

(بگل بجتے ہیں)

اوڈیسس پیتل کے زرہ بکتر میں ملبوس سر پر لوہے کی ٹوپی۔ ایک ہاتھ میں بھالا
ایک ہاتھ میں ڈھال ایک طرف کمر میں تلوار دوسری طرف خنجر۔ رتھ پر سوار خداوند
کی قدم بوسی کو جارہا ہے اُس کے پیچھے اراکین حکومت اور سپاہی ــــ اوڈیسس جیوپیٹر
کے حضور میں پہونچتا ہے۔ پجاری بڑھ کر اوڈیسس کا استقبال کرتا ہے اوڈیسس
ایک خوان میں جواہرات لیکر جیوپیٹر کی مورتی کے قدموں پر رکھتا ہے اور ساتھ ہی
سب کی نگاہیں آسمان کی طرف دیکھنے لگتی ہیں۔ ایک چیل آسمان کی بلندیوں پر
اُڑتی ہوئی نیچے آتی ہے اور جواہرات پر بیٹھ جاتی ہے اور ساتھ ہی نعرے لگتے ہیں۔

نعرے۔ اوڈیسس زندہ باد ــــ اوڈیسس زندہ باد۔

پجاری۔ مبارک ہو مقدس باپ ــــ مبارک ہو ــ خداوند نے تخت پر بیٹھنے کی اجازت دیدی ہے جس طرح جیوپیٹر دیوتاؤں کا دیوتا تمام دیوتاؤں اور دیویوں پر حکومت کرتا ہے۔ اسی طرح حضور یونان کے تمام Hellenes پر حکومت کریں۔ اے مقدس باپ ہم آپ کے بیٹے ہیں، ہمیں اپنی برکتوں سے نوازیئے۔

تمام اراکین حکومت کل فوجیں اور تمام رعایا جھک جاتی ہے۔ بڑا پجاری آگے
بڑھ کر دوزانو بیٹھکر اوڈیسس کے کمر میں لگی ہوئی تلوار کو بوسہ دیتا ہے۔

پجاری۔ (کھڑے ہوکر) اوڈیسس زندہ باد

ہجوم۔ اوڈیسس زندہ باد

اوڈیسس (مسکراتے ہوئے مورتی کی طرف دیکھ کر)

خداوند جیوپیٹر زندہ باد

۱۰۱

جیوپیٹر تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ نارسی سس کھڑا ہوا ہے۔

جیوپیٹر۔ جاؤ اور دنیا میں جو سب سے بیش قیمت چیز ہو میرے پاس لے آو۔

۱۰۲

نارسی سس پرواز کرتا ہے۔ ساری زمین کا چند لمحوں میں چکر لگاتا ہے اور دور سے دیکھتا ہے ایک چیز چمک رہی ہے۔ جہاں جیوپیٹر کی مورتی کے پاس شاعر کی لاش پڑی ہے۔ پرندے پرواز کر رہے ہیں۔ مگر کوئی پرندہ اسکی لاش پر نہیں جھپٹتا ——

۱۰۳

جیوپیٹر۔ لے آئے ——

نارسی سس۔ ہاں —— شاعر کا دل ——

جیوپیٹر۔ میری فردوس میں یہ بلبل خوش نوا ہمیشہ چہچہاتا رہے گا اور میرے شہر زرنگار میں اُس کی بیٹی حسن و محبت کے نغمے الاپے گی ——

ہرکولس اس محل کو اُٹھا لاؤ وہ زمین پر رہنے کی چیز نہیں —— اور تو اے
خواب و نزہت کی ملکہ میرے حکم سے زمین پر جا اور سائکی و کیوپڈ کو
سرور بھرا ایک جام پلا دے ——

ھرکولس۔ مگر دیوتا میرے جسم میں اتنی قوت کہاں ——

جیوپیٹر۔ جاؤ —— تمھارے بازوؤں میں میری قوت ہوگی ——

۱۰۴

(کیوپڈ اور سائکی خواب گاہ میں ہیں)

کیوپڈ۔ سو جاؤ تمھاری آنکھوں میں بہت خمار معلوم ہو رہا ہے۔

سائکی۔ اور تمھاری بھی آنکھیں خواب آلود ہونا چاہتی ہیں۔

سائکی لیٹ جاتی ہے کروٹ لیتی ہے —— کیوپڈ کے مجسمے کو دیکھتی ہے
نقاب پڑا ہوا ہے۔

سائکی۔ محبت بھی کیا ہے۔

کیوپڈ۔ محبت سلام ہے دیوتاؤں کا ——

سائکی۔ نہیں ساری کائنات کا سمٹ کر صرف ایک ہستی میں سما جانا یہ ہے محبّت ——
آنکھوں میں خمار آجاتا ہے سو جاتی ہے کیوپڈ بھی سو جاتا ہے۔

---

(۱۰۵)

ہرکولس پرواز کرتا ہوا محل کے پاس اُترتا ہے۔ محل کے چاروں طرف دیکھتا ہے

ھرکولس۔ کہاں سے اُٹھاؤں ——— (پھر چاروں طرف دیکھتا ہے) محل اٹھاتا ہوں تو یہ باغ رہ جاتا ہے۔ یہ دلکش پہاڑیاں رہ جاتی ہیں۔

پھر چاروں طرف دیکھ کر زمین پر بیٹھتا ہے اور پہاڑ پر زور لگاتا ہے ——

ھرکولس۔ دیوتا تیری قوت میرے بازو ہیں ——— تیری قوت میرے بازو ہیں۔

پہاڑ زمین کی سطح کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے اور ہرکولس اُٹھا لیتا ہے۔ پرواز کرتا ہوا یونان کی حدود سے باہر نکل کر مصر کے ہرے بھرے گلستان کے اوپر پہونچتا ہے جہاں آفتاب چمک رہا ہے۔ نیل دریا سے گھڑیال نکل کر ریت پر لوٹ رہے ہیں۔ بعل کے مندر میں ابابیلیں آشیانہ بنا رہی ہیں۔ سفید قمریاں گلابی فاختائیں آسمان پر چکر کاٹ رہی ہیں۔ سنگ خارا کے ایک تخت پر خداوند منون بیٹھا ہوا ہے۔ اُس کی آنکھیں آسمان کو دیکھ رہی ہیں ——— بھورے اور زرد رنگ کے شیر ببر پانی پی رہے ہیں۔ جنکی گرج آبشاروں کی گرج سے زیادہ بلند ہے۔ فرعون کے مقبرے کے آس پاس سرخ رنگ کی چڑیاں۔ دریائے نیل کے کنارے کنارے قطاریں باندھے بیٹھی ہیں۔ اور اپنی چونچ میں مچھلیاں پکڑ رہی ہیں۔ تاجروں کا کارواں آہستہ آہستہ جا رہا ہے۔ کہیں دن ——— کہیں رات ساری دنیا دکھائی دے رہی ہے ہرکولس پرواز کر رہا ہے۔

---

(۱۰۷)

نبتیون (سمندر دیو) ایک بانسری بجاتا ہے۔ اور ساری آبی مخلوق جمع ہو جاتی ہے پھر ۱
قہقہوں کی آوازیں گونجتی ہیں اور ایک بہت خوفناک قسم کی دیونی آتی ہے۔

دیونی۔ حکم دو دیو میں تمہاری محبوبہ ہوں اور میرے پاس ہوا سے زیادہ طاقت ہے۔ میں بڑے بڑے جہازوں کو سمندر کی تہ میں پہونچا سکتی ہوں ——— میں سمندر میں وہاں تک جا چکی ہوں جہاں ایک پھول ہے۔ جسکی پیشانی ارغوانی اور دل داغدار ہے عرق سفید۔ شعاعیں کالی اور اگر اس پھول سے زمین کی کیلی کو چھو دیا جائے تو ساری زمین دھماکے سے اُڑ جائے ——— حکم دو دیو میں اپنی انگلی پر ناچتے ہوئے اس چکر کی ایک گردش سے چاند کو کھینچ سکتی ہوں۔ اور اپنی پیشانی کے آئینہ میں ساری دنیا کو موت دکھا سکتی ہوں ——— ہا ہا ہا ——— میں بہت بڑی قوت ہوں ——— خزاں رسیدہ پتیوں کو سونا اور چاند کی شعاعوں کو چاندی بنا سکتی ہوں۔

نبتیون۔ وہ آرہا ہے (آئینہ دکھاتا ہے ہرکوس پہاڑ لئے آرہا ہے) میں اُس محل کو اپنے پانی میں غرق کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی وجہ سے میری آنکھ جل گئی اور اسی کی وجہ سے کنکال زمین پر آیا اور میرا بہت سا پانی پی گیا۔

دیونی۔ بس اتنی ذرا سی بات ابھی غرق کرتی ہوں ———

مُنہ سے پھونکتی ہے طوفان چلنے لگتا ہے جہاز کے مستولوں پر لٹکی ہوئی لالٹینیں بجھ جاتی ہیں۔ ہرکوس ہوا کی زد پر پہاڑ لئے ہوئے سمندر پر آجاتا ہے۔

نبتیون۔ اب کہاں جائیگا۔ میرے پانی کی لہروں کو اُٹھاؤ میں اُسے غرق کردونگا۔

سمندر کی لہریں اونچی ہونے لگتی ہیں۔ ہزاروں گز پانی اونچا ہو جاتا ہے۔ ہرکولس اور اونچا ہو جاتا ہے۔

نبیتون۔ اس طرح وہ نہیں ڈوبے گا۔ اس کے پیر پکڑ کر کھینچ لو۔

دیوی سمندر کی تہ میں پیر جمائے اونچی ہونے لگتی ہے۔ بڑھتی جاتی ہے۔ بڑھتی جاتی ہے۔ بالکل ہرکولس کے قریب پہونچ جاتی ہے۔

ہرکولس۔ کیا چاہتی ہو۔

دیوی۔ میں تمھیں اور اس محل کو پانی میں غرق کرونگی۔

ہرکولس۔ نہیں تم ایسا نہیں کر سکتیں ـــــ میں اس محل کو جیوپیٹر کے حکم سے آسمان پر لئے جا رہا ہوں۔

دیوی۔ میں جیوپیٹر کا حکم نہیں مانتی ـــــ میرا دیو جیوپیٹر نہیں ماشوا ہے۔ اور ماشوا تمھارے جیوپیٹر سے ہزار گنا زیادہ طاقتور ہے۔ ہا۔ہا۔ہا۔ہا۔

پکڑ کر کھینچنا چاہتی ہے۔ ہرکولس اُوپر ہو جاتا ہے۔ دیوی تیزی سے اُوپر چڑھ کر ہرکولس کا پیر پکڑ لیتی ہے۔ اور نیچے کھینچ لے جانا چاہتی ہے۔ مگر ہرکولس کو جنبش نہیں ہوتی۔

دیوی۔ مدد ماشوا مدد ـــــ میں تیری پجارن ہوں۔ مجھے آج اپنی ساری قوت دیدے ـــــ میں جیوپیٹر کے بیٹے کو پانی میں غرق کردوں۔

اسی وقت ایک بہت بڑا سا اژدھا اُڑتا ہوا آتا ہے اور ہرکولس کے پیروں میں لپٹ کر بڑھتا ہوا سمندر کی تہ میں پہونچ جاتا ہے۔ نبیتون سانپ کو پکڑ کر کھینچتا ہے۔ تمام آبی مخلوق سانپ کو پکڑ کر کھینچتے ہیں۔ لیکن ہرکولس کو جنبش نہیں ہوتی

اور وہ زور لگاتا ہے۔ سانپ ایک جھٹکے سے چھوٹ کر گرتا ہے اور گرتے ہی ایک خوفناک بدشکل دیو بن کر بھاگتا ہے۔ ہرکوس دیوتی کو جھٹکا دیتا ہے دیوتی کا ہاتھ چھوٹ جاتا ہے۔ ہرکوس پہاڑ دیوتی پر پھینک کر بہت تیزی سے گرتے ہوئے پہاڑ پرے محل کو علیحدہ کر لیتا ہے ـــــ جب پہاڑ دیوتی کو دباتا ہوا سمندر کے قریب پہونچتا ہے۔ اُس پر جیوپیٹر بیٹھا ہوا دکھائی پڑتا ہے۔ جیوپیٹر کی انگلی سے ایک شعاع نکلتی ہے اور جونہی سمندر کے اندر پہونچتی ہے۔ سمندر کی ساری مخلوق جیوپیٹر کے ہیبت و جلال سے جھک جاتی ہے اور بجلی کی وہ لکیر نبتیون کو کھینچ لاتی ہے۔

جیوپیٹر۔ نبتیون آج میں تمھیں اور تمھاری مخلوق کو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا اور تمھارا ایک قطرہ بھی دنیا میں نہ رہیگا۔

نبتیون۔ (سجدے میں گر کر) رحم ـــــ رحم خداوند رحم ـــــ

جیوپیٹر۔ تم میرے مخلوق ہو کر ماشوا کی قوت سے مدد چاہتے ہو۔ اور تم نے دیوتی کو رینا سے مدد لی۔ اُس دیوتی کو میں نے ماشوا کی ساری قوت کے ساتھ اس پہاڑ کے نیچے رہتی دنیا تک کے لئے دبا دیا ہے۔ اور ماشوا کو ایسے غار میں قید کر دیا ہے کہ وہ اب کبھی نہ نکل سکے گا۔ اور اسکی ساری شیطانی قوت تباہ و برباد ہو گئی ہے۔ دیکھو ـــــ دیکھو اُس کے یہاں آگ لگی ہوئی ہے اور شیطان جل رہے ہیں (انگوٹھے کے ناخن میں دکھاتا ہے)

نبتیون۔ معاف کیا جائے ـــــ معاف کیا جائے خداوند معاف کیا جائے ـــــ کیوپڈ کا واسطہ خداوند اس گناہکار کو معاف کیا جائے۔

جیوپیٹر۔ جاؤ۔ تم نے کیوپڈ کا واسطہ دیا۔ ہم نے معاف کیا ـــــ مگر آج سے

تمھاری قوت کی ایک حد ہے۔

(جو پیٹر غائب ہو جاتا ہے اور پرہاڑ سمندر ہی میں رہ جاتا ہے۔

۱۰۷

سائکی سو رہی ہے پریاں پردوں کے پیچھے سے رباب بجاتی ہیں۔ سائکی ایک خمار کے ساتھ آنکھیں کھولتی ہے۔ منتشر بالوں کو اور پریشان کرتی ہوئی جمائی لیتی ہوئی کھڑکی کے پاس پہونچتی ہے پردہ ہٹاتی ہے۔ چاروں طرف دیکھتی ہے۔ حد نظر تک بدلے ہوئے مناظر۔ دیوتاؤں کا عجیب و غریب ملک۔ عالیشان جگمگاتے ہوئے کاشانے۔

سائکی۔ شاعر ـــــ

کیوپڈ۔ کیا ہوا۔

سائکی۔ ہم کہاں ہیں۔

کیوپڈ۔ جہاں تھے ـــ

سائکی۔ نہیں شاعر دیکھو تو ہم کہیں اور ہیں۔

(کیوپڈ آتا ہے جھانکتا ہے)

کیوپڈ۔ ہم آسمان پر ہیں۔

سائکی۔ پاگل ہو رہے ہو آسمان پر کیسے آجائیں گے۔

کیوپڈ۔ کوئی دیوتا اٹھا لایا ہے۔

سائکی۔ دیوتا کو کیا پڑی ہے ــــ معلوم ہوتا ہے کسی جادوگر کا کام ہے۔

جیوپیٹر۔ نہیں۔ میں نے آسمان پر منگوایا ہے۔
جیوپیٹر آتا ہے اور اس کے ساتھ مارس۔ مرکری۔ اشارن۔ یورینس۔ اپالو۔ منروا
چاند اور دوسرے دیوتا و دیویاں ہیں۔

کیوپڈ۔ خداوند جوپیٹر ——— (سجدے میں گر پڑتا ہے)

جیوپیٹر۔ (مسکرا کر) سائکی میں نے قہر و غضب کی بجلی سے آگ معصومیت کے صحراؤں سے ہوا انانیت کے ساحل سمندر سے ریت اور زمین کے تلے سے مٹی لیکر ان سب کے باہمی امتزاج سے تجھے پیدا کیا۔ ریگ ساحل میں کیوپڈ کے دل کے ریزے ملائے اور جھاگ سمندر میں اپنی روح کا جوہر بھر کا پھر اپنی ذات سے ایک روح علیحدہ کر کے تیرے جسم میں پھونکا۔ پھر تیرے حسن و جمال کو نسیم سحری کی نرمی گلہائے چمن کی نگہت اور نور قمر کی لطافت بخشی اور تجھے ایک جام عشرت پلایا تاکہ تو دنیا سے غافل اور فکر فردا سے بے نیاز ہو جائے اور میرے ہی حکم سے دیوی اکالو نے غم کا بھی ایک جام پلایا تاکہ تیری سمجھ میں زندگی کی مسرتوں کا راز آجائے اور زندگی کی گہرائیوں میں روشنی پیدا ہو جائے۔ اور ——— پھر تجھے تمناؤں کا وہ لباس پہنایا گیا۔ جسے دیوتاؤں نے قوس قزح کی لہروں سے بنایا تھا۔ جانتی ہو کیوں؟

سائکی۔ نہیں خداوند ——— نہیں ———

جیوپیٹر۔ تاکہ تو کیوپڈ کی شریک زندگی بنے۔

سائکی۔ کیوپڈ ——— نہیں نہیں میں کیوپڈ کی شریک زندگی نہیں بن سکتی (کیوپڈ کی طرف دیکھ کر)
میں کسی کی ہو چکی ہوں ——— جذبۂ شوق ہمیں ملا چکا ہے ———
پھر کون ہے جو ہمیں جدا کر سکے ———

جیوپیٹر کے قدموں پر گر جاتی ہے۔ جیوپیٹر سائکی کا بازو پکڑ کر اُٹھاتا ہے۔

جیوپیٹر۔ سائکی تو وہ کلمہ ہے جسے میں نے اپنی زبان سے ادا کیا اور پھر واپس لیکر اپنے دل کی گہرائیوں میں چھپا لیا ——

سائکی۔ رحم ——

جیوپیٹر۔ میں تجھے اب غمگین نہیں کرونگا (کیوپڈ کی طرف اشارہ کرکے) یہ جو تیرے حسن و محبت کے نغمے گاتا ہے۔ یہی کیوپڈ ہے۔

سائکی۔ کیوپڈ ——

(دونوں کی نظریں ملتی ہیں چہرے پر مسکراہٹ پیدا ہو جاتی ہے)

جیوپیٹر۔ ہاں کیوپڈ —— یہی وہ بے رحم کیوپڈ ہے۔ جسکا دل گداز عشق سے خالی تھا۔ اور اسی کمی کو پورا کرنے کے لئے لاکھوں سال کے غور و فکر کے بعد میں نے تجھے بنایا ——

اب میں تیرے جسم سے انسانی رُوح علٰحدہ کرکے تجھے آسمانی مخلوق بناتا ہوں ——

اے انسانی روح تو میرے حکم سے اس پتلے میں داخل ہوئی اور اب میرے حکم سے باہر نکل آ ——

دیوتاؤں کی طرح سائکی کا سایا غائب ہو جاتا ہے اور اس کی رُوح باہر نکل آتی ہے۔ اور سائکی گر جاتی ہے ——

—— اور اے اندھی قوت تو بھی جسم سے باہر نکل آ —— (ایک سایہ باہر آتا ہے) حرص و طمع تو بھی —— تمنا تو بھی —— اور اے موت تو بھی باہر نکل آ —— میں نے سائکی کو غیر فانی بنایا۔ اُن دیوتاؤں اور دیویوں کی طرح نہیں جو ایک حد تک زندہ رہتے ہیں اور مر جاتے ہیں۔ میں نے سائکی کو ازلی و ابدی زندگی بخشی اور اِس جسم میں میرا جمال رہیگا۔

ایک سایہ جیوپیٹر کے دل سے نکل کر سائگی کے جسم میں داخل ہوتا ہے اور سائگی اُٹھ کر بیٹھ جاتی ہے۔ سائگی کی روح جیوپیٹر کے قدموں پر گر پڑتی ہے۔

روح۔ دیوتا میرے اوپر رحم کیا جائے۔ مجھے اس جسم سے محبت ہے میں اتنے زمانے سے اس کے ساتھ ہوں مجھے اُس سے جُدا نہ کر۔۔۔۔

جیوپیٹر۔ جا میں نے تجھے مشرق دیا۔۔۔۔

روح۔ دیوتا۔۔۔ میں مشرق کیا کرونگی۔۔۔۔

جیوپیٹر۔ مشرق ہی سے ہر وہ چیز پیدا ہوتی ہے جو عقل ہے۔

روح۔ مجھے عقل نہیں چاہیئے۔

جیوپیٹر۔ میں نے تجھے جنوب دیا۔۔۔۔ جنوب سے ہر وہ چیز آتی ہے جو حقیقت ہے۔

روح۔ نہیں نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیئے میں دنیا میں نہیں جاؤنگی دنیا بہت بُری جگہ ہے وہاں انسان ہر دور میں زمین کے سینے پر قلعے محلات اور عبادت گاہیں بناتا ہے۔ اور زمین اُنھیں اپنے دل میں چھپا لیتی ہے۔ عظمت و جبروت کے پتلے بڑی بڑی مضبوط عمارتیں بناتے ہیں اور مصوّر نقش و نگار سے سجاتے ہیں۔ مگر زمین اُنھیں نگل لیتی ہے۔ ایسی دنیا میں کیا ہے۔ جہاں زمین انسان اور اُس کی ساری کاریگری کو نگل جاتی ہے۔۔۔۔

جیوپیٹر۔ زمین وہی چیز لیتی ہے جو اُس کے لئے ہے۔ لیکن انسان کی قوّتوں کا کوئی حد و حساب نہیں۔۔۔۔

روح۔ نہیں نہیں میں دنیا میں نہیں جاؤنگی۔ زمین کیا ہے۔ اجسام کو نگل جانے کے لئے منہ کھولے ہے۔ اور اجسام بھی مادّی اغراض کے لئے لڑتے جھگڑتے ہیں۔۔۔۔

لیکن ارواح سکون و اطمینان کے ساتھ محبت کے سائے میں رہنا چاہتی ہیں۔ اور اب جب میں آسمان پر آگئی ہوں۔ تو زمین پر نہیں جاؤنگی (قدموں پر پیشانی رکھ کر) کسی کے قلب میں نہیں جاؤنگی ——

جیوپیٹر۔ روح —— یہ ہماری حکمت ہے اور تو اس دنیا کو ہماری نظروں سے دیکھنا چاہتی ہے۔ یہ حماقت کی انتہا ہے —— جنگل میں جا تو شہد کی مکھی کو پھولوں پر بھنبھناتے اور عقاب کو شکار پر منڈلاتے دیکھے گی —— مگر اے روح شہد کی مکھی کے مثال ہو جا اور بہار کے دن عقاب کے اعمال دیکھنے میں برباد نہ کر —— یہ منہ کھولے ہوئے زمین وہ ہے جو تجھے جسم کی غلامی سے نجات دلائے گی —— اور انسان جو تجھے حقیر و ذلیل نظر آرہا ہے۔ وہ ہے۔ جو غم سے خوشی اور تاریکی سے روشنی حاصل کرنے ہمارے حضور سے دنیا میں جاتا ہے۔

روح ۔ اچھا تو خداوند —— مجھے اس کے دل میں سما جانے دو میں خاموشی سے چپ چاپ بیٹھی رہونگی۔

جیوپیٹر۔ اچھا (مسکرا کر) سما جا۔

روح سالگی کے جسم میں آنکھوں کی راہ سے داخل ہوتی ہے اور ایک لمحہ کے بعد نکل آتی ہے۔

روح ۔ آہ خداوند میں کیونکر اس میں سما سکتی ہوں وہ تو محبت سے معمور ہے اور میرے لئے کہیں جگہ نہیں ——

جیوپیٹر۔ (مسکرا کر) اے پاکیزہ روح میرے حکم سے میرے دل میں سما جا میں زمانے کی تمام پاکیزہ اور نیک روحوں کو اپنے دل میں رکھتا ہوں۔

(جیوپیٹر کا دل شق ہو جاتا ہے اور رُوح سما جاتی ہے)

جیوپیٹر۔ (دیوتاؤں کی طرف دیکھتا ہے پھر سائکی کی طرف دیکھ کر) یہی دیوی عشتروت ہے ——

کئی دیوتا۔ (حیرت میں) دیوی عشتروت۔

جیوپیٹر۔ جسکی پرستش تم اور سارا انظام شمسی ہزاروں سال سے کر رہا ہے جس کے حسن و جمال کے خیالی مجسمے تراشتے تراشتے تمھارے تصور نے دم توڑ دیا ہے (سائکی کی طرف دیکھکر) اب تو آسمانی مخلوق ہے۔ حسن کی دیوی سخاوت و کامرانی کا گھر —— فرحت و خوشی کا سرچشمہ —— راحت و آرام کا مرکز —— نوخیز لبوں کا لطیف تبسم —— تیرے سپرد حسن کا نظام کیا جا رہا ہے (سائکی جھک جاتی ہے) جس طرح تیرے (کیوپڈ کی طرف دیکھ کر) شریک زندگی کے سپرد عشق کا نظام ہے —— (سائکی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر) جب تو ہیلانہ کے لئے مسکرائے گی اور کیوپڈ تیر چلائیگا۔ تو 'ٹیرہ ؔ دا' ویران ہو جائیگا۔ جب تو کلوپٹرا کو تاج پہنائیگی۔ (کیوپڈ کے پاس جاکر) اور کیوپڈ انطونی پر تیر چلائے گا۔ تو اُن کی محبت وادی نیل میں عام ہو جائیگی —— جب تو اپنا سایہ لیلیٰ کے جسم پر ڈالے گی تو کیوپڈ مجنوں پر تیر چلائے گا —— اور جب تو کیوپڈ کے فرہاد کے لئے اُس کی محبوبہ شیریں کے بلند بالا قد میں ظاہر ہوگی تو اُنکی محبت رہتی دنیا تک کے لئے ایک یادگار بن جائے گی۔ تو انسان کو حکیم شاعر مفکر بنائے گی —— اشتعیا اپنی حکمت کے موتی تیری محبت کے راستے پر دے گا۔ یوحنا اپنے خواب میں تیرا جمال دیکھے گا —— ہومر۔ دانتے۔ شیلے۔ کالی داس۔ جبران۔ شکسپیر اور غالب۔ کی فکر تیرے حسن سے روشن ہوگی —— جہاں حسن ہوگا وہاں عشق کا تیر چلے گا۔ حسن و عشق دونوں میری روح کے جوہر ہیں —— انھیں دو عناصر سے میں بنا ہوں۔

(کیوپڈ سے) دس ہزار سال کے لیے اپنے تیر و کمان رکھدو اس کے بعد تھیں اور سائکی
کو رہتی دنیا تک فرصت نہ ملے گی ——

آپالو۔ خداوند کیا حال ہوگا —— دس ہزار سال میں ساری دنیا میں بے حد بے رحمی ——
درندگی اور غارت گری پھیل جائے گی۔

مرکری (جسکی پیشانی پر پارہ چمک رہا ہے) دیوتاؤں کے دیوتا اگر ایسا ہوا تو تیری بخشی ہوئی قوت
جو جنون کے وقت بھڑکتی ہے اور خواہشوں کے سامنے بجھ جاتی ہے۔ ایک لمحہ
میں سب کچھ تباہ کردے گی۔ جسے انسانوں نے ہماری برکتوں سے ہزاروں سال
میں تعمیر کیا ہے۔

اسٹارنٹ۔ (جس کے ہاتھ میں اُلّو ہے) انسان اپنے فولادی اور خونخوار پنجے کمزوروں کی گردنوں
میں پیوست کردیگا اور طاقتور سنگدلی کے ساتھ پیس ڈالے گا۔

یورانس۔ (جسکا سر غائب ہے) ہلاک آفریں آگ زندگی اور رزق کو چٹ کر جائے گی ——

زمین۔ جمال حیات بجھ جائے گا ——

چاند۔ خوفناک عناصر ہر جگہ غالب آجائیں گے۔

مارس۔ (تمام ہتھیار سجائے ہوئے) تدمیر۔ بابل۔ نینوی کے محلات کھنڈروں میں تبدیل ہو جائینگے

آپالو۔ ہماری بخشی ہوئی حکمت کام نہ آسکے گی۔

نارسس۔ زندگی جنگ میں نہیں امن میں پنپتی ہے۔ حسن و عشق کے نغموں میں زندگی
پرواز کرتی ہے۔

دیوی۔ پروان چڑھتی ہے۔
حسن خداوند کا سایہ ہے۔

عشق خداوند کی سب سے بڑی قوت ہے - اس قوت کو معطل کر دینے سے سارا نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔

جیوپیٹر۔ (ایک ایک کے پاس جاکر) ہم دیکھتے ہیں (مسکرا کر) آپالو ——— مرکری ——— اسٹارن ——— یورانس ——— زمین ——— —— —

اور نارسی سس جیسے دیوتا پریشان ہو گئے ہیں مگر یہ دس ہزار سال کا زمانہ میری داہنی آنکھ کا خواب بن کر ٹھہر جائیگا اور دنیا والوں کو یہ وقت ایک لمحہ معلوم ہوگا ———

جیوپیٹر جانے لگتا ہے۔ کیوپڈ اپنے ترکش سے تیر نکالکر جیوپیٹر کا نشانہ بناتا ہے۔

کیوپڈ۔ خداوند آپ کے بخشے ہوئے ترکش کا یہ تیر آپ پر چلاتا ہوں۔

جیوپیٹر۔ (ڈانٹ کر) کیوپڈ ———

تمام دیوتا خوف سے کانپ جاتے ہیں۔ کیوپڈ چلا کھینچتا ہے۔

سائکی۔ کیوپڈ ——— کیوپڈ کیا کر رہے ہو ———

جیوپیٹر غائب ہونا چاہتا ہے۔ مگر کیوپڈ کا تیر نکل کر جیوپیٹر کے دل میں پیوست ہو جاتا ہے۔ ساری دنیا۔ تمام سیارے۔ سارا نظام منتشر ہو جاتا ہے۔ زمین اپنی کیلی پر بہت تیزی سے گھوم جاتی ہے۔ وقت تھمتا ہے۔ ہزاروں قسم کے خوفناک دیو جیوپیٹر کے پاس آجاتے ہیں۔

کیوپڈ۔ آپ کو زخمی کر کے میں نے وینس کے عشق میں گرفتار کیا ———

جیوپیٹر۔ آہ کیوپڈ۔ یہ تو نے کیا کیا۔

کیوپڈ (قدموں پر گر کر) جرأت کے لئے معافی مانگتا ہوں ماں کی محبت نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا۔

جیوپیٹر - مجھے دنیا میں پھر جانا پڑیگا اور وہیں سے راکھ کے بکھرے ہوئے ریزوں اور ذرّوں کو ڈھونڈنا پڑے گا - پھر سے پیدا کرنا پڑیگا - ورنہ میرے دل کا یہ زخم کبھی اچھا نہ ہوگا -

نارسی سس - کیوپڈ کو اس گستاخی کی سزا دینی چاہیئے -

جیوپیٹر - مجھ میں اتنی قوت نہیں کہ میں عشق کو سزا دوں - یہ تو میری سب سے بڑی قوت تھی جسے میں نے الگ کر دیا ہے -

جیوپیٹر جاتا ہے اور اس کے پیچھے تمام دیو اور دیویاں پریاں گاتی ہوئی گذرتی ہیں -

پاک ہے عشق کا دیوتا اور حسن کی دیوی جنکی

عظمت و بزرگی نے سارے زمین و

آسمان کو گھیر رکھا ہے

۱۰۸

ایک دیوتا زمین کی کیلی کو روک دیتا ہے۔

۱۰۹

وقت کا پرندہ ایک الماس اور موتی والے درخت پر بیٹھ کر اپنے منہ کو بازوؤں میں چھپا کر سو جاتا ہے۔

۱۱۰

جیوپیٹر طلسمی رتھ پر بیٹھا ہوا، ہوا میں پرواز کرتا ہوا زمین پر ایک سمندر کے کنارے اُترتا ہے۔

جیوپیٹر۔ کہاں ہے میری محبوبہ —— میری روح ...... تجھے خوفناک سمندر کے آس پاس پکار رہی ہے۔ میرا نفس کف آگیں اور غضبناک موجوں پر اپنے بازو تیری طرف پھیلا رہا ہے۔

سمندر سے کف اُٹھتا ہے

---

(۱۱۱)

رگیستان میں پہونچتا ہے۔

جیوپیٹر۔ کیا فضا میں وہ روحیں نہیں جو ایک دردو کرب سے تڑپتے جان بلب کے انفاس کو لے جاتی ہیں ـــــــ اور ریت کے ذرّوں میں میری محبوبہ کے جسم کے ذرے کہاں ہیں ـــــــ

(غبار اُٹھتا ہے)

---

(۱۱۲)

ایک آتش فشاں پہاڑ پر

جیوپیٹر۔ تم کہاں ہو میری زندگی ـــــــ تاریکی نے مجھے اپنے آغوش میں کھینچ لیا ہے اور مایوسی مجھ پر غالب آگئی ہے۔ اور اے آگ کے شعلو! کیا تم نے میری محبوبہ کو جلایا ہے۔

جوالا مکھی پہاڑ بجھ جاتا ہے۔

---

(۱۱۳)

جیوپیٹر پرواز کرتے ہوئے

جیوپیٹر۔ تم کہاں ہو میری محبوبہ کیا تمھاری رُوح رات کی خاموشی میں اُس نسیم کے لئے جاگ رہی ہے۔ جو تمھاری طرف جب کبھی جاتی ہے میرے دل کی دھڑکنیں لے جاتی ہے۔

وینس کی آواز۔ فضا میں مُسکراؤ میرے محبوب کہ مجھ میں حرکت پیدا ہو ــــ ایتھر میں سانس لو کہ میں پھر زندہ ہو جاؤں۔

گرد کا ایک غبار اُٹھتا ہے جو روشنی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

آسمان پر سات ستارے چمک رہے ہیں

۲۳ جنوری ۱۹۵۴ء

سلیم اللہ خوشنویس الٰہ آباد

DATE LABEL